کی قبر میں پھر حشر میں بہت برا ہے اور جاری رہنا اس زنیا میں سبب خاتمہ کا ہوتا ہے عیاذاً باللہ اس لیے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ان گناہوں سے بچے یا برباد ی آخرت پر راضی ہو پھر اسی قدر فرض ہی کہ جو کچھ شرع شریف میں اس بابت آیا ہی ہم اوسکو سب کی کان میں ڈالدیں مانتا نہ ماننا اونکا کام ہے

فصل بیان میں شراب خواری کے

حدیث ابوہریرۃ میں فرمایا ہے کہ شرابی وقت شراب پینے کی مومن نہیں رہتا ہے رواہ الشیخان واھل السنن یعنی اوس وقت ایمان اوس سے الگ ہو جاتا ہے وہ بی ایمان ہوجاتا ہے نسائی کا لفظ یہ ہے کہ جس نے یہ کام کیا اوس نے پٹہ اسلام کا اپنی گلے سے نکالڈالا ہاں اگر توبہ کرلیگا تو اللہ قبول فرمانیوالا ہی ابن عمر رفعاً کہتے ہیں اللہ نے لعنت کی ہے شراب پر اور پینے والی اور پلانے والی اور خرید کرنے والی اور بیچنے والی اور نچوڑنے والی اور بنانیوالی اور اوٹھانے والی پر اور جس کے پاس اوٹھا کر لیجائیں رواہ ابوداود ابن ماجہ میں ذکر آکل ثمن کا بھی کیا ہے یعنی جو کوئی اوس کی قیمت کھای اوس پر بھی لعنت ہے یہ دس شخص ہوئی بزبان خدا و رسول یہ ملعون ہیں انس بن مالک کی حدیث میں بھی ان دس شخصوں پر لعنت آئی ہے رواہ ابن ماجہ ترمذی نی کہا یہ حدیث غریب ہے حافظ نے کہا اسکے سب راوی ثقہ ہیں

ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہی حافظ نے کہا اسکی سند کے راوی
ثقہ ہین مغیرہ بن شعبہ رفعا کہتے ہین جو شخص شراب بیچے اوسکو چاہیے
کہ سور بھی کہا ہی رواہ ابو داود خطابی نے کہا یہ اس لئے کہ گناہ مین
یہ دونون امر برابر ہین جیسے شراب بیچنا ویسی ہی سور کہانا ابن عباس
کی حدیث مین فرمایا ہے میرے پاس جبرئیل نے آکر کہا ای محمد اللہ نے
لعنت کی ہے خمر پر اور خمر کے بنانیوالی اور صاف کرنے والی اور پینے والے
پر اور جس کے پاس اوسکو لیجاتین اور خریدار اور فروشندہ و ساقی و
مستقی پر یعنی جو پلائی اور جسے پلی رواہ احمد باسناد صحیح وابن حبان حاکم
نے کہا ہی کہ حدیث صحیح الاسناد ہے حدیث ابو امامہ مین فرمایا ہے ایک
قوم اس امت کی رات کو کہانی پینے لہو و لعب مین بسر کریگی صبح کو بندر
و سور بنجائینگی اور خسف و قذف ہوگا لوگ چرچا کرینگے کہ آج کی رات
فلان خاندان مین یا فلان گہر مین خسف ہوا اور پہر اوپر آسمان سے
پتہر برسینگے جس طرح کہ قوم لوط علیہ السلام پر برسے تھے اور اون کے
گہرون پر قذف ہوگا اور باد عقیم چلیگی جس طرح کہ قوم عاد پر چلی تہی اور
وہ ہلاک ہوگئے تھے اور اون کے گہرون پر جسمین شراب پی جاتی تہی
اور حریر پہنا جاتا تہا اور گانے والیان ہوتی تہین آندہی آئیگی رواہ احمد
وابن ابی الدنیا والبیہقی یہ حادثہ اس امت مین کئی بار ہوچکا ہے اور ہوا کریگا

الله تعالی بعض جگہہ اپنا عذاب ظاہر کرکے لوگون کو ہوشیار کر دیتا ہے
لیکن جن کی کہتی ہین بدافعال بڑہ گئے ہین اونکی آنکہین ہرگز نہین کہلتین
اور نہ وہ خواب غفلت سے جاگتی ہین اونکا جاگنا جب ہی ہوگا کہ اونپر یہی
بلا اوترےگی یا مرکر قبر مین جائین گے تب کہین اونکو یقین اپنے اس
انجام ناکام کا ہوگا انا اسد علی بن ابی طالب نے رفعا کہا ہے کہ جب میری
امت پندرہ کام کریگی تب اونپر بلا اوتریگی پوچہا وہ کیا کام ہین کہا
جب[1] غنیمت کو مال اور امانت[2] کو غنیمت اور زکوۃ[3] کو تاوان جانین گے
اور مرد[4] جورو کا مطیع ہوگا اور ماں کا نافرمان یار[5] سے سلوک کریگا اور باپ[6]
سے جفا اور مسجدون[7] مین غل وشور ہوگا اور[8] قوم کا سردار کمینہ ہوگا آدمی[9]
کی عزت ڈر سے اوسکی بدی کے کیجائیگی شراب[10] خواری ہوگی حریر[11] پہنا جائیگا
گانیوالیان[12] اور باجے[13] ظاہر ہون گے پچہلی[14] امت اگلی امت پر لعنت کریگی
اس وقت مین تم ایک لال آندہی یا خسف یا مسخ کی منتظر رہو رواہ الترمذی
وقال حدیث غریب اب ہر شخص معلوم کرسکتا ہی کہ یہ سب چیزین اس امت
مین مروج ہین یا نہین سو جبکہ مروج ہین تو اب بلا کے آنے کا شکوہ ناحق
ہے اسی کو غنیمت جاننا چاہیے کہ اب تک خسف و مسخ نہین ہوا اگرچہ بعد
موت کی اس خواب غفلت سے جاگ اوٹہین گے اس انجام کا یقین
کر لینا ضرور ہے خواہ یہان ہو یا وہان بلکہ بنظر بصیرت مین نزدیک اہل معرفت

پانی جیسے وسیع حالات موجودہ مسلمین میں واقع ہو چکا ہے الصورت
مسخ تو یہیں ہوئی ہے تو دل تو ضرور مسخ ہو چکے ہیں الا ماشاء اللہ تعالیٰ
... اکثر حکم یہ پایا گیا فاعتبروا فتنہ یا اولی الابصار حدیث ابوہریرہ
میں فرمایا ہی جب زنا کیا یا شراب پی اللہ نے اوس سے ایمان
چھین لیا جس طرح کہ کوئی شخص اپنے سر سے پیراہن اوتار لیتا ہے
رواہ الحاکم ابن عباس کا لفظ فرماتے ہیں جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ اور
دن آخرت پر وہ شراب نہ پیے اور نہ مجلس شراب میں بیٹھے رواہ الطبرانی
معلوم ہوا کہ جیسے شراب کا پینا ہے ویسے ہی مجلس شراب میں حاضر ہونا
خباب بن ارت کہتے ہیں حضرت نے فرمایا ہے تو دور رہ شراب سے کہ
گناہ ایجاد کرتی ہے جس طرح کہ درخت شاخیں نکالتا ہے رواہ ابن ماجہ
حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے کہ ہر نشہ شراب ہے اور ہر نشہ حرام ہے
اور جو ہمیشہ دنیا میں شراب پیگا وہ آخرت میں نہ پیے گا رواہ الشیخان
واہل السنن مسلم کا لفظ یہ ہی کہ وہ آخرت میں محروم ہوگا خطابی و بغوی نے
کہا مراد یہ ہی کہ وہ جنت میں نجائیگا یعنی اگر بے توبہ مرگیا ہے ابوموسیٰ کا
لفظ فرماتے ہے کہ مدام الخمر داخل بہشت نہوگا اللہ اوسکو نہر غوطہ میں سے
پلائیگا پوچھا نہر غوطہ کیا ہے فرمایا ایک نہر ہے جو حرامکار عورتوں کی شرمگاہوں
سے بہے گی دوزخ کو بو اوسکے اندام کی ستائیگی رواہ احمد و ابویعلی و ابن حبان

والحاکم وصححہ حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے چار شخص ہین اللہ پر واجب
ہے کہ اونکو جنت مین داخل نکرے اور نہ وہان کے آرام کا مزہ چکہائے
ایک دائم الخمر دوسرا سود خوار تیسرا مال یتیم کا کہانے والا چوتہا مان باپ
کا عاق رواہ الحاکم انس کا لفظ مرفوع یون ہے کہ نہ گہسیگا دیوار قدس
یعنی جنت مین دائم الخمر اور عاق اور دیکر احسان رکہنے والا رواہ احمد
مراد اس سے بہشت ہے یعنی یہ تین قسم کے لوگ جنان فردوس مین نجاینگے
ابن عباس کی حدیث مین فرمایا ہے دائم الخمر اگر مر جائیگا تو اللہ سے مثل
بت پرست کی ملیگا رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح دوسرا لفظ انکا رفعا
یون ہے جو ملا اللہ سے اور وہ شراب پیا کرتا تہا تو مثل بت پرست کے
ملیگا رواہ ابن حبان ابو موسی نے کہا مجہکو کچہہ پروا نہین ہے کہ مین شراب
پیون یا اللہ کو چہوڑکر اس ستون کو پوجون رواہ النسائی یعنی شراب پینا
اور بت کا پوجنا برابر ہے ف حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے تین شخص
ہین کہ حرام کیا ہے اللہ نے اونپر جنت کو ایک دائم الخمر دوسرا عاق تیسرا
دیوث جو اپنی جورو کو خبث پر برقرار رکہتا ہے رواہ احمد واللفظ لہ والنسائی
والبزار والحاکم وقال صحیح الاسناد مرقات مین کہا ہے کہ مراد لفظ خبث سے
زنا ومقدمات زنا اور سائر معاصی ہین جیسے شرب خمر وترک غسل جنابت
ونحوہا ابو ہریرہ رفعا کہتے ہین کہ جنت کی ہوا پانسو برس کی راہ سے آتی ہے

تین شخص اوسکو نہ پائینگے ایک دیوث دوسرا عاق تیسرا
دائم الخمر رواہ الطبرانی فی الصغیر عمار بن یاسر کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ تین آدمی
ہرگز جنت مین نجا ئینگے دیوث اور زن مردانہ اور دائم الخمر کہا اے رسول خدا
دائم الخمر کو تو ہم پہچانتے ہین دیوث کون ہوتا ہے فرمایا الذی لا یبالی من
دخل علی اہلہ یعنی وہ شخص جو کہ کچہ پروا اس بات کی نکرے کہ اوسکے گہر والون کے
پاس کون آتا جاتا ہے کہا زن مردانہ کون ہوتی ہے فرمایا جو مشابہ مردون
کے بنے رواہ الطبرانی و رواتہ لا اعلم فیہم مجروحا و شواہدہ کثیرۃ یعنی جو عورت
ہو کر مردانہ جوتا پہنے یا ٹوپی لگاتی یا انگرکہہ یا جامہ پہنے یا تیر کمان رکہے
یا گہوڑے پر سوار ہو یا مردکی سی بات چیت کرے حدیث ابن عباس مین
فرمایا اے تم بچو شراب سے کہ یہ کنجی ہے ہر بدی کی رواہ الحاکم وقال صحیح
الاسناد حذیفہ کا لفظ یہ ہے کہ خمر جامع گناہ ہے اور عورتین جال ہین شیطان
کی اور محبت دنیا کی سر ہے ہر گناہ کا رواہ رزین آدمی نے جب شراب
پی تو اب اوس سے ہر گناہ ہوگا زنا بہی کریگا ناچ گانے بجانے مین بہی
رہیگا موتہہ سے گالی بہی بکیگا بے شرعی کے کام کریگا اپنے گناہون کا بیان
کریگا اپنے عیب کو نہ چہپائیگا لا حول ولا قوۃ چنانچہ اکثر شرابخوارون کا یہی
حال دیکہا گیا ہے حکایت ابن مسعود رفعا کہتے ہین ایک بادشاہ نے
[illegible]

قتل کر یا زنا کر یا سور کا گوشت کہا ورنہ تجہکو قتل کر دیا جائیگا اوسنے کہا اچہا
مین شراب پی لو نگا اوسنے جب شراب پی تو یہ ساری کام کیے حضرتؐ نے
فرمایا جو کوئی ایک بار شراب پیتا ہے چالیس دن اوسکی نماز قبول نہین
ہوتی اور جو شخص مرا اور اوس کے پیٹ مین کوئی قطرہ شراب کا تہا تو جنت اوسپر
حرام ہوتی ہے اور اگر اندر چالیس رات کے مر گیا تو اوسکی موت جاہلیت
کی سی ہوتی ہے رواہ الطبرانی باسناد صحیح والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم
جو شخص ایسی دوا کہائی جسمین کوئی جز شراب کا ہے پہر مر جای تو وہ بہی
اس حکم مین داخل ہی حکایت عثمان بن عفان نے حضرت کو سنا
فرماتے تہے تم بچو ام الخبائث سے تم سے پہلے ایک شخص تہا وہ عبادت
کرتا تہا لوگون سے الگ رہتا تہا ایک عورت اوسکو چاہنے لگی اوس کے
پاس ایک خدمتگار بہیجکر بلایا اور کہا تمکو ایک گواہی کے لیے بلاتی ہون
جب وہ آیا تو عورت نے ایک ایک دروازہ جسمین وہ داخل ہوتا جاتا تہا
بند کرانا شروع کیا یہان تک کہ جب وہ خلوتگاہ تک پہونچا تو ایک چکیلی عورت
بیٹہی ہوئی اوسکو ملی اوس کے پاس ایک لڑکا اور ایک مٹکا شراب کا رکہا
تہا اوسنے کہا مینے تجہے گواہی کے لیے نہین بلایا ہے بلکہ اس لیے بلایا ہے
کہ تو اس لڑکے کو مار ڈال یا مجہسے صحبت کر یا ایک پیالہ شراب کا پی اگر تو
انکار کریگا تو مین چیخ مار کر تجہکو رسوا کرونگی اوس نے جب یہ دیکہا کہ کسی طرح

میرا چیتکارا نہین ہوتا ہے تو کہا خیر ایک پیالہ شراب کا مجھے پلا دی جب
ایک ساغر پیا تو کہا اور بھی یہان تک کہ پیرا وس عورت سے زنا کیا
اور اوس لڑکی کو مار ڈالا سو تم شراب سے بچو واللہ ایمان اور ادمان خمر کا
کسی شخص کے سینے مین ہرگز جمع نہین ہوتا ہے دونون مین سے ایک ضرور
ہی خارج ہو جاتا ہے رواہ ابن حبان والبیہقی مرفوعا وموقوفا ہاروت ماروت
کا قصہ قرآن مین آیا ہے اونکو زہرہ نے شراب پلا کر زنا و قتل مین گرفتار
کر دیا تہا اونہون نے ہوش مین آ کر عذاب دنیا کو عذاب آخرت پر اختیار
کیا رواہ احمد وابن حبان بطولہ ابن عباس کہتے ہین جب شراب حرام
ہوئی تو اصحاب ایک دوسرے کے پاس جا کر کہنے لگے کہ خمر حرام ہوئی
اور برابر شرک کے ٹہیری رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح ابوہریرہ کا
لفظ رفعا یہی کہ جو کوئی شراب پیگا اللہ اوسکو آب گرم جہنم پلائیگا رواہ البزار
حدیث جابر مین فرمایا ہے ہر نشہ حرام ہی اور اللہ کے پاس اس بات کا عہد
ہے کہ جو کوئی نشہ پیگا اوسکو طینۃ الخبال پلائیگا پوچہا کیا چیز ہے فرمایا پسینا
اور نچوڑ ہے دوزخیون کا رواہ مسلم والنسائی مست کے پاس فرشتے نہین
آتے اسکو بزار نے ابن عباس سے بسند صحیح روایت کیا ہے اسی طرح
جس عورت سے خاوند ناخوش ہوتا ہے یا کوئی مست ہوتا ہے تو اللہ اوسکی
نماز قبول نہین کرتا یہان تک کہ خاوند راضی ہو اور وہ مست ہوش مین آوے

رواہ الطبرانی وابن خزیمۃ وابن حبان والبیہقی حدیث ابو امامہ
مین فرمایا ہے میرے رب نے اپنی عزت کی قسم کہائی ہے کہ نہ
پیئے گا کوئی بندہ میرے بندون مین سے ایک گہونٹ شراب
کا لکن پلاؤن گا مین اوس کو آب گرم جہنم پہر خواہ عذاب کرون یا
بخشون اور نہ پلائیگا وہ کسی چہوٹے بچے کو کوئی گہونٹ اوس کا لکن
پلاؤن گا مین اوس کو حمیم جہنم خواہ وہ معذب ہو یا مغفور ترک نہین
کرتا اوس کو کوئی بندہ میرے بندون مین میرے ڈر سے لکن پلاؤنگا
مین اوس کو حظیرۃ القدس سے رواہ احمد یعنی اگر شرابی بخشا
بہی گیا تب بہی اوس کو عوض بادہ نوشی کے پہلے عذاب ہولیگا
تب مغفرت ہوگی اور تارک خمر شراب طہور پیئے گا ولہ الحمد والمنۃ
حکایت شیدا شاعر متوفی ۱۰۸۰ نے جب یہ مطلع کہا ع بیت
داتی بادہ گلگون مصفا جوہری مجسن راپرورد گاری عشق را پیغمبرے
اور شاہجہان بادشاہ کے کان تک پہونچا تو وہ نہایت غضب مین آکے
اور کہا اس نے ام الخبائث کا وصف نازیبا کیا ہے پہر اوس کو
اپنے ملک محروسہ سے اخراج کردیا اسی طرح عالمگیر بادشاہ نے
رواج دیوان حافظ کا اپنے ملک محروسہ مین بند کردیا تہا کہ لوگ
اوس کے مطالعہ کرنے سے فاسق عاشق بنتے ہین فی الواقع شان ملوک

اسلام کی ایسی ہی ہوتی تھی حرام ہے ۔ سنا حیلا انس رفعا کہتے ہیں جسنے ترک کیا خمر کو اور وہ قادر ہے اوسپر تو پلاؤنگا میں اوسے حظیرۃ القدس سے اور جسنے چھوڑ دیا پہننا حریر کا اور وہ پہن سکتا تھا تو پہناؤنگا میں اسکو حظیرۃ القدس سے رواہ البزار باسناد حسن ابن عباس کا لفظ مرفوع یہ ہے جسنے پیا ایک گھونٹ خمر کا قبول نہیں کرتا اللہ اوس سے تین دن تک فرض و نفل اور جسنے ایک پیالہ پیا اوسکی نماز چالیس صبح تک پذیرا نہیں ہوتی اور دائم الخمر کا یہ حال ہے کہ اللہ پر حق ہے کہ اوسکو نہر خبال سے پلائے پوچھا وہ کیا ہے فرمایا پیپ دوزخیوں کی رواہ الطبرانی ابن عمر رفعا کہتے ہیں جو مرا میری امت میں سے اور وہ شراب پیتا تھا حرام کر دیتا ہے اللہ اوسپر شراب جنت کو اور جو مرا اور سونا پہنتا تھا حرام کر دیتا ہے اوسپر لباس جنت کو رواہ احمد والطبرانی و رواۃ احمد ثقات بعض احادیث میں حکم قتل کرنے شرابی کا بار چہارم میں آیا ہے لکن یہ حکم باقی نہیں رہا منسوخ ہو چکا ہے مگر عذاب آخرت بدستور باقی ہے حدیث ابن عمر میں آیا ہے کہ اگر بار چہارم میں بھی توبہ نہ کی تو اللہ اوسپر غضب کرتا ہے اور نہر خبال یعنی صدید اہل نار پلائیگا رواہ الترمذی کا لطولہ و حسنہ والحاکم و صححہ نسائی کا لفظ قوفا یہ ہے کہ جسنے شراب پی اور نشہ نہوا اوسکی نماز قبول نہیں ہے جب تک کہ پیٹ اور رگون میں کچھ باقی ہے اور اگر مر گیا تو کافر مرا اور اگر نشہ ہوا تو پھر

چالیس دن تک کی نماز نامقبول ہے اور اگر مر گیا تو کافر مرا دوسری روایت میں یون ہے کہ اگر مر گیا تو داخل نار ہوا ہان اگر توبہ کریگا تو اللہ قبول کرنیوالا ہے مگر بار چہارم مین پہر وہی عصارہ اہل نار پینے کو ملیگا رواہ ابن حبان والحاکم ونحوہ فی ابی داود وعند احمد باسناد حسن وکذا عند البزار والطبرانی حدیث انس بن مالک مین فرمایا ہے جسنے چھوڑا دنیا کو اور وہ مست تہا تو قبر مین بہی مست جائیگا اور مست ہی قبر سے اوٹھیگا اور اوس کے لیے حکم آگ کا ہوگا اور وہ سکران ہوگا دوزخ مین ایک چشمہ ہے جس سے پیپ اور خون بہتا ہے وہ اسکا طعام وشراب ہوویگا جب تک کہ آسمان وزمین ہین رواہ الاصبہانی بسند ضعیف مکلف مختار نے جب نشہ کی چیز پی تو اب امام اوسکو چالیس یا کم یا زیادہ کوڑے مارے یا جوتے لگائے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے تہے اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے اور زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کبہی ہاتہہ اور کپڑے اور جوتون سے بہی مارا تہا ایک بار کے اقرار یا دو گواہ عادل باقی رہتے ثبوت شرب مسکر کا ہو کر حد لازم آتی ہے اور قتل کرنا شرابی کا بار چہارم مین منسوخ ہے

فصل بیان مین زنا کے

حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ زانی وقت زنا کے مومن نہین رہتا ہے

رواہ الشیخان وافل السنن بزار نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ لا ایمان
علی امہ من ذلک یعنی ایمان کی عزت نزدیک اللہ کے اس سے زیادہ
مگر اس وقت وہ اوس کے پاس رہے ہے ابن مسعود رضا کہتے ہیں حلال نہیں
خون کسی مسلمان کا مگر تین شخص کا ایک بیاہا ہوا زانی دوسرے جان عوض
جان کے تیسرے تارک دین مفارق جماعت رواہ الشیخان واہل السنۃ
عبداللہ بن یزید نے حضرت کو سنا فرماتے تھے اے گروہ عرب کی مجکو بڑا خوف
تیر زنا اور چھپی شہوت کا ہے رواہ الطبرانی باسناد صحیح مراد حرامکاری یا
آشنائی ہے عثمان بن ابی العاص رضا کہتے ہیں نصف شب کو دروازے
آسمان کے کھل جاتے ہیں منادی ندا کرتا ہے ہے کوئی دعا جسکی دعا
قبول کیجائے ہے کوئی سائل جسکا سوال پورا کیا جائے ہے کوئی غمزدہ
جسکا غم دور کیا جائے پھر جو مسلمان اوس دم دعا کرتا ہے وہ قبول ہوتی
مگر دعا زانیہ کی جو اپنی شرمگاہ کو لیے ہوئے دوڑتی پھرتی ہے اور عشار
جو مسائرات کا محصول اوگہاتا یا لیتا ہے رواہ احمد حدیث عبداللہ بن بسر
فرمایا ہے حرامکاروں کے مونہہ آگ سے بھڑکینگے رواہ الطبرانی بسند صحیح
ابن عمر کا لفظ یہ ہے کہ ذا موت فقیر ہے رواہ البیہقی اکثر حرامکار آخر کو محتاج
ہو جاتے ہیں مرد ہوں یا عورت سمرہ بن جندب کہتے ہیں کہ حضرت نے فرما
دیئے آج کی رات ایک چیز تنور کی طرح دیکھی جسکا مونہہ تنگ اور پیٹ کشادہ

اوسکے نیچے آگ بھڑک رہی تھی جب وہ اونچی ہوتی تو وہ لوگ بھی اونچے
ہوجاتے اور جب وہ دب جاتی تو وہ بھی اوسمین گرجاتے اوسمین مرد وعورت
تھے دوسری روایت مین اتنا زیادہ آیا ہے کہ وہ اوس کے اندر شور وغل
مچاتے چیختے چلاتے تھے جہانک کر دیکھا تو ننگے مرد وعورت تھے اونکے
نیچے سے لپٹ آگ کی آتی جب وہ لپٹ اونکو لگتی تو چلاتے تیسری روایت
مین ہے کہ وہ ننگے مرد عورت حرامکار مرد وعورت تھے رواہ البخاری بطولہ
حدیث طویل ابو امامہ مین فرمایا ہے کہ مجھے خواب مین دو مرد آکر ایک پہاڑ پہ
لیگئے تینے ایک قوم دیکھی کہ اونکو ورم سا چڑہا تھا اور بہت بدبودار تھی گویا اونکی
بدبو پاخانہ کی سی تھی مینے کہا یہ کون ہین کہا زانی مرد وعورت ہین الحدیث رواہ
ابن خزیمۃ ابو ہریرہ نے رفعا کہا ہے آدمی جب زنا کرتا ہے ایمان اوس کے
اندر سے نکلکر چھتری کی طرح ہوجاتا ہے جب وہ باز آتا ہے تب پھر رجوع کرتا ہے
رواہ ابی داود واللفظ لہ والترمذی والبیہقی والحاکم بیہقی کا لفظ یہ ہے کہ ایمان
ایک سربال ہے اللہ جسکو چاہتا ہے پہناتا ہے جب آدمی نے زنا کیا وہ سربال
اوس سے چھین لیا گیا اگر توبہ کی تو واپس ملا یعنی والا فلا اللہ نے زنا کو ہمراہ
شرک کے ذکر کیا ہے حکایت حدیث ابو ذر مین آیا ہے کہ ایک عابد بنی
اسرائیل نے ساٹھ برس اپنے صومعہ مین عبادت کی تھی ایک دن وہ اپنی
عبادتگاہ سے باہر نکلا ایک عورت ملی اوس سے باتین کرنے لگا یہان تک کہ

اوس سے جماع کیا پھر مرگیا اوسکی عبادت کو اوسکی زنا سے تولا تو زنا بھاری
نکلا الحدیث رواہ ابن حبان حدیث ابوہریرہ میں فرمایا ہے تین شخص ہیں کہ
دن قیامت کے اللہ اون سے بات نکریگا اور نہ اونکو پاک کریگا یعنی گناہ
سے اور نہ اونکی طرف نگاہ کریگا بلکہ اون کے لیے عذاب الیم ہوگا ایک بوڑھا
زانی دوسرا بادشاہ دروغگو تیسرا عیال دار متکبر رواہ مسلم والنسائی طبرانی
کا لفظ یہ ہی کہ نظر نکریگا اللہ دن قیامت کے طرف بوڑھے زانی اور بڑھیا
زانیہ کے دوسری روایت ابوہریرہ میں یوں آیا ہے کہ اللہ شیخ زانی کو
دشمن رکھتا ہے رواہ ابن حبان اسی طرح بڑھیا زانیہ کو حدیث سلمان میں
فرمایا ہے داخل ہوگا جنت میں بوڑھا حرامکار رواہ البزار باسناد جید یہ
حکم بڑھیا حرامکار کا ہے ابوذر نے رفعا کہا ہے کہ اللہ دشمن رکھتا ہے شیخ
زانی کو رواہ ابوداود والترمذی وابن حبان والحاکم وقال صحیح الاسناد
ابن عمر مرفوعا کہتے ہیں اللہ نظر نہیں کرتا ہے طرف اشیمط زانی کے رواہ
الطبرانی اشیمط وہ ہے جسکے بال کچھ سیاہ کچھ سفید ہوں یعنی ادھیڑ عمر کا حرامکار
حدیث نافع میں فرمایا ہے جنت میں بوڑھا زانی نجائیگا رواہ الطبرانی جابر کا
لفظ رفعا یہ ہے جنت کی ہوا ایک ہزار برس کی راہ سے آتی ہے مگر شیخ حرامکار
اوسکو نہ پائیگا رواہ الطبرانی یہی حکم عاق اور قاطع رحم کا ہے حدیث بریدہ
میں فرمایا ہے ساتوں آسمان و زمین لعنت کرتے ہیں بوڑھے زانی پر اور

زانیون کی شرمگاہ کی دوزخیون کو ایذا ویگی رواہ البزار علی مرتضی نے رفعاً
کہا ہے کہ لوگون پر دن قیامت کے ایک بدبودار ہوا چلیگی اوس سے
ہر نیک و بد ایذا پایگا جب وہ ہر کسی کو پہونچ جائیگی تو ایک منادی پکاریگا
کہ تم جانتے ہو کہ یہ بدبو کیا ہے وہ کہین گے ہم نہین جانتے مگر یہ بات ہے کے
یہ ہر جگہہ پہونچ گئے کہا جائیگا یہ ریح ہے فروج زناۃ کی جو اللہ سے اپنا زنا
لیکر ملی اور توبہ نہ کی رواہ ابن ابی الدنیا اور حدیث نہر غوطہ کی فصل اول
مین گذرچکی کہ وہ فروج مومسات یعنی زانیات سے جاری ہوگی اور اہل
دوزخ کو انکی بدبو سے ایذا پہونچایگی ف راشد بن سعد نے رفعاً کہا ہے
کہ جب مین اوپر چڑہا تو مینے کچھہ لوگ دیکھے جن کی کہال آگ کی قینچیون سے
کترہی جاتی تہی مینے کہا ای جبریل یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ ہین جو زنا کے
لیے بنتے سنورتے ہین پہر میرا گذر ایک چاہ بدبودار پر ہوا اوسمین سخت آواز
آتی تہین مینے پوچہا یہ کون ہین کہا یہ تمہاری عورتین ہین جو حرام کرانے کو بنتی
سنورتی ہین اور جو کام حلال نہین ہین وہ کرتی ہین رواہ البیہقی انس
بن مالک کی حدیث مین رفعاً آیا ہے کہ متیم زنا پر مثل بت پرست کے ہے
رواہ الخرائطی اور یہ حدیث پہلے گذرچکی ہے کہ وہ مدمن الخمر اللہ سے بعد موت کے
مثل عابد وثن کے ملیگا منذری رح نے کہا اسمین شک نہین ہے کہ زنا اشد
واعظم تر ہے نزدیک خدا کے شرب خمر سے واللہ اعلم حدیث ابن عمر مین آیا ہے

لعنت کی ہے حضرت نے واصلہ و مستوصلہ و واشمہ و مستوشمہ پر رواہ الشیخان اور
حدیث ابن مسعود میں ذکر متنمصات و متفلجات کا بھی آیا ہے رواہ الستۃ واصلہ
وہ ہے جو بال میں بال جوڑے مستوصلہ وہ ہے جسکے بال میں بال لگا کر جوڑے
اور واشمہ وہ ہے جو ہاتھ منہ کو سوئی سے گود کر سرمہ یا نیل بھرے
مستوشمہ وہ ہے جسکے ساتھ یہ کام کیا جاوے متنمصہ وہ ہے جسکی بھویں بار یک
بنائی جاویں نامصہ وہ ہے جو بھووں کو باریک کرے متفلجہ وہ ہے جو دانت
ریت کر برابر کرے واسطے خوبصورتی کے اور اللہ کی خلقت کو بدلے یہ سب
چیزیں داخل ہیں آرائش و پیرایش میں حضرت نے انکو منع کیا ہے اور
ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے زنا کار عورتیں اس طرح کے بہت کام
کرتی ہیں حدیث ابن عباس میں مرفوعا آیا ہے ایک قوم ہوگی زمانہ آخر میں
جو سیاہ خضاب کرینگی جیسے حوصلہ کبوتر کا وہ جنت کی بو نہ پاوینگی رواہ
ابوداؤد والنسائی وابن حبان وقال صحیح الاسناد امام نووی نے اس حدیث
کو حق میں مرد و عورت دونوں کے قائم رکھا ہے یہ اسی لیے ہوگا کہ اپنے تئیں
جوان بناتے ہیں اور اپنا عیب چھپاتا اللہ کو قریب پسند نہیں آتا حدیث میں
آیا ہے کہ حضرت نے زور سے منع کیا ہے رواہ الشیخان الحاصل جو زینت
کسی بری نیت و عمل کے لیے کیجاتی ہے وہ گناہ کبیرہ ہوتی ہے خصوصا
کا خوب سا بننا سنورنا عطر لگانا محفل میں آراستہ ہو کر سب کے سامنے بیٹھنا

یہ سب مقدمات ہین زنا کے اور افعال ہین فرقہ مومسات کے مگر خاوند کے لیے خاص زینت جائز کرنا منع نہین ہے بلکہ دلیل ہے محبت و مودت پر مگر وجود اس حالت کا بہت کمیاب ہوتا ہے الا ماشاء اللہ تعالیٰ ف میمونہ نے کہا مینے حضرتؐ کو سنا فرماتے تھے ہمیشہ رہیگی امت میری خیریت سے جبتک اونمین رواج ولد الزنا کا نہوگا جب اونمین حرام کی اولاد ہوگی تو لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب عام بھیجے رواہ احمد و اسنادہٗ حسن مین کہتا ہون یہ بلا خاندان ملوک و سلاطین و امراء اور وساء مین ایک مدت دراز سے عام ہوگئی تھی اسی وجہ سے عذاب مسلمین بھی عام ہوگیا ہے ابو یعلی کا لفظ یہ ہے ہمیشہ کام اس امت کا درست رہیگا جب تک کہ حرامی بچے اونمین ظاہر نہون گے پھر فرمایا کہ جب زنا ظاہر ہوگا تو محتاجی و تہیدستی آگھیرے گی رواہ البزار ابن عمر مرفوعاً کہتے ہین داخل نہوگا جنت مین عاق اور ولد الزنا اور مدمن خمر رواہ الدارمی مراد ولد الزنا سے وہ ہے جو زنا پر جارہے یا زانی باپ کی طرح کے بدکام کرے ابن عباس نے مرفوعاً کہا ہے جب کسی قوم مین زنا اور سود پھیل جاتا ہے تو وہ لوگ اللہ کے عذاب کو اپنے لیے حلال کر لیتے ہین رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد اسکو ابو یعلی نے بھی ابن مسعود سے باسناد جید رفعاً روایت کیا ہے ف حدیث ابو ہریرہؓ مین فرمایا ہے جو عورت داخل کرتی ہے کسی قوم مین اوس بچے کو جو اوس قوم کا نہین ہے وہ

ف ذکر ولد الزنا

ف الحاق زنا

نزدیک اللہ کے کچھ چیز نہیں ہے اور نہ وہ جنت میں جاویگی رواہ ابو داؤد
والنسائی وابن حبان زناکار عورتیں حرام کا بچہ جنکر خاوند کے گلے لگا دیتی
ہیں حالانکہ وہ اوس کے نطفے کا نہیں ہوتا ہے انکی یہ جزا مقرر ہوئی کہ جنت
سے محروم رہیں جو کوئی اپنے نسب کو بدل ڈالتا ہے حدیث میں اوسپر لعنت
سخت آئی ہے اس گناہ میں اکثر مرد بھی مبتلا ہو جاتے ہیں کوئی سید بنجاتا ہے
اور کوئی اور کچھ یہ سب دغا و فریب دنیا کے لیے ہوتا ہے چندیں شکل براے
اکل ف حدیث ابن مسعود میں کہا ہے بڑا گناہ نزدیک اللہ کے یہ ہے کہ تو
زنا کرے ساتھہ زن ہمسایہ کے رواہ الشیخان قرآن میں فرمایا ہے کہ جو کوئی
زنا کریگا اوسکو دوچند عذاب ہوگا اور وہ ذلیل وخوار ہوکر دوزخ میں جائیگا
حدیث مقداد بن اسود میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا تم زنا میں کیا کہتے ہو
کہا اللہ و رسول نے زنا کو حرام کیا ہے وہ قیامت تک حرام ہو چکا ہے فرمایا
اگر آدمی دس عورتوں سے زنا کرے یہ سہل ہے اوسپر نسبت اسکے کہ زن
ہمسایہ سے زنا کرے رواہ احمد و رواتہ ثقات والطبرانی حدیث ابن عمر میں
فرمایا ہے جو زن ہمسایہ سے زنا کرتا ہے اللہ دن قیامت کے اوسکی طرف
نہ دیکھیگا اور نہ اوسکو گناہ سے پاک کریگا اور فرمائیگا ادخل النار مع الداخلین
رواہ ابن ابی الدنیا یعنی داخل ہو آگ میں ہمراہ داخل ہونے والوں کے جو عورت
اجنبی اپنے گھر میں ہو تو اوس سے زنا کرنا بالا ولی بدتر ہوگا ف ابو قتادہ

زن ہمسایہ

زن بیگانہ

کا لفظ رفعا ہے جو شخص بیٹھا بستر پر زن مغیبہ کے مقرر کریگا اللہ اوسکے
لیے ایک اژدہا دن قیامت کے رواہ الطبرانی مغیبہ وہ عورت ہے جسکا
خاوند غائب ہو ابن عمر رفعا کہتے ہین مثال اوس شخص کی جو بستر زن مغیبہ پر
بیٹھتا ہے ایسی ہے جیسے کہ کسی شخص کو کوئی کالا سانپ قیامت کے سانپون
مین سے کاٹے رواہ الطبرانی ورواتہ ثقات حدیث بریدہ مین فرمایا ہے
جو کسی شخص کے پیچھے اوسکی عورت مین خیانت کریگا تو قیامت کے دن
اوسکو کھڑا کرکے ساری نیکیان اوسکی اوس عورت کے خاوند کو دلادیجاوینگے
یہان تک کہ وہ راضی ہو رواہ مسلم بلا وہ کاہیکو کوئی نیکی چھوڑیگا حدیث
ابوہریرہ مین آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمیون کو عرش کے نیچے
سایہ ملیگا اونمین ایک وہ شخص بھی ہوگا جسکو کسی عورت صاحب منصب و
جمال نے بلایا اور اوسنے کہا کہ مین اللہ سے ڈرتا ہون رواہ الشیخان حکایت
ابن عمر نے حضرت سے یہ قصہ بارہا سنا کہ کفل ایک شخص تھا بنی اسرائیل
مین وہ کسی گناہ کرنے سے نہ چوکتا اوس کے پاس ایک عورت آئی اسنے
اوسکو ساٹھہ دینار دیے تاکہ اوس سے صحبت کرے جب ارادہ کیا تو وہ عورت
لرزنے کانپنے لگی اور رو دی کہا تو کیون روتی ہے اوسنے کہا کہ مینے یہ
کام کبھی نہین کیا حاجت نے مجھکو اس کام پر لگایا کفل نے کہا تو اللہ سے
ڈرے اور مین نہ ڈرون جا یہ مال لیجا واللہ اب مین کبھی اللہ کی نافرمانی نکرونگا

پھر اوسی رات وہ مر گیا صبح کو اوس کے دروازے پر یہ لکھا ہوا پایا کہ اللہ
نے کفل کو بخشدیا لوگ تعجب مین رہگئے رواہ الترمذی وحسنہ وابن حبان
والحاکم وقال صحیح الاسناد حدیث ابن عمر مین قصہ اون تین شخصون کا آیا ہے
جو اندر ایک غار کے ناگہان بند ہوگئے تھے اور ہر ایک نے اپنے عمل نیک
کو یاد کر کر دعا کی تھی اونمین ایک وہ شخص بھی تھا جو اپنے چچا کی بیٹی پر فریفتہ تھا
ایک بار بعد سا لہا سال کے اوسکو ایک سو بیس دینار دیے کہ اوس سے
خلوت کرے جب اوسپر قادر ہوا تو اوس نے کہا تجھکو حلال نہین ہے کہ تو اس
مہر کو توڑے مگر حق سے وہ باز آیا اللہ نے وہ پتھر سر غار سے سرکا دیا رواہ
الشیخان وغیرہما ف حدیث ابن عباس مین فرمایا ہے اے جوانان
قریش تم اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھو زنا نکرو جو اپنی فرج کو محفوظ رکھیگا اوس کے
لیے جنت ہے رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرطہما بیہقی کا لفظ یہ ہے اے
جوانان قریش زنا نکرو جسکی جوانی سلامت رہے وہ بہشت مین جائیگا ف
ابوہریرہ نے رفعا کہا ہے عورت نے جب نماز پنجگانہ پڑھی اور شرمگاہ کی حفاظت
کی اور خاوند کی اطاعت بجا لائی اب وہ جس دروازے سے بہشت کے
چاہے جنت مین جاوے رواہ ابن حبان حدیث ام سلمہ مین رفعا آیا ہے جو عورت
مرے اور اوسکا خاوند اوس سے راضی ہے اوس کے لیے جنت واجب ہوگئی
رواہ ابن ماجہ والترمذی وحسنہ وقال الحاکم صحیح الاسناد عائشہ نے حضرت

سے پوچھا تھا کہ سب سے زیادہ بڑا حق عورت پر کس کا ہے فرمایا خاوند کا پوچھا
مرد پر کس کا حق بڑھکر ہے کہا ماں کا رواه البزار والحاکم واسناد البزار حسن
حصین بن محصن کی عمہ سے کہا تھا کہ تیرا خاوند تیری بہشت و دوزخ ہے
رواه احمد والنسائی باسنادین جیدین والحاکم وقال صحیح الاسناد یہ سب
حدیثیں دلیل ہیں وجوب عفت وعصمت پر اور انمیں ترغیب عظیم دی ہے
حفظ شرمگاه پر حرام و زنا سے اس لیے کہ زانی بہشت سے روکا جاتا ہے
اور اوسکو دوزخ میں عذاب نار ہوگا اللهم احفظنا حدیث سہل بن سعد میں فرمایا
ہے جو کوئی ضامن ہو میرے لیے زبان اور شرمگاه کا میں ضامن ہوتا ہوں
واسطے اوس کے جنت کا رواه البخاری واللفظ له والترمذی مراد یہ ہے کہ جو گناه
زبان و شرمگاه سے علاقہ رکھتے ہیں اون سے بچے جیسے زنا لواطہ مساحقت ابو
ہریره کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا جو بچ گیا شر زبان و فرج سے وہ بہشت
میں جائیگا رواه الترمذی وقال حسن یہ حدیث کئی طریق اور کئی الفاظ سے
آئی ہے حضرت نے ضمانت دخول جنت کی حفظ زبان و فرج پر قبول
فرمائی ہے ولله الحمد ابو موسی رفعا کہتے ہیں ہر نگاه زانیہ ہوتی ہے عورت جب
عطر ملکر مجلس میں آئی تو وہ حرامکار ہے رواه ابو داود والترمذی وقال حسن
صحیح نسائی وابن خزیمہ وابن حبان کا لفظ یہ ہے جس عورت نے عطر لگایا پھر اوسکا
گذر کسی قوم پر ہوا تو وہ زانیہ ہے اور ہر آنکھ زنا کرتی ہے رواه الحاکم وقال

صحیح الاسناد اور جو مرد و عورت باہم صحبت کرکے افشار راز کرتے ہین اون کو
حدیث ابو سعید مین بدترین مردم فرمایا ہے رواہ مسلم و ابو داود دوسرا لفظ یہ
ہے کہ فخر کرنا ساتھ جماع کے حرام ہے رواہ احمد و ابو یعلی والبیہقی **ف**
زانی اگر بکر و آزاد ہے تو اوس کی حد سو کوڑے ہین پھر بعد اس کے ایک سال
کے لیے شہر بدر کر دیا جاوی اور اگر ثیب ہے تو سو کوڑے مار کر رجم کیا جاے
یہان تک کہ مر جاے ایک بار کا اقرار کرنا کافی ہے مگر چار گواہون کا ہونا ضرور
ہے اقرار و گواہی مین یہ تصریح ضرور ہے کہ ایلاج فرج کا فرج مین ہوا اور شبہات
محتملہ سے اور رجوع کرنے سے بعد اقرار کے حد ساقط ہو جاتی ہے یا عورت
بدستور کواری ہو یا اوس کے بدن مین نہ ہی ہو یا مرد مجبوب یا نامرد ہو حاملہ
کو رجم نہ کرینگے جب تک کہ وہ بچا جنے اور بحالت مرض مین بھی مارنا کوڑون کا
جائز ہے اگرچہ عثکال سے ہو یعنی ایسی لکڑی سے جسمین سو شاخین
ہون ابن عباس کہتے ہین ایک مرد بنی بکر بن لیث کا پاس حضرت کے آیا
اور کہا کہ مینے ایک عورت سے زنا کیا ہے چار بار حضرت نے اوسکو سو
کوڑے ماری اس لیے کہ وہ بکر تھا الحدیث رواہ ابو داود اور زنا بجبر مین
عورت سے حد ساقط ہے اور مرد پر ثابت کنیز اگر زنا کری تو اوسکو پچاس مارے
اگر دوبارہ سہ بارہ کری تو تیسری بار مین فروخت کر دے اگرچہ بعوض ایک رسا
کے ہو متفق علیہ معلوم ہوا کہ ہر ایک کے زنا پر حد واجب آتی ہے اور مملوک کی حد

نصف حد آزاد ہو گو درے مارنے مین حدیث زید بن خالد مین آیا ہے
سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یامر فیمن زنی ولم یحصن جلد مائۃ وتغریب عام رواہ البخاری

فصل بیان مین لواطی

حدیث جابر مین فرمایا ہی بڑا ڈر مجھکو اپنی امت پر عمل قوم لوط کا ہے رواہ ابن ماجۃ والترمذی وقال حدیث حسن غریب والحاکم وقال صحیح الاسناد مراد عمل قوم لوط سے اغلام کرنا ہے لڑکون سے حدیث بریدہ مین فرمایا ہے ظاہر نہوا فاحشہ کسی قوم مین مگر مسلط کرتا ہے اللہ اونپر موت کو رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم مراد فاحشہ سے اس جگہہ لواطت ہے زنا اور اغلام دونون کی وجہ سے وبا آتی ہے ابن ماجہ کا لفظ یہ ہے کہ ظاہر نہوا فاحشہ قوم لوط مین مگر پھیل گیا طاعون جابر کا لفظ رفعا یہ ہے جب زنا کثرت سے ہوتا ہے تو گرفتاری بھی بہت ہوتی ہے اور جب لوطیت کثرت سے ہوتی ہے تو اللہ اپنا ہاتھہ خلق کے اوپر سے اوٹھا لیتا ہے کچھہ پروا نہین کرتا کہ کس جنگل مین وہ ہلاک ہوئی رواہ الطبرانی حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اللہ نے سات شخصون پر سات آسمانون کے اوپر سے لعنت کی ہے اونمین سے تین شخصون پر تین بار مکرر لعنت فرمائی ہے اور ایسی لعنت کی کہ وہ اونکو کفایت کرجائیگی پھر تین بار فرمایا ملعون ہے وہ جو قوم لوط کا سا عمل کرے اور جو مان باپ کا عاق ہو اور جو کہ جورو اور اوسکی بیٹی کو جمع کرے الحدیث

رواہ الطبرانی و رجالہ رجال الصحیح یہی مضمون حدیث ابن عباس میں بھی
نزدیک ابن حبان و بیہقی و نسائی کے آیا ہے کہ لوطی پر تین بار لعنت کی ہے
حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے چار شخص ہیں جو اللہ کے غضب و سخط میں صبح
و شام کرتے ہیں ایک مرد زنانہ وضع دوسری زن مردانہ وضع تیسرے
کرنیوالا بہیمہ سے چوتہا مردوں سے اغلام کرنے والا رواہ الطبرانی و البیہقی
ابن عباس نے رفعا کہا ہے جو قوم لوط کا سا کام کرے اوسکو اور مفعول کو
قتل کر ڈالو رواہ اہل السنن الا النسائی۔ دوسری روایت میں فرمایا ہے جو پاس
بہیمہ کے آوے اوسکو اور بہیمہ کو قتل کر ڈالو عکرمہ کا لفظ یہ ہے کہ قتل کرو فاعل
و مفعول و بہیمہ کے پاس آنیوالے کو رواہ البیہقی اغلام سے بدتر علت شیوخ
ہے جسکو مرض ابنہ کہتے ہیں اسکا حکم بہی وہی ہے جو لوطی کا ہے نعوذ باللہ
من غضب اللہ ف بغوی رح نے کہا ہے حد لوطی میں علما کا اختلاف ہے
ایک قوم نے کہا اسکی حد وہی زنا کی حد ہے کہ اگر محصن ہے یا نکاح والا تو
رجم کیا جاوے اور بے نکاح کو سو کوڑے ماریں سعید بن مسیب و عطا و قتادہ
و نخعی کا یہی مذہب ہے امام شافعی بہی اسی کے قائل ہیں ابو یوسف و محمد
بن حسن سے بہی یہی محکی ہے اور مفعول بہ کو اسی قول کی بنا پر سو کوڑے
مار کر ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیں مرد ہو یا عورت اور بعض نے کہا
محصن ہو یا غیر محصن رجم ہی متعین ہے ابن عباس و شعبی اسی طرف

حد لوطی

یہی قول زہری و امام مالک و امام احمد و اسحق کا ہے نخعی نے کہا اگر کسی کو
دوبار رجم کیا جاتا تو لوطی کو کیا جاتا دوسرا قول امام شافعی کا یہ ہے کہ فاعل
و مفعول کو قتل کر دالیں منذری نے کہا چار خلفاء نے لوطی کو آگ مین جلا دیا
تھا ابو بکر و علی و ابن زبیر و ہشام بن عبد الملک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
یہ کام باتفاق رای صحابہ کیا تھا انتہے مین کہتا ہون قتل کرنا دونون کا بموجب
حدیث کافی ہے آگ کا عذاب کرنا بموجب حدیث ممنوع ہے شاید یہ حدیث
اوس وقت مشہور نہو گی شوکانی رح نے کہا ہے جسنے لواطت کی ساتھہ ذکر
کے وہ مقتول ہوگا اگرچہ بکر ہو اسی طرح مفعول بہی قتل کیا جائیگا جبکہ
مختار ہوگا اور جسنے بہیمہ سے یہ کام کیا اوسکو تعزیر کیجائیگی ف حدیث
ابوہریرہ مین فرمایا ہے تین شخصون کی گواہی قبول نہین ہے راکب و
مرکوب و راکبہ و مرکوبہ و امام جائر رواہ الطبرانی مراد اغلام و مساحقت ہے
ابن عباس رفعا کہتے ہین نظر نہین کرتا اللہ طرف اوس مرد کے جو پاس
مرد کے یا عورت کی دبر مین جاتا ہے رواہ الترمذی والنسائی وابن حبان
حدیث ابن عمرو مین فرمایا ہے لوطیت صغری یہ ہے کہ مرد عورت کی دبر مین
جاوی رواہ احمد والبزار و رجالہما رجال الصحیح عمر کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ
اللہ شرم نہین کرتا حق سے تم عورتون کے دبر مین نجاؤ رواہ ابو یعلی باسناد
جید یہی مضمون حدیث خزیمہ بن ثابت مین رفعا نزدیک ابن ماجہ و نسائی

ف وطی فی الدبر

کے باسناد جید آیا ہے جابر رفعا کہتے ہین نہی فرمائی ہے محاشن نسا سے
رواہ الطبرانی ورواتہ ثقات اصل نہی مین تحریم ہوتی ہے دارقطنی کا لفظ یہ ہے
تم شرماو خدا اسی خدا نہین شرماتا حق کہنے سے حلال نہین ہے تمکو آنا حشوش
نسا مین حدیث عقبہ بن عامر مین فرمایا ہے لعنت کری اللہ اونپر جو محاشن
نسا مین آتے ہین رواہ الطبرانی مراد محاش وحشوش سے دبر ہے ابوہریرہ
کا لفظ رفعا یہ ہے جو آیا اعجاز نسا مین وہ کافر ہوا رواہ الطبرانی ورواتہ ثقات
اعجاز کنایہ ہے دبر سے ابن ماجہ وبیہقی کا لفظ ابوہریرہ سے رفعا یہ ہے
نظر نہین کرتا اللہ طرف اوس مرد کے جو عورت کی دبر مین آتا ہے دوسرا
لفظ یہی کہ وہ ملعون ہے رواہ ابی داود واحمد تیسرا لفظ یہ ہے کہ حیض ودبر
مین آنیوالا منکر قرآن ہے علی بن طلق نے مرفوعا کہا ہے مت آو پاس
عورتون کے اون کے استاہ مین اللہ حق سے شرم نہین کرتا رواہ احمد و
الترمذی وقال حدیث حسن والنسائی وابن حبان بمعناہ مراد استاہ سے
جای براز ہے الحاصل گناہ شرمگاہ کے کئی ہین ایک زنا دوسرے
لواطت تیسرے مساحقت چوتھے یہ فعل ساتھ بہیمہ کے کرنا سو لواطت مین علت
ابنہ داخل ہے اور مساحقت مین آلہ سے یا اندام سے حرکت کرنا شامل ہے
بہیمہ مین فاعل یا مفعول ہونا شریک ہے اور یہ سب کبائر عظمی ہین بعض
مین حد آئی ہے اور بعض مین تعزیر او لعنت سو ملعون کا گھر دوزخ ہی تو ہے بتا کہ عزت

فصل بیان مین گانی بجانیکی

حدیث ابو امامہ مین فرمایا ہے ایک قوم اس امت کی کباب شراب لہو ولعب مین رات بسر کریگی صبح کو بندر سور بنجاینگی جو لوگ گانیوالیان اختیار کرین گے اونپر قوم عاد کی طرح ریح عقیم آئیگی اور ہلاک کردیگی الحدیث رواہ احمد مراد لہو ولعب سے کہیل کود تماشا گانا بجانا ہنسنا ٹھٹھے مارنا مسخراپن کرنا اور ماننداسکے ہے علی مرتضی نے رفعا کہا ہے جب یہ امت گانا بجانا اختیار کریگی قینات و معازف لیگی تو انپر بلا اوتریگی یا خسف یا مسخ ہوگا رواہ الترمذی وقال غریب ابو امامہ کہتے ہین حضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالی نے مجھکو رحمت و ہدایت عالم کرکے بہیجا ہے اور مجھکو یہ حکم دیا ہے کہ مین مزامیر و کبارات یعنی برابط و معازف واوثان کو جو جاہلیت مین پوجے جاتے تھے مٹادون رواہ احمد بطولہ بربط کہتے ہین عود کو معازف سے مراد باجے ہین کوئی سا باجہ بہی ہو طبلہ سارنگی ڈہول چنگ وغیرہا ان چیزون کا ذکر ہمراہ بت پرستی کے کیا ہے یہ سخت وعید ہے عبادہ بن صامت کا لفظ رفعا یہ ہے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے شب بسر کرین گے کچھ لوگ میری امت کے اشر و بطر و لہو ولعب پر پہر صبح کو وہ بندر سور ہوجائین گے یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی حرام چیزون کو روا رکہین گے اور گانے والیان اختیار کرین گے اور شراب پئین گے اور ریشمی کپڑا پہنین گے

اور سود کہا مین نے رواہ الامام عبداللہ بن الامام احمد مراد اشیر و مظہرات

اختیار کرنا امر باطل کا ہے مین کہتا ہون یہ سب باتین اس امت مین بطور عرف

طور پر اور کسی جگہ بطور اجماع کے مروج ہو گئی ہین اور اس عہد تیرہ سو برس

ہجری مین ایسے لوگون کے اندر مسخ و خسف بھی بعض شہرون مین ہو چکا

ہے اسی ذکر اوسکا باربار لکھا ہی حضرت کا معجزہ ہے کہ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی

ہوا پھر جو لوگ ناچنے گانے بجانے بادہ خواری و زناکاری و کھیل تماشے و

لباس ریشمی پہننے مین رہتے ہین اونکا خدا ہی حافظ ہے اگر اس جگہ خسف

و مسخ سے بچ گئے ہین تو قبر و قیامت مین وبال سے ان گناہون کے کس طرح

بچ سکینگے وہ تو سیر جہنم کی مدت دراز تک جسکی نہایت اللہ ہی کو معلوم ہے سیر

کرینگے اگر ایمان پر مرے ہین ورنہ خیر سلا ابو مالک اشعری نے حضرت

کو سنا فرماتے تھے کچھ لوگ میری امت کے شراب پئینگے اوسکا کچھ اور ہی

نام رکھینگے اون کے سرون پر باجا بجیگا گانے والیان گائینگی اللہ انکو

زمین مین دھسا دیگا اور کچھ لوگون کو بندر و سور بنا دیگا رواہ ابن ماجۃ وابن

حبان مرتے ہین لطف زندگانی و عیش و کامرانی کا انہین حرکات مین دیکھا ہے

گانے بجانے کا مزا ہے دور ہونا شراب بھلا کس کو پسند آتا ہے شاعر کہتا

بمجلسی کہ در و جام می نمی گردد سرود و مطرب و شور رباب بی برکت

انکو خوبی اس رنگ و بہار کی آنکھ کے بند ہوتے ہی نظر آنے لگیگی جس آن حسرت

رفعا کہتے ہین اس امت مین خسف و مسخ و قذف ہوگا ایک مسلمان شخص نے کہا
ای رسول خدا یہ کب ہوگا فرمایا جبکہ گانے والیان اور طرح طرح کے باجے
ظاہر ہونگے اور شراب پی جائیگی رواہ الترمذی واستغربہ خسف کہتے ہین
زمین مین دہس جانے کو مسخ کہتے ہین صورت بدل جانی کو قذف کہتے ہین پتہر برسنے
کو یہ عذاب اس امت مین بعض شہرون کے اندر ہو چکا ہے اللھم احفظنا مگر یارون
کی آنکہہ نہین کہلتی کانون مین تیل ڈالکر بیٹہہ رہے ہین پیشانی پر بل نہین آتا
بدن پر جون تک نہین رینگتی معہذا دعوی مسلمانی اور ایمانداری کا رکہتے ہین
کیونکہ انہون نے یہ سن لیا ہی کہ اللہ غفور رحیم ہے اور یہ نہین سنا ہے کہ
شدید العقاب سریع الحساب بہی ہے حدیث ابن زبیر مین آیا ہی کہ حضرت ؐ کا
گذر ایک قوم پر ہوا وہ ہنس رہے تہے فرمایا تم ہنستے ہو اور ذکر جنت و دوزخ
کا تمہاری درمیان مین ہوتا ہے پہر اونمین کسی شخص کو مرتے دم تک ہنستے
نہ دیکہا انہین کے حق مین یہ آیت اوتری نبئ عبادی انی انا الغفور الرحیم وان
عذابی ھو العذاب الالیم رواہ البزار اسکی سند حسن ہے ابن عمر کہتے ہین حضرت ؐ نے
ایک دن خطبہ پڑہا اور فرمایا مت بہولو تم دو بڑی چیزون کو جنت و دوزخ پہر
آنسو روئے کہ دونون طرف کی ڈاڑہی بہیگ گئی پہر کہا قسم ہے اوسکی جس کے ہاتہہ
مین ہے جان میری اگر معلوم کرو تم جو مین جانتا ہون حال آخرت کا تو چلو دو تم
طرف جنگل کے اور ڈالو تم اپنے سر پر خاک رواہ ابو یعلی الغرض جو سزا جزا جس

گناہ کی اللہ تعالی یا رسول اللہ نے بیان فرما دی ہے وہ ضرور ملنی والی ہے پھر
کیا وجہ ہے کہ آیات و احادیث خوف سے تو خوف نہین آتا ہے اور آیات
و احادیث رجا پر بھروسا کیا جاتا ہے یہ بھی تو جان رکھو کہ ایمان درمیان امید
و بیم کے ہوتا ہے نری امید مذہب فرقۂ مرجیہ کا ہے اور نرا خوف طریقہ خارجیوں کا
اہل سنت کا ایمان درمیان خوف و رجا کے ہوتا ہے جو نرا امیدوار ہے اور
گناہ کیے جاتا ہے اوسکو نفس و شیطان نے دہوکا دیکر راہ آخرت سے گمراہ
کر دیا ہے اور جو نرا خائف ہے اور رجا نہین رکھتا وہ اللہ کی رحمت سے نا امید
ہے یہ نا امیدی بھی کفر ہوتی ہے اسی لیے خوارج و مرجیہ کو فرقہ ناری مین ذکر
کیا ہے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہے جب میری امت پانچ
چیزون کو اپنے لیے روا کریگی تو اوپر ہلاک آئیگا ایک لعنت کرنا آپس مین دوسرے
پینا شراب کا تیسرے پہننا ریشمی کپڑے کا چوتھے اختیار کرنا گانے والیون کا پانچوین
اکتفا کرنا مردون کا مردون کے ساتھہ اور عورتون کا عورتون کے ساتھہ رواہ
البیہقی اس زمانے مین یہ پانچون عیب شرعی اکثر جگہہ موجود ہین مرد اغلام کرتے ہین
عورتین مساحقت کرتی ہین رنڈیون کا بیڑہ ہر جگہہ موجود ہے میراثنین گھر گھر
آتی جاتی ہین بھڑوون کا طوطیہ جس شہر مین دیکھو طیار ہے خانگیون کا ہر محلے مین
ہجوم ہے کھانا پینا پہننا سب مال حرام سے ہوتا ہے یہی لوگ اکثر خلق کو اچھے معلوم
ہوتے ہین انہین کی صحبت لیسنا آتی ہے زمانہ بدل گیا ہے نہ توبہ کا ٹھکانا ہے

نہ استغفار کا آنا نہ شرم کا نشان نہ اسلام کا نام نہ ایمان کا ذکر نہ موت کی یاد
نہ آخرت کی فکر اسی شکم و شرمگاہ کا رات دن دہندا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون
اب چودھوین صدی ہجرت کا آغاز ہے غربت اسلام نہایت کو پہونچ گئی
مسلمانی نام کی رہگئی قیامت کا سایہ سر پر آگیا مگر اللہ و رسول سے نہ کسی کو حیا
آتی ہے اور نہ قبر و حشر کا کچھہ خوف ہے حالانکہ موت ہر دم اپنا مونہہ دکھا رہی ہے

موی سفید از اجل آرد پیام — پشت خم از مرگ بگوید سلام

فصل بیان مین عشق کے

اس مرض کو ساتھہ شراب و زنا و قتل و غنا کے ایک مناسبت خاص ہے
یہ مرض شہوت فرج سے پیدا ہوتا ہے جس کسی مزاج پر شہوت غالب آجاتی ہے
تو یہ بیماری اوس شہوت پرست کو پکڑ لیتی ہے جب وصال معشوق کا محال ہوتا
ہے یا میسر نہین آتا تو عاشق سے حرکات بے عقلی ظاہر ہونے لگتے ہین ولہذا
کتب دین مین مذمت عشق کی آئی ہے اور انجام اوسکا شرک ٹہیرایا ہے قرآن
و حدیث مین کسی جگہ استعمال اس لفظ منحوس کا نہین ہوا قصہ زلیخا مین افراط
محبت کو بلفظ شغفہا حبا تعبیر کیا ہے یہ حرکت زلیخا سے حالت کفر مین صادر ہوئی
تھی ہنود مین بھی ظہور عشق کا طرف سے عورتون کے ہوتا ہے بخلاف عرب کہ وہان
مرد عشاق زن ہوتے ہین جس طرح کہ قیس لیلی پر فریفتہ تھا اس سے بدتر عشق اہل
فرس کا ہے کہ وہ امردون پر شیفتہ ہوتے ہین یہ ایک قسم لواطت و اغلام کی ہے جسطرح

کہ ظہور عشق کا طرف سے عورت کی ایک مقدمہ زنا کا ہے جو کوئی اس مرض کا مریض ہوتا ہے وہ شرابی زانی ہوجاتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ گناہ خمر کا اوس کے نفع سے بڑھکر ہے اسی طرح فساد عشق کا اوس کی صلاح سے زیادہ ہے اہل علم نے لکھا ہی کہ عشق بندی کو توحید خدا سے روک کر گرفتار شرک و بت پرستی کردیتا ہے اس لیے کہ عاشق معشوق کا بندہ بنجاتا ہے اوسکی رضامندی کو خالق کی رضامندی پر مقدم رکھتا ہے یہی اوسکی صنم پرستی ہے

ہرکجا سلطان عشق آمد نماند قوت بازوی تقوی را عمل

کتاب اغاثۃ اللہفان وکتاب الدوا الکافی اور رسالۃ اللتیا والتی مین آفات ومعائب عشق کو تفصیل وار لکھا ہی اللہ تعالی ہر مسلمان کو اس شرک شنیع وکفر سنگین سے بچاکر اپنی محبت بخشے اور مجاز سے طرف حقیقت کے لائے ف لغت مین معنی لفظ عشق کے افراط محبت کے ہین شخص کثیر العشق کو عشیق بولتے ہین اور تکلف عشق کرنے کو تعشق بولتے ہین یہ مرض ہمراہ پارسائی کے نہین ہوتا ہے یا بہت کم ہوتا ہے اور ہمراہ فسق وفجور کے کثرت سے ہوتا ہے انسان محبت محبوب مین اندھا بہرا ہوجاتا ہے سوا معشوق کے کچھہ اوسکو نہین سوجھتا حدیث مین فرمایا ہے حبك الشئ يعمی ويصم یعنی محبت کسی چیز کی تجھکو اندھا بہرا بنا دیتی ہے قاموس مین کہا ہی کہ یہ ایک مرض وسواسی ہے جب خوبی کسی شے کی فکر پر مسلط ہوجاتی ہے تو نفس عاشق ہوجاتا ہے کتاب سدیدی مین کہا ہے کہ یہ مرض مشابہ

مالیخولیا ہی مرد بی زن اور اہل بطالت اور شغلہ گو نکو لگ جاتا ہے اس سے احتراق
خون کا اور استحالہ سودا کا اور التہاب صفرا کا ہوتا ہے نیند جاتی رہتی ہے قلق کی
شدت ہوتی ہے اضطراب بڑھجاتا ہے طغیان سودا سی فکر فاسد بڑھجاتی ہے فساد
فکر سے ندامت وکم عقلی آتی ہے آرزوی ناتمام کرنے لگتا ہے یہان تک کہ نوبت
جنون کی ہوجاتی ہے پھر کبھی اپنی جان ہلاک کر دیتا ہے اور کبھی غم مین گھل کر
فنا ہوجاتا ہے ؂

پیشہ عشق کا حاصل تو بتاؤ توفیق   کوئی مجنون کوئی فرہاد ہی باللہ عوذ

ہونا شہوت جماع کا ہمراہ عشق کے شاذ و نادر ہے ورنہ علاج اسکا یہی وصال معشوق
ہے اگر بطریق شرعی میسر ہوسکے تو بوڑہی عورتون کو عاشق پر مسلط کرے وہ اوسکے
سامنے معشوق کی ہجو و مذمت کیا کرین اور اوسکی برائی بیان کرین اور تدبیر
مالیخولیا ہی کی جائی یا اوس کو شغل شکار اور علوم عقلیہ مین مشغول کر دین بوعلی
سینا نے بھی اسی کے لگ بھگ قانون مین لکھا ہے ارسطو نے کہا ہے کہ عشق
مین حس ادراک عیوب محبوب سے نابینا ہوجاتا ہے آدمی مبہوت بنجاتا ہے
سرنگون و لاغر اندام ہو کر گرفتار آہ و زاری و ذلت و خاکساری رہتا ہے ؂

عشق مین کیا جو ہوا کوئی بلند آواز   آہ سے نالہ ہی فریاد ہے باللہ عوذ
کبھی دشواری رنجش تو کبھی مشکل ہجر   روز اک تازہ ترافتاد ہے باللہ عوذ
ایک وہ دل ہین کہ ہی جنکو فراغت حاصل   اک ہمارا دل ناشاد ہی باللہ عوذ

یہ عشق مخنثون اور کم ہمت عورتون اور بیکار و فارغ البال لوگون مین اور اونمین جو
رات دن عورتون سے محادثت کرتے رہتے ہین زیادہ ہوا کرتا ہے خشکی دماغ
کا علاج کری اور ایسے شغل مین لگائی جس سے وہ معشوق کو بھولجائی یا جماع
کی کثرت کری کہ اس سے بھی عشق زائل ہو جاتا ہے اس مرض کے ہم بونام مین
یہ وہ بلا ہی جسنے صدہا گھر ویران کر دیے ہزارون کا ایمان لیلیا کفر یا اونکا خاتمہ کیا

نہ دن کو چین نہ شب کو قرار ہی ہمکو یہ عشق کا ہی کہو یا کوئی بلا ہی ری

رہی وہ محبت جو درمیان شوہر و زوجہ کے ہوتی ہے وہ مذموم نہین ہے بلکہ
شرعا و عرفا مطلوب ہو حدیث ابن عباس مین فرمایا ہے لم تر للمتحابین مثل النکاح
رواہ ابن ماجۃ یعنی نکاح کی سی الفت کسی اور دوستی مین نہین ہوتی ہے
ولہذا انس نے رفعا کہا ہی جب بندی نے نکاح کر لیا تو اب آدہا ایمان اوسکا کامل
ہوگیا اب وہ نصف باقی مین اللہ سے ڈری رواہ البیہقی اس مرض کا غلبہ اہل دولت
و امارت مین بہ نسبت اور لوگون کے زیادہ ہوتا ہے اس لیے کہ یہ لوگ مالدار صاحب
فرصت و فراغت ہوتے ہین انکو کوئی شغل بجز فسق و فجور و لہو و لعب کے نہین ہوتا
خانہ خالی را دیو می گیرد مولانا روم نے فرمایا ہے ؎

عشق نبود اینکہ در مردم بود   این فساد خوردن گندم بود

جسکو یہ بیماری لگ جاتی ہے وہ مرتے دم تک صحت یاب نہین ہوتا جوانی کا
روگ بڑہاپے تک رہتا ہے ہان اگر کسی وقت کوئی آفت و بلا زنا کہانی سبب

ان گناہون کے سر پر آجاتی ہے تو اوس وقت عشق کو بہولجاتا ہے ؎

چنان قحط سالی شد اندر دمشق — کہ یاران فراموش کردند عشق

ایک طریق تحریک عشق کا یہہ بھی ہے کہ شہوت پرست لوگ داستان عشق کی کتابین سنتے پڑھتے ہین جیسے فسانۂ عجائب و بوستان خیال و مثنوی میر حسن و مثنوی میر تقی و نحوہا اون مضامین کا اثر دل مین پڑتا ہے فسق کا جوش تہ خاطر سے اوٹھتا ہے قرآن پاک مین نام اسکا لھو الحدیث رکہا ہی اور انجام اوسکا ضلالت و گمراہی بتایا ہے اگلی امتون مین جس کسی امت پر اللہ کا عذاب آیا ہے وہ دو ہی حالتون مین آیا ہی ایک وقت شغل لہو و لعب کی دوسرے وقت خواب کے حالت غفلت مین یہ ذکر بہی قرآن مین موجود ہے یہ عشق جو کہ عین فسق ہوتا ہے اور ایک طرح کی بت پرستی و شرک ہی اسی وجہ سے اکثر عشاق و فساق کا خاتمہ بالخیر نہین ہوتا جنت الفردوس کا عیش دائمی اور وہان کے معشوقان بے مثل کو چہوڑ کر اور اس دار فانی کے صور حسنۂ بے بقا مین مبتلا ہونا پہر غائبا آتش فراق مین جلنا اور اتفاقاً وصال محبوب فانی سے لذت ناپائدار اوٹہانا اور اللہ کی آتش قہر و غضب کو بہڑکانا اور اپنی آبرو و عزت و شرافت و مال و ایمان و دین کو خاک مین ملانا بجز بدبختی و کم طالعی و سیاہ قسمتی و سوء خاتمہ کے اور کیا ہے ؎

آگ تہے ابتدای عشق مین ہم — اب ہوی خاک انتہا ہے یہ

یہ فن عشقبازی اگر کوئی عمل حسنہ ہوتا تو ہر سعادتمند و عقلمند و شریف اسی فعل کو اختیار کرتا

حالانکہ اکثر اختیار کرنے والی اس کے بموجب کتب طب و شرع کے وہ لوگ
ہوتے ہین جو بے عقل محنت طلب کم ہمت ناکام نامراد ہین اور نظر سے اہل عقل و
شرف و دین کے گر جاتے ہین ہر شخص اونکو بنظر حقارت و خفت و ذلت
سے اور شہوت پرست سگ طینت خوک سیرت جانتا ہے گو وہ بسبب اپنی مستی
و دیوانگی کے کچھ نہ سمجھین اور دین کو عوض شکم و فرج کے برباد دیکر
روسیاہ دارین ہون دولتمندون مین جو کوئی پیشہ عشقبازی کرتا ہے لوگ
اوس کے منہ پر برائی اوس کی نہین کرتے لیکن دل مین اور اوس کے پیچھے
اوس کے حرکات پر ہنستے ہین اور غریب آدمی ہر محفل کا نقل اور شیطان کا نام
ہو جاتا ہے عشق کی خاصیت اصلی یہ ہے کہ ایک معشوق ہوتا ہے اور جس کے
بہت سے معشوق ہون اور ایک کو چھوڑے اور دوسرے کو پکڑے تو ہرگز عشق وہ
نہین ہے شوق زنا اور عیاشی ہے حدیث مین آیا ہے لعن اللہ الذواقین و
الذواقات یعنی لعنت کری اللہ اون مردون اور عورتون پر جو مزا چکھتے پھرتے
ہین اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور کان کا زنا
اور زبان کا زنا بات کرنا اور ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤن کا زنا چلنا اور دل چاہتا
اور تمنا کرتا ہے شرمگاہ چاہے سچا کرے یا جھوٹا متفق علیہ اور یہی فرمایا ہے
ان المختلعات من المنافقات یعنی جو عورتین خلع کرتی ہین وہ منافق ہوتی ہین
اور جو عورت بے سبب طلاق لینا چاہتی ہے وہ جنت کی ہوا بھی نپاویگی رواہ

عن ثوبان رفعًا و دوسرا لفظ یہ ہی جس عورت نے اپنے خاوند سے سوال طلاق کا کیا بلا سبب تو بہشت اوسپر حرام ہے رواہ ابی داود والترمذی وحسنہ و ابن ماجۃ وابن حبان ہرچند متعدد نکاح کرنا جائز ہے لیکن جو عورتین خاوند کو چھوڑکر دوسرا تیسرا چوتھا یا پانچوان نکاح کرتی ہین یہ حقیقت مین زانیہ ہین انکا نکاح حقیقت مین حکم زنا کا رکھتا ہی اگرچہ ظاہر مین صورت شرعی ہوتی ہے نکاح شرعی یہ ہے کہ خاوند نے طلاق دیدی ہو یا مر گیا ہو اور عورت واسطے پارسائی اور ضرورت نان نفقہ کے دوسرا نکاح کرلے اس کے سوا جو صورت ہے وہ در پردہ زنا ہے اور زنا کا حکم پہلے مذکور ہوچکا ہے اللہ تعالی صورت و اعمال کو نہین دیکھتا ہی دلون اور نیتون کو دیکھا کرتا ہے علمانے لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس سے زنا و عشق و خیانت و شرک نکلا گروہ عورتون کا ہے اسی جگہہ سے صاحب شرع نے عورتون کو ناقص العقل و ناقص الدین فرمایا ہے اور کہا ہی کہ سب سے زیادہ دوزخ مین بہی عورتین ہونگی اس لیے کہ وہ ان عیبون سے ہرگز خالی نہین ہوتین مگر جسکو اللہ بچاوی یا توبہ نصوح نصیب کری اور انکی ذات بیوفا ہوتی ہے انکے ساتھہ کیسا ہی اچھا برتاؤ کرو ایک ادنی امر پر جو خلاف ان کے مزاج کے ہوتا ہے بدل جاتے ہین اور خاوند سے کہتے ہین کہ تونی ہمارے ساتھہ کوئی سلوک نہین کیا یہ سخن دروغ و فریب آمیز سے خوش رہتی ہین اور سخن راست سے ناراض ہوتی ہین انکی خوشی و ناخوشی انکی

شرمگاہ مین ہوتی ہے ولہذا حدیث مین آیا ہے کہ مردون مین تو بہت مرد کامل
ہوئے مگر عورتون مین چار ہی عورتین کامل ہوئین مراد اعلی درجے کا کمال
ہے ورنہ اس امت اسلام مین بحمدہ تعالی ہزارون لاکھون عورتین صالحات
گذری ہین اور اونکا حال کتابون مین لکہا ہی اور شرفا کی مستورات ہمیشہ
افعال شرعیہ پر قائم رہتی ہین اور سوا خاوندون کے کسی طرف آنکہہ اوٹھا کر
نہین دیکھتین اگر ایسا نہوتا تو ساری مسلمان عورتین فاسقات ٹہیرتین اور
ساری اولاد حرام کی ہوتی ولد الحلال ڈہونڈے نہ ملتا پہر جو مرد کسی عورت
کو تاکتا ہی یا کوئی عورت کسی مرد کو جہانکتی ہے تو یہ ایک وہ مرافق گناہ کبیرہ کا
ہے قرآن شریف مین ذکر چہپی آشنائی کا آیا ہے ایسی عورتون کو جو ظاہر طور
مثل کسبیون کے حرام نہین کرتی ہین اور در پردہ زنا کرتی ہین خانگی کہتے ہین
بعض حکایتین عشق کی جو کتابون مین لکہی ہین وہ بازاری لوگون کی ہین اب فسق
وعیاشی کا نام عشقبازی رکہا گیا ہے اگلے زمانے مین عشاق تباہ حال ہوتے
اور خستہ و سرگردان رہتے تہے اس زمانے مین عشاق واسطے وصال معشوق کے
طرح طرح کی آرائش پیرایش کرتے ہین یہی دلیل واسطے فسق ہونے عشق کے
کفایت کرتی ہے اگر شہوت پرست نہوتے تو ہرگز یہ ہاتہہ پاؤن نچاتا اور کسی
ایک ہی معشوق پر کفایت کرتے ہرجائی نہوتے شیطان و نفس انسان کا دشمن
قوی ہے وہ ہرگز راہ حق و عفت پر فساق کو چلنے نہین دیتا ہر طرح سے لذات و

شہوات دنیا مین بہانس کر دوزخ مین لیجانا چاہتا ہے حدیث ابوہریرہ مین
فرمایا ہے حفت النار بالشہوات وحفت الجنۃ بالمکارہ متفق علیہ یعنی دوزخ
شہوتون سے چہپائی گئی ہے انجام شہوت پرستی کا دوزخ ہے اور بہشت
مکروہات سے چہپائی گئی ہے انجام تحمل مکروہات کا بہشت ہے ولہذا دوسرے
حدیث ابوہریرہ مین رفعا آیا ہی کہ دنیا ملعون ہی اور جوکچہہ دنیا مین ہے وہ
بہی ملعون ہی مگر ذکر اللہ کا اور جو کام اللہ سے نزدیک کرے اور عالم اور متعلم رواہ
الترمذی وابن ماجۃ دنیا کی مثال عورت سے دی ہی جس طرح عورت بیوفا
ہوتی ہے اسیطرح دنیا بہی بیوفا ہے ؎

امین مشو ز عشوہ دنیا کہ این عجوز   مکارہ می نشیند ومحتالہ میرود

اسی جگہہ سے سلف سلمین نے دنیا کو طلاق بائن دیدی تہی اور دل کو محبت سے
اس دار ناپایدار کی اوٹہا کر آخرت کو اختیار کیا تہا ؎

دل برین منزل فانی چہ نہی   رخت بربند کہ انا للہ

دنیا کا سارا عیش ومزا اور یہان کی ساری لذت وشہوت مثل خواب وسراب
کے ہے اور آخرت کا عیش دائم اور وہان کی نعمت قائم رہنے والی ہے
اللہ تعالی ہر مسلمان کو اپنی محبت اور رسول کی محبت اور نیک بندون کی محبت
اور اعمال صالحہ کی محبت دی کہ اس محبت کا نتیجہ لذت وحلاوت جاودان اور
نعیم مقیم جنان ہے اور محبت غیر حلال اور افعال فسق سے بچایی کہ ہر شخص کا حشر

اوسی کے ساتھہ ہوگا جسکو وہ دنیا مین دوست رکھتا تھا اگر فساق فجار اوس کے
دوستدار مین اور صحبت بد ہے تو وہ سارا جلسہ جہنم مین جائیگا اور اگر مرد کو بی بی
سے یا بی بی کو خاوند سے محبت ہے اور دونون نیک بھی ہین تو وہان بھی یکجائی
نصیب ہوگی اور اگر بسبب تفاوت اعمال کے جگہہ ہر ایک کی دوسری ٹہریگی
تو اللہ تعالی نعم البدل عطا کریگا حدیث معاذ بن جبل مین فرمایا ہے جب کوئی
بی بی اپنے شوہر کو دنیا مین ستاتی ہے تو اوسکی زوجہ حورعین کہتی ہے تو
اسکو ایذا نہ دے اللہ تجھکو قتل کرے یہ تو تیرے پاس دخیل ہے عنقریب یہ تجھکو
چھوڑکر میرے پاس آجائیگا رواہ ابن ماجۃ والترمذی وقال حدیث حسن مراد
دخیل سے مہمان ہے جسنے بیان حقوق زوجین کا رسالہ صلاح ذات البین مین
کیا ہے بہرحال نتیجہ اس عشق وفسق کا سارے اعمال بد سے بمراتب زیادہ تر
ہے اگر خلق کو انجام اپنا معلوم ہو جاے تو ہنسنا بھول جائین اور سوا رونے کے
کچھہ کام انکو نہو لکن ابلیس لعین کب یہ چاہتا ہے کہ وہ تنہا دوزخ مین جائے
اوسکا مطلب تو یہی ہے کہ ایک لشکر عشاق وفساق کو بھی ہمراہ اپنے سیر سقر کی
کرائے عافانا اللہ وایاکم عن جمیع المعاصی والآفات یہ رسالہ آج روز شنبہ

۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۰۰ ہجری کو تمام ہوا

والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

عرف الجادي من
جنان هدي الهادي

طبع في المطبع الصديقي الكائن
في بهوپال المحمية
المحروسة القدسية
١٣٠١
هـ

فهرس مطالب کتاب عرف الجادی من جنان هدی الهادی

انشای دلپسند و املای ارجمند امام المحررین مبانی و معانی ابو الفتح محمد عبد الرشید الشوبیانی رحمه الله تعالی

کف خاک دست آلایش قدوس را بسبح قطرهٔ آب دنیا لایش رب الملائکة والروح
الله اکبر این سر و آن سودا سبحان الله آن رهگذر و این شکسته پا صدای بی همتا را
ببضاعت ما چه نیاز و بندهٔ شرمنده را بر سپاس گزاری خود چه ناز ؎

ای غنی ذات تو از اقرار و انکار ما — بی نیاز از ما و از پیدائی و اظهار ما
فی بهار هستی ما نی خزانت نیستی — ای بهار بی تعلق از گل و از خار ما

پیمبر روشن روان و توحید آموز را خاک آستانه شوم که رنگ محبت ما سوی الله از دل ما
زدود و در صلوات پنجگانه تکرار رمز ایاك نعبد وایاك نستعین تعلیم فرمود ؎

محمد عربی کابروی هر دو سراست — کسیکه خاک درش نیست خاک بر سر او

اللهم صل وسلم علیه وعلی آله واصحابه وعلی حزبه واحبابه اما بعد
سیر چشمان نعمت کتاب و سنت را نشئه و گرسنگان جان بر لب رسیده فقه الحدیث را
خوان نعمتی و ابجد خوانان دبستان تقلید را آموزگاری و حسن به هفت کردهٔ تحقیق را
غازهٔ رخساری که درین روزگار مسرت آثار نقاب کتاب **عرف الجادی
من جنان هدی الهادی** بجنبش نسیم طبع از رو برافتاد و گلهای تمنای
اهل صواب که سراسر باغ انتساب آرا خراش پذیرد و گل حکایت شکایت شاید آن
مست ای گیتی آرا نیست که درین هنگامهٔ واپسین بازوی مردی را تراز وسے
مرجان سخن و خار اش هنگامهٔ گهر یافته از زبانی برداشت چه در هر نقیر و قطمیر افتراک
آویختن و رنگ... تشنه کامان تقلید را با رشحه رشحه نصوص کتاب و سنت رنگین کار
نیست و در هست هر نغز گفتار را آنکه کشور هند را زیور بازیب فروع تالیف علماء و کملاء

بوده وبیش درافشانی وگریاشے ایشان ابر نوبهار چشم برپشت پا دوخته اما فرارسندگان
نیک وزشت نیک دانند که این سرستان طرف انجمن نواے جگرخراش جمع آرائ
رجال زمزمهٔ خوشدلی انگاشته وخامه را در نگارش دلائل شرعیات پیروا ابله پایان
تقلید مذهب معین پنداشته اند و آین نگارندهٔ افسون روشن روانی وستوده آیینے
سخن ازان وادی راند که شاهد سرمست بی پروا خرام سنت مطهره را انداز جلوه گستری
بزمانهٔ خیر القرون بوده خرد دستوری ندهد که پس ازین روزگار رسا دستمند سے کلید گنجینهٔ
ایثار حق برخلق بکف آورده گوشهٔ دستار حق پرستان را بهیچ گلهاے رنگارنگ جا بخشد
ونشتے برجان راه روان شاه راه سنت که سر بگریبان خمول برده اند برنهد آری اگر این
طائر گم کرده آشیان بظهور نور مهدی موعود بکاشانهٔ خود راه بر دشگفت نباشد و کالبد
اسلام اگر تازه روانی در رود میده آید عجب نه وبیش ازین نفس در سینه گم اختنی و شمعی
برمزار این آرزوی خاک شده افروختنے ست نواب محمد احمد خان فرزند ارجمند
امیر مهابت خان بهادر را خدا ابش خرسندی روزی کناد که درین غربت اسلام
محو سرگرمی اتباع سنت ست و دنباله روی این فرو هیده کاروان اهل حدیث مقصود
زور بازوی همت او خدای خلوص پسند بندش شیرازهٔ کتاب وسنت بدست حق پرستش
بخشاد همین عزیز ست که نهال نشانی وآب باری وپیوندگرے این حدیقهٔ میسر
نور الحسن خان ابو الخیر پور حضرت امیر کبیر ناصر السنة والمسلمین نواب سید
محمد صدیق حسن خان بهادر را آشنای رضوان جنان کرد تا آنکه گلزار فقه الحدیث
که از مدتی دراز از دست خزان تقلید پرستان برگ و بار فرو ریخته بود بهنگام گشایش
نوبهار فراز آورد و این گنج شایگان پس از گشودن در انطباع دست مزد یغمای هر خاص و
عام کرده شد یارب این ناصر ملت ابراهیمی را بنزمگاه خلوص وقبول راه باز کشا ونار و پود
انفاسش بحمد وسدای بردیبانی ایمان بیاسے فرما فقط

ترجمهٔ مؤلف سلمه الله تعالیٰ وعافاه

ولادت باسعادتش بست ونهم ماه رجب سنه ۱۲۸۳ هجری صبحدم پیش از طلوع مهر در بلدهٔ
محمیهٔ بهوپال اتفاق افتاد ودر روز چهارشنبه بستی اندر آمد وفی الحدیث وخلق النور
فی الاربعاء واین روز موافق روز ولادت حضرت یونس بن متی علیه السلام ودر فتح
نزول احزاب ست یا کرم نخستین تاریخ تولد است که علامهٔ بلاغت اساس مولوی
علی عباس چریاکوٹی نزیل حال حیدرآباد دکن بنا آورده واندا آفرینش را روز هفتم بود که
نسک یعنی عقیقه کرده آمده ۵ ماه شوال سنه ۱۲۸۷ سنت تطهیر یعنی ختنه بجا آورده شد
۱۳ ذی‌حجه سال مذکور روز جمعه وقت اشراق بر ایوان نواب سکندر بیگم مرحومه رئیسهٔ بهوپال
تقریب مکتب نشینی بحضور اعیان دولت وارکان واخوان ریاست صورت گرفت
وتا قدم بمکتب نهاد جز درس علم ومطالعهٔ کتب شغل دیگر بروی چیره نگشت با کتاب در
سنت از ازل مناسبت طبعی همراه آورده تا از علوم بیگانه همچو منطق وفلسفه نفرت طبعی
دارد حسب اقتضای رسم زمانه بعد از اکتساب علوم آلیه از مولوی انور علی ومولوی محمد ابو
بعض مختصرات فن منطق وغیره را از مولوی الهی بخش اکتساب نموده وبعض کتب معقول
وحکمت را از خدمت مولوی محمد بشیر الدین قنوجی قاضی سابق ریاست بهوپال فرا گرفته
وسند داوین سنت مطهره را از شیخ محدث ربانی قاضی حسین بن محسن یمانی وشیخ محمد بن
عبد العزیز قاضی بهوپال بدست آورده وعلوم تفسیر وفقه را بر مولوی محمد بشیر سهسوانی
عرض نموده وکتب شاذه ونوادر علوم ادبیه را از پدر عالی قدر استفاده کرده وباندازهٔ
فرصت وقت بدان اشتغال نموده هنوز در صدد این کار وبار مشغله فرمای تحصیل علوم و
فنون ست وبسوا دیرگرفتن انواع کتب علوم دینیه وجمع وتالیف رسائل عالیه شرعیه
مقرون وآن جانب جناب رئیسهٔ معظمهٔ بهوپال بمعیشت مستمره یعنی تیول بست وپنج هزار روپیه سالیانه

وخطاب خانی وجز آن ملحوظ وبجمعیت خاطر وبفراغ بال بعونه سبحانه محظوظ با حضرت ممدوحه
والد ماجد سفرها کرده وبمبئی وکلکته وعظیم آباد وبنارس وکانپور ولکهنؤ وآگره ودهلی وغیره
را دیده ودر فارسی وریخته تذکره ها نگاشته ومیان همسالان علم امتیاز برافراشته و
باوجود حداثت سن در فهم سخن وسخن سنجی در اقران واماثل ممتاز برآمده واز افتخار الشعراء
حافظ آغا محمد خان شمیر طرز سخن سنجی آموخته ونکات این فن نیکو اندوخته درین تاریخ صاحب
اولاد است دختری وپسری دارد اللهم بارک فیهما وفیهما این کتاب عرف الجادی نگارش
ثانی ست که از خامهٔ حق نگارش ساده وپرکار نقش پذیرفته چنانکه نهج مقبول نقش اول ست
که از کلک گهر سلکش صورت تالیف فرا گرفته وهر دو از نظر امعان پدر والاگهرش گذشته
اعتبار تصحیح روایت وتنقیح درایت بهم رسانیده وآنکه در بعض مسائل این هر دو نسخه جادهٔ خلاف
یکی با دیگری سپرده وبتحریر دو گونه پرداخته وجهش غیر ازین نیست که جمعی از محققین اهل علم
بکتاب وحدیث درانجا دو قول گزیده اند واختلاف انظار را در میزان اعتبار سنجیده ودر هر
قول بجای خود مستندی از ادله دارد وبر قوت خویش در نفس الامر شاهدی از حجج نیره می آرد
در این قسم مواضع مسئله چند بیش نیست ناظر غیر مناظر در همچو مقام آنچه اقوی بیند به اختیارش
باید بدان مایل گردد وطالب صادق که خواهان مزید بصیرت ست او را ناگزیر باشد از آنکه
در امثال این اماکن رجوع بمؤلفات جناب والد ماجدش همچو دلیل الطالب علی
ارجح المطالب وبدور الاهله من ربط المسائل بالادله فرماید وآثار تالیفات علامهٔ ربانی
امام الائمه ایمانی مجتهد مطلق یمانی قاضی القضاة محمد بن علی شوکانی رضی الله عنه
همچو شرح منتقی وفتح ربانی وجز آن استفسار نماید فان فیهما ما یشفی العلیل
ویسقی الغلیل ویریح الفؤاد من قال وقیل لیس علیهما من دلیل فلیکن
ذلك علی ذکر منك وبالله التوفیق وهو یهدی الی سواء السبیل۔
حرره ابو الحسن ذو الفقار احمد النقوی البهوپالی عفا الله تعالی عنه۔

عبارة حررها على هذا الكتاب الشيخ العلامة زينة اهل الاستقامة القاضي الرباني مولانا الشيخ حسين اليماني

يا من خص عريكة كل فرد من افراد الناس بخاصة لا توجد الا فيها
وجعل لهذا رغبة عن هذه يأبى عنها ولهذا رغبة في هذه فيصطفيها
صل وسلم على نبيك الذي شرفت بآثاره المباركة كثيرا من البقاع وعطرت
بسنته المطهرة الاكم والقاع وعلى آله وصحبه وحملة علمه ونقلة سننه
ما دعا لله داع وبعد فبحمد الله وتمام عونه وحسن توفيقه وكمال منه وصونه
قد تم طبع هذه الرسالة الجليلة المقدار والمقالة الصحيحة الانظار التي
يطلع كل من طالعها على احكام السنة السنية ويصبح ناظرها بانيا في معرفة
المسائل المحققة العلمية تناهيك بكتاب بلغ من جمع فقه الحديث الغاية
وانبسطت به النفوس التي تبغضها فقه الرأي بلا حجة ودراية أتى به مرتجلا
السيد الامام مقدام الكرام فاتحة احياء علوم الدين خاتمة النبلاء المتقين
صفوة اهل البيت المبرأ عن كل رجس ذو النسب الشريف الطيب ابو الخير مير
نور الحسن خان متع الله المسلمين بطول بقائه ودوام ايامه وعطر
الاكوان من ذكره الشريف بمسك ختامه الذي حين أذن مؤذنه بالصلاح
وصاح داعيه حي على الفلاح سماه عرف الجادي من جنان
هدى الهادي لكونه يهدي الناس الى طريق الحق والصواب
ويحجزهم عن التورط في مهاوي الردى والتباب قد اعتنى في تحريره بجمع
بلوغ المرام الذي بل الغمام وجاد بشفاء الاوام من ادلة الاحكام بعبارة

عذبة المذاق واشارة سهلة المساق فارتفع مقداره على فرق الفرقدين وعلا مقامه على مقام النيرين حيث اسفر نفقه السنة العليا لطالبيها اسفار الصبح لذى عينين وصفى مطلع احكام الحديث عن غبار الراى ورين الشين فحين تحصل من ذلك ما تحصل وصح ما دار من هذا الاصل المصفى وتسلسل انشدت بلسان القال ما اقتضاه الحال ...... ع

سقيا لمن صنف الاحكام محتسبا ... لله والدين لا للفخر والتيه

جادت شكيمته بالفقه معتنيا ... الفاظه الغر واستقصى معانيه

رأى قضايا عن الافهام شاردة ... فحازها فى كتاب العرف يرويه

واحرز السبق فى كن البلوغ فقل ... له المزية فى معنى قوافيه

من ذا يماريه فى تحقيق مسئلة ... وحسن سبك بترجيح وتوجيه

داء بطبعك من تقليد مجتهد ... فها كتابا عن الاسقام يشفيه

صحيفة تصرع الاجيال قاطبة ... وعن مواقع نبل الراى يحميه

اليك يا موثر الاراء معذرة ... الا انت عن سنن الانباء تسليه

خير الكلام كلام يطمئن به ال ... قلب الذى حادث التقليد يرميه

خير الحديث حديث صح من طرق ... حاشاه اذ جنت الظلماء تطويه

شان المبيلم فى اسلامه عجب ... الرأى يقتله والنص يحييه

لله در ابى الخير الامام فقد ... حاز العلوم والقى الدر من فيه

السيد الطيب المقدام محتتنا ... كم ذا انتبه به تيها على نبيه

من سيد العرب العربا ضئضئه ... كم قلت مستقصيا اوصافه ايه

توارث المجد عن ابائه قدما ... وبعد ذلك فى الاخلاف يبقيه

لا زال علمك ممدودا سرادقه ... على الشريعة منصوبا بما فيه

صلى الإله على خير الورى أبداً   ما صليت مدى الأيام ترضيه

وكان ذلك التأليف والطبع في بلدة بهوپال المحمية على عهد دولة حضرة
مليكتها وحامية حوزة حليقتها من ذكرها بين ظهراني الناس تاريخ
النحر وفضلها في زمرة الرؤساء أشهر من نار على علم تاج الهند الرئيس
البطل الأعظم حضرة نواب شاهجهان بيگم لا زالت ظلال
جودها على مفارق الأيام ممدودة الرواق وبدور سعادتها وسيادتها
آمنة من الأفول والمحاق

ولا برحت تزداد عزاً ورفعة   بمنصبها العالي صدور المجالس

وما الحسن التصحيح الجليل إذا كان مع الطبع الجميل فهما كالدين والدنيا
إذا اجتمعا وكالمحب والمحبوب إذا كانا معاً واعتنى بتصحيحه وبذل جهده
في تنقيحه السيد العلامة معدن الفضيلة والكرامة فارس ميدان العلوم
غارس أغصان الفهوم السيد ذو الفقار أحمد النقوي البهوپالي
طابت له الأيام والليالي ببركة الحبر الذي لا يجارى في قوة التحرير
نقد التقرير الجامع للعلم الكثير والفضل الغزير معدن الفخار والأديب
الشيخ العلامة عبد الحق الكابلي ما فاشكر الله تعالى سعيه ونسأل الله
تعالى عن لطف رحمته الفاخرة وشكره باللسان والجنان في الأولى والآخرة

عرف البادي من جنان هداية الهادي

طبع في المطبع الصديقي
الكائن في بهوپال المحمية
سنة ١٣٠١ الهجرية

تم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله علی ما اسدی الینا من شفاء الاوام وبل غمام الاسلام واشکر من هدانا الی
برء سقام الاوهام بمراهم بلوغ المرام من ادلة الاحکام والصلوة والسلام علی سیدنا
محمد نخبة الکرام ولبنة التمام وعلی آله خیرة الخیرة من الانام وصحبه الفحول
الاسلام اما بعد این مختصریست مسمی بالنهج المقبول من شرائع الرسول که بر مهمات مسائل
و درر بهیه از یادت احکام شامل و امهات فقه سنت مطهره را بر وجه صحیح حامل است ترجمه
دست بهم داده درین کتاب کامل النصاب که عرف الجادی من جنان هدی الهادی
نام اوست اعظم مقصود بایراد و اسرد احکام وبل الغمام و لبلوغ المرام ارشاد جماعه اتباع
و حماة سنت بصوب صواب و رهنمای عصابه دینیه بایسر تلمیح اخفی تلویح است تا اهل تبلیغ را
که تشنه کام سلسبیل سبل السلام اسلام اند و والد دریافت نهج احکام اند آشامیدن از زلال سنت مطهره
خیر الانام طوح بگرود و تجاوز حیثیه کنود رای تقلید بعض فقها بنصوص صحیحه دروارده عبادات
و معاملات دست بهم دهد و مقابل دل و همت نبوت بادنی توجه فواد بغایت مرام خود نائل شتابند

بست وکشاد مسائل بی کاوش خاطر بسوی ایثار حق بر خلق آئل گردد ولہذا در تحریر این تقریر
اقتصار بر اخصر عبارت وا وجز اشارت رفت و تطویل ذیول کلام و استیفاء خلاف واقع
را در ہر مسئلہ از مسائل اسلام مؤلفات ایمۂ اعلام و مطولات فحول اسلام محل حلّ و ابرام باشد
ولم اصنع فی ذلک ما یصنعه المناکرون یثبتون الاحکام الشرعیة من دون کشف
عن الدلیل ولا ردّ للفرع الی الاصل الاصیل ثم یذکرون ما یشعر بعدم الجزم
ولا یذکرون ما یقضی لہم بالحزم ثم یاتی من بعدہم فیدونُ تلک الاحکام للمقصرین
بما لیس علیه اثارة من علم ولا ہو فی قبیل ولا دبیر من الشرع المبین وقد نبهنا فی ہذا
الکتاب علی جملة من ذلک الباب اذا وقف علیها من بقی فیه بقیة من انصاف و
حیاء من الله ورسوله الموصوف باحسن الاوصاف انقاد لہا احسن الانقیاد واذعن
لہا اذعان المرید للمراد واما من حیل بینه وبین معرفة الحق والحقیقة وطبع
علی قلبه وعلی بصر بصیرته غشاوة من حجاب الرسم وخشیة الخلیقة فلا یزیده
ذلک الا بعدا عن الصواب وتہافتا علی ما یفضی به الی التباب و از انجا کہ درین
رسالہ مسالہ و مقالہ علالہ قطع نظر ست از احتجاج بمسائل اجماعیہ مصطلحۂ اہل خلاف پس
ضرورت شد کہ پردہ از روی اجماع کہ ہیبت و خشیت آن در دلہای خاصہ و عامہ بسیار ست
براندازیم و انچہ در کمن بطون ست بر منصۂ شہود جلوہ گر سازیم و بعد از انکہ اجماع چیزی نیست
قیاس مصطلح کہ آنرا دلیل رابع قرار دادہ اند خود مکفی المؤنة شد و نماند مگر آنکہ ادلۂ دین اسلام
وملت خفۂ خیر الانام منحصر در دو چیز ست یکی کتاب عزیز و دیگر سنت مطہرہ و ما ورای این
ہر دو کدام حجت نیرہ و برہان قاطع نیست و برین گذشتہ اند خیر القرون مشہود لہم بالخیر از صحابہ
و تابعین و تبع ایشان باحسان و ہر کہ او در صحبت ثابت شدہ روایتش مقبول معمول بہا سنت
و رسول خدا صلعم تعدیلش کردہ بلکہ عصابۂ اہل حدیث نیز معدّل بتعدیل مہویست الی یوم القیام
و حدیث یحمل ہذا العلم من کل خلف عدوله الخ نص صریح ست درین مقام تا لصحابہ

رسول خدا صلعم که انصار و اعوان حضرت وی و ملازم بارگاه عالیش بودند چه رسد تا دیگری
سخن اگر هست در قبول رای ایشان ست نه روایت و خلافی که در اینان واقع شده
اگرچه محق در آن یا دله معلوم ست لکن مخالف منجمله کسانی ست که شرف صحبت شامل حال
اوست و ماند راه جنس بر سر عموم ادله تا حقیقه رافع خطای واقع از وی ست و کلا بیما ایشان که
تاویلات و محامل ست که مصیر بسوی آن متعین و تعظیم و اعتراف بعلو شان و ارتفاع درجهٔ
این حضرات با سوابق و برکات از سائر قرون شیوهٔ مسلم معظم شریعت و نبوت ست و
اشتغال بمثالب و معائب ایشان و تهجین بمطاعن ائمهٔ مجتهدین چه ائمهٔ اربعه و چه غیر اینان
کذب و بهتان ناشیه هر مجتهد را محروم از حلاوت ایمان و بشاشت اسلام باشد و غالب استناد
حکایت اجماع از متاخرین اهل علم آنست که عالمی را علم بوقوع خلاف در مسئله که در آن
حکایت اجماع کرده اند حاصل نشد نه آنکه وی استقرا اقوال افراد رجال کرده است
تا آنکه این اجماع نزد او بپایهٔ ثبوت رسیده و چه این ثبوت بعد انتشار اسلام و انتشار اهلش
منتشر گردیده و شهرها از برای آن وفا نمیکند گو استقرار طویل و تلاش بسیار باشد تکلیف که بسا
باشد که اهل بلد احاطه بمعرفت علمای شان بوجهی تواند کرد تا بیک یک غریب ست چه رسد
و علی کل حال ممکن نیست که متفرد در طلب اجماع محیط چیزی شود که نزد علمای یک شهر از آن نیست
در مسئله از مسائل می تواند شد مگر بعد از ایام طویله و عمر دراز و تگ و دو باشد که با وجود استقرا
بالغ این احاطه دست بهم نمیدهد زیرا که بر بعض اهل علم غلبهٔ خمول اضطراراً یا اختیاراً می باشد
با آنکه وی از آن کسان ست که اعتداد بقول شان میرود پس هر که مدعی اجماع اهل عصر خود از
علمای مسلمین در مسئله از مسائل دین ست دعوای او بغایت کلان باشد و زعم قیاسش
سنجیده نیست و امکان اجماع ممنوع ست بر تقدیر تسلیم امکان نفس اتفاق بدون نظر بآنکه مردم
یا مردم عارف چیزی که نزد هر واحد از آن اهل علم ست باشند پس حق همین ست که اجماع
ممتنع ست زیرا که اتفاق جمیع علمای امصار بر مسئله از مسائل با وجود اختلاف مذاهب

داهیه و تباین افهام و تنافی قرائح و محبت تناقض و الفت خلاف متعذر است و این وقتیست
که عالم حاکی اجماع اهل عصر خود باشد و اگر حاکی اجماع اهل عصری از ازمان عصور است که
مدرکش نیست و این عصر بعد از عصر صحابه است پس این امر داخل در امتناع باشد چه غالب
مستندش غیر ازین نباشد که در کتب بعض مصنفین حکایت آن اجماع یافته و از آن کتاب
حکایتش نموده و درین هنگام همان کلام اول در ایراد بر حاکی اول عائد می گردد و هم کذلک
و اگر مستند حکایت این حاکی اجماع اطلاع بر مؤلفات اهل عصری از عصور و وجدانش
متفق بر امری از امور است پس امکانش ممنوع باشد زیرا که اطلاع بر جمیع مؤلفات اهل عصر
ممکن نیست بوجهی که گذشت و باین وجه که بعض مصنفین را حظی در شهرت باشد و مؤلفاتش
انتشار می پذیرد و بعض را بهره از شهرت نمی باشد و تالیفاتش منتشر نمی گردد و مع هذا ضروری نیست
که هر عالم که ملکه اجتهاد حاصل دارد مشتغل بتالیف شود بلکه اکثر اهل علم اشتغال بتالیف
نکنند چنانکه این معنی معلوم هر واحد است بمشاهده بعض اهل عصر خود و بنقل ثقات از غیر
اهل عصر خویش و ازینجا ظاهر شد که این اجماعات که حکایتش در مصنفات می کنند باعتبار
همان حال است که ذکرش گذشت یعنی حاکی را علم بوقوع خلاف در مسئله حاصل نشده
و عدم علم بوقوع مستلزم علم بعدم نیست غایة ما فی الباب آنست که ظن باجماع حاصل
گشته و مجرد ظن فردی از افراد صلاحیت آن نیست که مستند اجماع باشد و نه طریقه از طرق اوست
و هر که قائل ست بحجیت اجماع قائل بحجیت این ظن نیست پس این مجرد ظن فردی از افراد
امت باشد و او تعالی احدی را از خلق خود بمثل این ظن متعبد نساخته بلکه اگر عالمی مطلع گردید
که درین مسئله دلیلی از سنت یا دلیلی از قرآن نیست الحق هیچ عاقل نه گوید که این قول حجت نیست
تا بعالم چه رسد و بعد ازین تقریر بر طالب حق نزد سماع حکایت اجماع خطب این امر آسان
شود و مشکلش بگشاید زیرا که این اجماع نه آن اجماع است که امت در حجیت و عدم حجیتش اختلاف
کرده است با آنکه جمهور اهل اصول بآن رفته اند که در اجماع احتمال آحاد مقبول نیست چنانکه

قاضی در تقریب و غزالی در کتب خود بدان تصریح کرده اند با آنکه مراد باجماع اتفاق در نزد ایشان
مقابل حد تواتر ست و درین صورت اگر قائلی بگوید که آنچه نزد علمای عصر و مصر
جمیع اقطار اسلامیه در مسئله از مسائل ست استقرا کردم و همگنان را بر قولی واحد متفق
یافتم و این قائل یک کس یا دو کس یا سه کس باشند پس خبر ایشان مقبول نباشد
و نه نقل او ثبوت اجماع نزد ایشان میتواند شد تا بکسیکه حکایت اجماع باستناد بسوی
عدم علم بوقوع خلاف یا بسوی مجرد ظن که جز عدم علم مستندی ندارد می کند چه گمان میتوان
کرد اگر این قسم اجماع بر عیار حجت باشد باید که حجت بمثل این دعاوی که هیچ یکی در
امثالش بجز از ان نمی گراید قائم گردد حالانکه قیام حجت بچنین امور عقلاً و نقلاً ظاهر و باطل ست
و هر که تقسیم اجماع بسوی قطعی و ظنی کرده قطعی را منقول بتواتر و ظنی را منقول بآحاد
بر صفت متقدمه نشان می دهد و اجماعی که دران فردی از افراد استناد بسوی مجرد حصول
ظن خود کرده است داخل در هیچ یکی ازین هر دو قسم نیست و چون معلوم شد که اجماعات
محکیه ازین قبیل اند اجماع در ورود و صدر نیست پس معلوم توان کرد که اجماع بمعنی که
اهل اصول و غیرهم ذکر کرده اند اگر ناقلش یکی ست پس دران همان امتناع ست که گذشت
و همچنین اگر ناقلش یک جماعه باشد چه این جماعه یا کمتر از عدد تواتر ست یا بمقدار عدد تواتر
زیرا که مفروض مباشرت هر واحد از ایشان از برای استقرا و شناخت هر عالم از
علمای دنیاست و این از هر فرد فرد این جماعه ممتنع ست چنانکه نزدیک ناقل بودن واحد
ممتنع بود لا سلف حاصل آنکه وارد بر اجماع ممنوعات اند اول منع امکانش دوم منع ثبوتش
سوم منع امکان نقل آن چهارم منع وقوع نقل و تجرد هر منع ازین منوع طائفه از اهل علم
واقف شده چنانکه ائمه اصول حکایتش کرده اند مرامی اجماع را باید که نزد احتجاج باجماع در هر
منع ازین منوع امعان نظر کند و حق اجتهادش بجا آرد و بکثرت اقوال مغتر نشود و از رای جاهل
مهابت ننماید که شان مجتهد در هر موطن از مواطن علم همین ست و اما کسیکه نزد وی بهر شبهه

نافع در نقلش هر سه نوع راجح و هر بغالب پیش او مقبول ست و ی از اجتهاد نه در آمدن ست
و نه در رفتن بلکه مروج دل خود با مانی و مطمح خاطر خویش با راجیف ست که از منهاج شریعت
و شرعه اسلام بمراحل دور باشد و لاسیما چون کسیکه ارادهٔ اجتهاد دارد و قصد به نظر
در امهات مسائل و تسدید فکر در مهمات احکام که بران بنائے قناطیر سیر و هیچ این مسئلهٔ
اجماع که در صدد و چیم و آنچه از دیگر مسائل اصول نا با دست می کند پس این مسائل احوج
باشد ببذل وسع از غیر آنها چه در غالب اوقات احتیاج مجتهد بسوی آنهاست و
ناظر بکه نزد وسعی ازین نوع اربعه واقف ست وی هرگز ازمی نقل اجماع را بیکے ازین
منوع جواب ندهد مگر میکه برهان موجب انتقال آرد و اگر فرضا آورد او را می رسد که نزد
منع هجیم وقوف کند و آن حجیت اوست مثلاً بعد از تسلیم هر چهار مواطن می توانیم گفت که
اجماعیکه وقوع و نقلش ممکن شده تسلیم نمی کنیم که حجت شرعیه ست پس اگر مناظر دلیلی شرعی
که دال باشد بر حجیت اجماع شرعاً بیارد شک نیست که میان هیچ یکے و میان حق عداوتی
نیست ولکن وَاَنّٰی لَہُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ و اگر چنین دلیل که دال ست بر حجیت
شرعی بودن اجماع نیاورد واجب بر اهمان توقف باشد چه احدی را قول باثبات دلیل
شرعے بلا دلیل شرعی و عقلی حلال نیست و ما را تا ایندم وقوف بر حجیت عقلیه یا شرعیه که
موجب انتقال از مواقف منع بسوی مواقف تسلیم باشد با وجود اعطاے حق نظر در همه
آنچه از براے احتجاج بر حجیت اجماع در مختصرات و مطولات وارد کرده اند و بران آگاهی
دست بهم داده حاصل نشده و هرگز احاصل نشده باشد پس مقام موطن افاده و استفاده است
و حکایات اجماع از غیر خود که درین کتاب یا در دیگر کتب کرده ایم یا آینده بکنیم مقصود بدان
نه احتجاج با جماعات ست بلکه غرض ازان مجرد الزام قائل حجیت اجماع با جماع ست فلیعلم
ذلک و تمام حجج و جمیع ادلهٔ قائلین اجماع با اجوبهٔ شافیه در کتاب ارشاد الفحول الی تحقیق الحق
من علم الاصول و فتح ربانی من فتاوی الشوکانی رضی الله عنه مذکور ست و امی انثلاج

خاطر دان رجوع فرمایند آمدیم بر آنکه چون هر واحد از مسلمانان تمکن از اجتهاد و قدرت
بر استنباط ندارد وے نیز را ارادهٔ عمل بحدیث و اتباع سنت مطهره چه کار کند پس ظاهر است
که عامه سلف دست در دامن مواطن استفتاء در مسائل از اهل علم کتاب و سنت می‌کردند
و می‌گفتند که ما را از حکم شارع درین حادثه مطلع سازید و ایشان که عبارت از قرون مشهود
لها بالخیر است تلاوت آیه یا روایت حدیث پیش ایشان بجواب سؤال آنها می‌کردند و
همین فتوی رواج داشت پس آنچه رعیل اول را گنجایش کرد همان آخر امت را نیز گنجید
اگر در اهل بلد یکی از علمای سنت موجود است و بر علو مدارک و سمو مناصب وی در علوم
دین وثوق حاصل از وی سؤال بمقتضای کتاب عزیز و سنت مطهره باید کرد و هر چه
آن سالم عارف بقرآن و حدیث بجا آرد این هر دو حجت نیر و فتان و چشم بسته بدان عمل
باید نمود و از احدی خواه مجتهد باشد یا مجتهد نباید اندیشید و اگر این چنین دانشمند که
از کتاب و سنت چنانکه باید و شاید نصیب می‌تواند شد در اهل بلد میسر نگردد چاره کار
دران روزگار آنست که بکتب فقه سنت بیاویزد و بجد و لوین حدیث لا سیما آنچه از انها
مخصوص باحادیث احکام است مثل بلوغ المرام و منتقی الاخبار و شرح این اسفار برکت
آثار اعتصام نماید و بے اندیشهٔ خلاف زید و عمرو کار فرماید و فرمانروا باشد زیرا که درین
کتب دامن اشتباه و نقاب ریش بهیچ قیل و قیل در روضه ندیده و مسلک اختتام و دلیل التمام
و شرح عمده و سبل السلام آنچه نوشته و تحقیق کرده‌اند همه اش منطوق نصوص و مدلول ادله
صحیحه بی آمیزش رای دانش پرستان پیشین و بی آلایش اجتهاد فقیه نشان پسین است
وکل ذلک نور علی نور ومن لم یجعل الله له نورا فما له من نور وهذا

اوان الشروع فی المقصود وبالله التوفیق

وهو المستعان ونحن العابدون و

هو سبحانه المعبود ؛

کتاب الطهارة

باب در بیان آب وجز آن

آب باران ودریا وچاه طاهر ومطهر ست پلید نمی گردد مگر بنجاستے که بو یا مزه یا رنگ وے را
برگرداند وحدیث قلتین که در صحیحین نیست تأول ست وراجح عدم فرق ست
در قلیل وکثیر ومستعمل وغیر مستعمل واین ارجح مذاهب ست در نظر تحقیق واز غسل جنابت
وبول در آب استاده که روان نیست نهی آمده واحادیث نهی از اغتسال زن
بآب فاضل از غسل مرد محمول بر آب ساقط از اعضا ست واحادیث جواز محمول بر آب
باقی در آوند ست یا نهی تنزیهی ست وآوندی که سگ دران آب خورد طهارت شستن
آن ظرف ست هفت بار نخستین بخاک شوید پستر بآب وگربه پلید نیست که آب بدهان
انداختن او نجس گردد وزمین نجس بریختن دلوے از آب پاک می گردد وماهے وملخ و
جگر وسپرز حلال آمده وآبے که دران مگس افتاده مگس را دران غوطه دهد وبیندازد وآب
را بکار برد همچنین طعام راکه دران مگس بیفتد وپاره بریده از چارپایه زنده حرام است
خوردنش حلال نیست وآب نبیذ پاک ست

باب در بیان آوند

حرام ست نوشیدن وخوردن در آوندهاے زر وسیم والحاق سایر استعمالات
بدان ناتمام ست ودعوی اجماع بصحت نرسیده واظهر عدم الحاق یواقیت وجز آن از
احجار نفیسه بزر وسیم ست بلکه همه باقی ست بر اصل اباحت وچرم مدبوغ پاک ست
وآب وبرگ درخت مسلم مطهر اوست وخوردن در آوندهاے اهل کتاب نزد نیافتن آوند
دیگر بعد از شستن آن جائز ست آنحضرت صلعم از مشک زن مشرکه وضو کرده وساغر و
کاسه شکسته را بتار سیم استوار کردن ودران آشامیدن وخوردن نامشروع نیست

باب در بیان ازالهٔ نجاست

سرکه ساختن خمر نارواست و اگر از خود سرکه گردد جائز باشد و گوشت خران خانگی
حرام ست نباید خورد و گوشت اسپ حلال ست و آب دهن ناقه پاک ست و منی
هر چند پاک ست اما غسل و فرک وی حسب آن از شارع علیه الصلوة والسلام ثابت
شد و در بول جاریه غسل و در بول غلام رش آمده و خون حیض ناپاک ست حت و قرص
آن لازم و بقای اثرش در جامه بعد از غسل مضر نیست و ثبوت نجاست بول و غائط
آدمی بضرورت دینیه است و در ماعدای این هردو که از آدمی بیرون آید خلاف ست
و همچنین در خارج از حیوانات و تحقیق بقبول حکم نجاست چیزیست که پلید بودنش
بضرورت دینیه ثابت شده و در ماسوای آن حاجت بورود دلیل دال بر نجاست
مثل روثه که حکم بنجاستش واجب ست بدون الحاق و در آنچه دلیل نیامده برائت
اصلیه و رفع تعب نجس بودن آن کافی ست چه اصل در همه اشیا طهارت ست
و حکم بنجاستش حکم بتکلیف سائر العباد است این حکم درست نیست مگر بعد از قیام حجت
و حکم بنجس یا متنجس بودن کدام شئ بمجرد خیال و وسوسه دورست از شریعت حقه
و مرجع در حکم نجاست شئ و صفت تطهیر آن قصر بر ورود ست و تحویل شرع متقرر
باقوال علمای استنواد آن قول منسوب بسوی جمیع ایشان یا ستدیا بسوی
بعض اهل سنت ادرین بیین پس دعوی نجس عین بودن سگ و خنزیر و پلید بودن
خمر و دم مسفوح و حیوان مردار ناتمام ست آری اکل لحم اینها و آشامیدن خمر حرام ست
و نیست ملازمت میان حرمت و نجاست آری هر نجس حرام ست نه هر حرام نجس و
اکل شیئ ماکول مجلوب از ارض کفار حرام نیست آنحضرت صلعم پنیر را که از بلاد نصاری
آمده بود بخورد و دار مجزا رمضان یهود به خیبر تناول کرد و همچنین ذبائح جمیع مسلمین با وجود
اختلاف ملل و نحل و تباین طرائق و ادیان و ذبائح اهل کتاب و دیگر کفار نزد وجود

وذبح بربسمله یا نزد اکل آن حلال ست حرام نچنین نیست مادامیکه آن ذبح از برای
غیر خدای عز وجل نباشد ورنه ذبیحه مسلم که از برای سید احمد کبیر و شیخ سدو و زین خان
وجز ایشان باشد نیز حرام ست گویند و ذبح التسمیه بر آرند یا وقت اکل نام خدا بر زبان
گذرانند و طهارت با پوشش آلوده نجاست همین سو و نشست بر زمین ست و لبس و دران
نماز گزاردن و مسجد در آمدن روا ست ولیکن شیطان لعین و ابلیس رجیم از برای
عصاة متمسکین وآثمین مستهترین تشکک و خیالات بی سر و پا را دام شکار خود ساخته
و چون دید که نفوس این قوم طموح بسوی شرب خمور و ارتکاب فجور نمی کند لاجرم این
حفیره را ساخته که گرفتاری ایشان گردانید اللهم اعذنا من نزغات الشیطان
واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرة

باب در بیان آداب قضای حاجت

در خلا انگشتری را که بران نام خدا یا رسول و نحو آن باشد با خود نبرد و نزد در آمدن
بآبخانه این کلمات بگوید اللهم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث و بر دل آفتاب
و ماننده آن از برای استنجا ثابت ست و همچنین پنهان شدن از چشم مردم نزد ریدن
و از تخلی در راه و زیر سایهٔ درخت میوه دار و کرانهٔ نهر روان در حدیث ضعیف نهی آمده
و همچنین ممنوع ست سخن کردن در حالت تخلی و سودن ذکر در حالت بول و مسح خلا بدست
راست و تنفس در آوند و استقبال و استدبار قبله نزد ریدن و شاشیدن و استنجا
بیمین و بکمتر از سه کلوخ و بسرگین و استخوان و چون از خلا بدر آید غفرانک گوید و عامه
عذاب قبر از عدم نزاهت از بول باشد و ایستاده شاشیدن مکروه ست و فعل این یکرده
از آنحضرت صلعم از برای بیان حکم شرعی جائز باشد و نشستن در خلا بر پای چپ در
استناد کردن پای راست بسند ضعیف ثابت شده و سه بار افشاندن ذکر نزد بول نیز ثابت
بحدیث ضعیف ست و جمع میان سنگ و آب احسن و آب تنها افضل از تنها سنگ ست والله اعلم

باب در بیان وضو

وضوء از اعظم شروط نماز ست وتقدیم مسواک بر آن مستحب آمده وکف دست را سه بار
شوید وآب در دهن گرداند ودر اندرون بینی رساند واین واجب ست وتنقیه بینی نماید
سپس روی بشوید ودست راست وچپ را تا آرنج با آرنج ست یا غسل دو بار
اگرچه مذهب جمهور عدم دخول غایت در مغیا ست ولیکن در حدیث دارقطنی از عثمان آمده
فغسل يديه الى المرفقين حتى مس اطراف العضد قال الحافظ اسناده حسن
ودر حدیث ثعلبه بن عباد عن ابیه مرفوعا آمده ثم غسل ذراعيه حتى يسيل الماء
على مرفقيه اخرجه البزار والطبرانی سپس مسح سر کند وآیه کریمه محتمل مسح کل
ومسح بعض راس هر دو ست وسنت مطهره مبین اوست آنحضرت صلعم اقبال وادبار
در مسح ثابت شده وبرین هیئت استمرار فرموده ومسح بر پیشانی وبر دستار هم بصحت
رسیده واین دلیل ست بر افضلیت هیئت مستمره واجزای هیئات دیگر در بعض احوال
واحادیث فعل تخلیل لحیه خالی از مقال نیست واما امر تخلیل پس خود احدی بجانب
تصحیحش نرفته ویک بار مسح ظاهر وباطن هر دو گوش کردن وبودن این هر دو از جمله سر ثابت
ست ولیکن واجب نیست سپس هر دو پای تا شتالنگ با شتالنگ بشوید شتالنگ
نام استخوان روئیده میان مفصل ساق وقدم ست وشک نیست که قراءت نصب
وجر در آیه کریمه افاده جواز غسل ومسح هر دو می کند وبرای هر یکی قائلین تمسک بان
کرده اند ومدلول کتاب عزیز مشروعیت هر واحد از غسل ومسح على الانفراد ست وجمع
میان هر دو قول قائل جمع بغایت ناتوان ست زیرا که جمع میان این هر دو هرگز از
شریعت مطهره ثابت نشده ودر اعضای مقدمه بر جمع نشود بدلی ست که در وجه فقط
غسل وهمچنین غسل در یدین مشروع فرموده ودر سر فقط مسح آمده ولکن رسول خدا صلعم

بیان فرموده که فرض بما ست غسل ست نه مسح رجلین و احادیث این معنی از صحابه در
حکایت وضوی نبوی بحد تواتر رسیده و همه مصرح بغسل ست و در مسح حدیث ضعیف
مسح نیامده مگر در خفین پس واجب غسل هر دو پای ست بنابر بیان مستمر جمیع عمر وی صلعم
بلکه سنت آمر ست به غسل و منجمله آن احادیث تخلیل اصابع ست و این مستلزم غسل ست
چه در مسح تخلیل نیست بل یصیبها اصاب ویخطی ما اخطاء و ترتیب در وضو واجب ست
و یکافی ست مسح سر یک بار و در آوردن هر دو سبابه در گوش و مسح آن هر دو با بهام در
حدیث آمده و آب گوش جز آب سر باید چنانکه آب سر جز آب هر دو دست شاید و از
خواب برخاسته دست در آوند آب فرو نبرد تا آنکه سه بار نشوید و این سنت ست
و در حالت صوم مبالغه در استنشاق نمی باید کرد و وضو بدو ثلث مجزی ست و دلک
اعضای وضو جائز باشد نه واجب و اطالت غره و تحجیل مستحب ست چنانکه تیمن در تنعل
و طهور و جمله شئون سنت ست و وجوب تسمیه در وضو بر ذاکر ست نه بر ناسی و فصل و وصل هر دو
در مضمضه و استنشاق ثابت شده و خشک ماندن برابر یک ناخن موجب اعاده وضو ست
و مسح اعلای خفین نه اسفل آن ثابت ست بادله متواتره و مدت آن یک روز و شب ست
از برای مقیم و سه روز و شب ست از برای مسافر و از اذکار وضو جز این دعا که در مسلم
از عمر رضی الله عنه مرفوعا مرویست أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ
رَسُولُهُ ثابت نشده و در ترمذی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ
مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ هم زیاده کرده لیکن در سندش اضطراب ست و در حدیث ابی سعید
نزد ابن السنی و حاکم و غیرهما زیادت سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ
إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ نیز موقوفا وارد گشته و رفع آن ضعیف ست و در
مشروعیت مسح رقبه فی الجمله روایاتی که صالح تمسک می تواند شد آمده اگرچه نزدیک ست
که اهل مذاهب اجماع کنند برآنکه بدعت ست

باب نواقض وضو

شکنندۀ وضو خواب مرد دراز است نه نشسته اگرچه غطیط کند و خنده حدیثی بصحت نرسیده
آنکه گفته ضحک ناقض صلوة است نه وضو در مجمع الزوائد گفته رجاله رجال الصحیح و حسن ذکر
و خوردن گوشت شتر حدث و صوت و ریح و فسا ناقض وضوست اگر در نماز بگوید وضو
دیگر کند و اعادۀ نماز نماید و نمی شکند از برآمدن خون و قی و ثبوت نقض وضو بکدام شئی
جز بدلیل نمی تواند شد اهل ورع درین امر توسیع نموده اند و تمامش بی دلیل است و
حق آنست که واجب در همه احوال بقا بر اصل است چه وجوب تعبد باحکام شرعیه جز
بایجاب خدا و رسول نیست ورنه شرع نباشد اللهم بصرنا بالصواب و اجعل بیننا
وبین العصبیة من لطفك امنع حجاب و خون استحاضه رگی از رگهاست حیض نیست
برای هر نماز یک وضو بکند نه غسل همچنین در مذی وضوست پس غسل ذکر و نضح ثوب کافی
باشد حاجت به غسل جنابت نیست و نمی شکند وضو از بوسه چنانکه روزه هم نمی شکند
و حامل میت را وضو کردن نمی رسد چنانکه غاسل مرده را غسل می باید نمود و حدیث
لا یمس القرآن الا طاهر معلول است

باب در بیان غسل و حکم جنب

وجوب غسل بخروج منی از شهوت است اگرچه بتفکر باشد و بملاقات هردو ختان اگرچه
انزال نشود و در احتلام وجود بلل معتبر است خواه آن محتلم مرد باشد یا زن و مجرد خواب
چیزی نیست و سنت است غسل از برای حجامت و برای جمعه واجب است و برای نو مسلم
مستحب و همچنین میان دو جماع را ابن خزیمه و تقلد وضوء للصلوة روایت کرده اند
و این انشط است از برای عود و سوی این جنب اگر خواهد وضو خسپید رواست و در غسل اول

هر دو دست بشوید پس آب از دست راست بر دست چپ بریزد و فرج را بشوید بعده وضو کند پستر آب بر سر ریزد و انگشتان را در بیخهای موی سر درآرد و سه بار بر سر و بر سائر جسم آب روان سازد پس هر دو پا بشوید این ست غسل شرعی و نیت همه جا شرط است چه وضو و چه غسل و افضل افشاندن تن بدست ست نه چیدن آب بدن بر رومال و زنان را در غسل جنابت و غسل حیض بر بیختن آب بر سر سه بار که با صول را سن برسد کافی ست حاجت نقض موی سر و ضفر ضرور نیست و جنب و حائض را در آمدن مسجد و خواندن قرآن حرام ست نه حلال اگرچه محدث را مس مصحف جائز باشد و غسل بر آوردن مرد و زن از یک آوند بنا بر جنابت درست ست و چون زیر هر موی که بر تن آدمی ست جنابت بوده ست می باید که در شستن موی و پاکی اندام اهتمام کند تا بیقین از عهده غسل بر آید اگرچه حدیث وارد درین باب ضعیف ست و آنچه از منی و بول و جز آن بعد از غسل بر آید موجب اعاده غسل نیست و ناقض شمردن آن از برای غسل جنون ست نه فنون او و درباره حمامات روایتها آمده و غالبش ضعیف ست و بعض حسن و حاصل ادله تحریم دخول حمام بر زنان ست مطلقاً و بر رجال مگر در ازار

باب در بیان تیمم

این عبادت از خصائص این امت ست که زمین را از برای ایشان طهور ساخته اند نزد عدم وجدان آب پس هر که نزد در آمدن وقت کدام نماز آبی که بدان وضو یا غسل می تواند کرد در منزل و مسجد و جاهای قریب آن نیابد وی تیمم کند و معتبر و دران علم باطن بعدم وجود ماء ست و بحث و کشف و احتفار سوال و طلب مخصوص در جهات اربع در یک میل یا انتظار تا آخر وقت آن نماز معتبر نیست آنحضرت صلعم در مدینه تیمم بجدار کرد بدون سوال و طلب و انتظار و تخصیص صعید بتراب ممنوع ست چه اهل لغت تصریح

تصریح کرده‌اند که صعید بمعنی تراب و روی زمین هر دو ست و تیمم بجدار دلیل ست بر
عدم اختصاص ولیکن راجح قصر تیمم بر تراب ست شهٔ و چند نماز بیک تیمم رواست
و حدیث تیمم برای هر نماز ضعیف ست حجت بدان قائم نیست و تیمم یک ضربه ست بر
زمین با مسح شمال بر یمین و مسح روی و حدیث این هلثبت در صحیحین ست و احادیث
دو ضربه در صحاح نیست و سند او موقوف ست و صعید وضوی مسلم ست گو تا ده سال
باشد ولیکن اقتصار بر تیمم بعد از آب یافتن خوب نیست و چون نماز به تیمم گزارد و بعده
آب یافت اعادهٔ نماز نکند و صاحب جراحت و بثور را اگر در غسل خوف مرگ باشد
تیمم نماید و مسح بر جبیره و غسل باقی اعضای وضو جائز ست اگرچه حدیثش واهی و ضعیف ست

باب در بیان حیض

خون حیض سیاه می باشد و زنان آنرا می شناسند نماز درین هنگام عفو ست و
مستحاضه را حکم حائض نیست وی وضو کند و نماز بگذارد و عائشه گوید با کدرت و صفرت
را بعد از طهر بلکه بعد از غسل چیزی نمی شمردیم و با حائض جمله کار را فوق ازار رواست
مگر جماع و هر که دران خود را در حیض بیاید یک دینار یا نیم دینار صدقه دهد و حائض روزه
نگیرد و طواف بیت نکند تا آنکه پاک گردد و تعیین مدت برای اقل و اکثر حیض و اکثر
نفاس چهل روز ست و نماز درین حالت عفو ست و چون انقطاع حیض بعض زنان را
در چهل یا پنجاه سال می شود و بعض را بعد از پنجاه پس مرجع آن قوت بنیه و صحت طبیعت
وضعف و رقت بنیه باشد و اختلاف طبائع و امزجه مؤثر ست درین امر پس تقیید
وقت ایاس بحد محدود مجازفت پیش نیست زیرا که حکم شرعی ست بدون عقل و نقل
و استقرای تام و عادت منضبط و معتبر در عدت ایام حیض رجوع بسوی صفات دم
و عادات نسا ست و در شرع دلیلی در باب اقل و اکثر طهر و حیض نیامده و نزد
التباس و عدم انضباط عادت اولی وقوف ست بر عددی که شارع نام آن برده

آن شش یا هفت روز ست چه تخصیص برین مقدار نه بر ما عدای آن از اعداد
شهر ثابت است که غالب همین باشد و رجوع بسوی غالب نزد التباس قوی الاساس
ست در اکثر قواعد شریعت و اهل فروع که رسائل طویله درین مسائل نگاشته اند
وصدها ورق نوشته خرافات محض ست و نظر در لون دم متقدم سنت نیست برو رجوع بسوی
عادت نزد التباس در خون حیض و استحاضه

کتاب الصلوة

نماز یکی از اهم ارکان دین و اتم فرائض شرع مبین ست هر که آنرا بعد از وجوب ترک
کند حکم او بیان ست که در احادیث صحیحه آمده امرت ان اقاتل الناس حتی
یقولوا لا اله الا الله ویقیموا الصلوة ویؤتوا الزکوة ویحجوا البیت ویصوموا
رمضان پس هر که این افعال بجا آرد خون و مال او معصوم باشد الا بحق اسلام
و هر که بجا نیارد خون و مال او را عصمت نیست بلکه ما مامور بقتال او و چنانکه رسول خدا صلعم
بدان مامور شده ولیکن توبه مقبول ست پس اگر تارک نماز بتوبه گراید و رجوع نماید بر ما
واجب ست که تخلیه سبیل او کنیم فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة فخلوا
سبیلهم و هر گاه دانیم که وی نمازی را از پنج نماز ترک کرد ایذان او بتوبه بر ما واجب
باشد اگر توبه کرد فبها ورنه او را بکشیم بحکم خدا ومن احسن من الله حکما و اما اطلاق
اسم کفر بر وی پس در احادیث صحیحه ثابت شده و او تعالی تاویل این احادیث
بر ما واجب نساخته و نه ما را بدان اذن داده و از غرائب فقها ست تردد در اطلاق اسم
فسق بر تارک صلوة تا آنکه بعضی گفته اند که جز بترک هر پنج نماز تفسیقش جائز نیست
و بعضی بر ترک پنج نماز هم اطلاق فسق روا نداشته اند بتعلیل آنکه تفسیق جز بدلیل
قطعی نمی تواند شد با آنکه مخالف خود را از راه سوء معتقدات خویش که او تعالی بدان
اعتقاد اذن نداده تا بتکفیر معتقدش چه رسد رمی بکفر می کنند و این تخمین آبگینه است

که در اسلام شکست والله المستعان

باب در بیان مواقیت صلوٰة

در کتاب عزیز امر مطلق نماز ست و وقت خاص از برای هر نماز و بودن آن بهیئت مخصوصه
با شروط مخصوصه بسنت مطهره ثابت شده آیه برآن دلالت نیست نه بمطابقت و
نه بتضمن نه بالتزام و آنحضرت صلعم برای اوقات صلوات علامات حسیه گردانیده
که هر یکی آنرا می داند در فجر طلوع نور را که از اوّل اجزای نهار ست و هر واحد آن را
می شناسد نشان داده و در ظهر زوال شمس و در عصر بلند و پاک و سفید و صاف و زنده
بودن آفتاب و زرد گشتن آن گفته و در مغرب اقبال لیل و ادبار نهار را از اینجا
از اینجا بیان کرده و در عشا غروب هلال را شب سوم ماه و گم گشتن شفق سرخ و ثلث و نصف
شب نشان داده و این علامات بر اکثر ملتبس نمی تواند شد و تعداد نجوم و تقدیر
منازل که بعض فقها کرده اند جز تلبیس تخمین طائفه زیرکان نیست و معاذ الله که چیزی از
شریعت حقه محتاج بسوی علم نجوم مصطلح بمعرفت ساعات محدثه در ربع مجیب و جز آن
باشد بلکه در شرع از این علم نهی آمده و اعتبار آنرا مطلقاً کفر گردانیده تا باعتبار آن
در تحصیل عبادات چه رسد و مستحب ست تاخیر عشا و مکروه ست خفتن پیش از آن و نماز
صبح را در غلس باید گزارد و در مغرب تعجیل باید کرد و در اشتداد حر تبرید ظهر آمده و در
طول فجر از غلس تا اسفار جمع میان روایات ست و اوّل اولی ست

باب در بیان اوقات اضطرار

هر که یک رکعت از صبح پیش از برآمدن مهر دریافت وی نماز بامداد دریافت و هر که
یک رکعت از عصر قبل از فرو رفتن آفتاب ادراک کرد وے مدرک عصر شد و نیست
نماز بعد از صبح تا آنکه مهر برآید مگر دو رکعت سنت صبح و نه بعد از عصر تا آنکه غائب گردد
مگر دو رکعت طواف بلکه این نماز طواف در هر ساعت از روز و شب جائز ست و جنب

وارد را درین باب ترمذی و ابن حبان تصحیح کرده اند و گزاردن نماز و دفن کردن مرده
درین هنگام منهی عنه ست بین طلوع و حین زوال و حین غروب مگر در جمعه که نماز جمعه
در عین زوال مکروه نیست و هر که استاده نماز نمی تواند گزارد نشسته بگذارد پس
اگر نشسته هم نتواند بر پهلو گذارد و ورنه مستلقی ورنه کار باشارت گذارد و سجود را اخفض از
رکوع گرداند و چون بر مصلی صفتی از صفات نماز علیل متعذر گردد بر صفت وارده بطریق
دیگر بجا آرد و آنچه تواند بکند فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِاَمْرٍ فَأْتُوا
مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ و بر وجوب تاخیر نماز بر ناقص الصلوة و ناقص الطهارة دلیلی از کتاب
و سنت نیامده بلکه مشروع ست تیمم نزد عدم ماء وقت حضور زمان نماز و همچنین صاحب
علت که قدرت بر استیفاء طهارت یا نماز ندارد او را گزاردن آن نزد حضور وقت نماز
کیفما امکن جائز ست و مطلوب هم از وی همین قدر ست و اگر این تاخیر بر وی واجب
میبود لامحاله شارع بیانش می کرد زیرا که از احکام عام البلوی ست و درین حکم راجی زوال
علت در آخر وقت و آیس از زوال علت در عین وقت هر دو برابر اند و تحکم در وجوب
تاخیر نمازی از نمازها بر فردی از افراد عباد جز بدلیل مقبول نباشد ولا دلیل علی ذلک
و افضل اعمال گزاردن نماز ست در اول وقت و آن رضوان الهی ست و اوسط رحمت
خدا ست و آخر عفو ست و حدیث ابن عباس در جمع صلوتین بمدینه منوره محمول بر جمع
صوری ست و هو الحق یعنی نماز نخستین را در آخر وقت و نماز دیگر را در اول وقت آن بگذارد
و این هر دو گویا در صورت مجموع اند نه در حقیقت و هر که تجویز مطلق جمع از برای غیر مسافر
ومن لحق به ست بدستش دلیلی نیست و تسویغ جمع از برای مشتغل بمباح مفرط ست چه
اشتغال بمباح نه عذر شرعی ست و نه لغوی و نه عرفی فَقَبَّحَ اللّٰهُ هذا الفهم و ابعد
صاحبه و چون آنحضرت صلعم ابن ام مکتوم اعمی را که جامع بود میان عمی و عدم قائد
و بعد منزل نیز و سمع ندا معذور نداشت آن دیگر کدام ست که اشتغال بمباحات از برای او

عذر باشد در ترجیح افضل عبادات و اعظم واجبات و اولٰی از کان اسلام و با مسامحه
مثل این توسیعات سعه و دور تقصیر بشان این عبادت عظمی ست آری هر که خطی از
تشیع دارد معتقد این جمع ست و لکن هر که باین منزلت بود مستحق خطاب نیست

و ما احسن ما قال الشوکانی فی رح

تشیع الاقوام فی عصرنا ۔ منحصر فی بدع تبتدع

عداوة السنة والثلب للاسلاف و الجمع و ترك الجمع

باب در بیان استقبال قبله

روی کردن بسوی قبله یکی از ضروریات دین ست هر که تحقیقا از ان متمکن باشد
بروی واجب ست مثل کسیکه حول کعبه قاطن و در مکه ساکن و مشاهد وست بدون قطع
مسافت و تجشم مشقت و هر که چنین نیست فرض وی استقبال جهت ست و مراد باین
جهت نه جهت کعبه علی الخصوص ست بلکه قبله ما بین مشرق و مغرب ست هر که در جهت
یمن باشد و جهت مشرق و مغرب می شناسد روی توجه میان هر دو جهت بکند و
همین جهت قبله اوست و همچنین هر که در جهت شام باشد روی میان این هر دو جهت کند
بدون اتعاب نفس در تقدیر جهات زیرا که شرع شریف باین تجشم زیاده دعبا در ابدان
مکلف نکرده اند و محاریب منصوبه در مساجد و مشاهد معموره در بلاد مسلمین که عنایتی بامر دین
دارند مغنی ازین تکلف ست و همچنین اخبار عدول مخبرین کافی ست و هر وحش لیس
در بعض مواطن بر بعض افراد بنا بر عدم ظهور چیزی که بدان سمت قبله شناسد و در ظلمت
لیل یا حیلولت جبال عالیه در ارض غیر معروفه یا تلون طرق مسلوکه او باشد و فرض
چنین کس یا معان نظر در تعرف جهت ست و نزد اعواز امر و اشکال قبله بهر سوی که
خواهد روی کند و این در فرائض ست و در نوافل شارع تخفیف کرده و نماد یه آن بر ظهر
راحله بسوی جهت قبله و غیر جهت آن جائز داشته بلکه تادیه فریضه را در ارض ندیه مطیر

را حیله سوخته کرده و برین قیاس است حکم تادیه فرائض در عجلهٔ ثانی و این خلاصه چیزیست
که در امر قبله بدان متعبد بوده ایم و آن متنی است از تفریعات طویله و تنویعات عریضه مذکوره
در کتب فقهیه

باب در بیان اماکن نماز

در حدیث امر شارع ببناء مساجد در دور یعنی محلات آمده و حکم بتنظیف و تطییب آنها
وارد شده پس افضل صلوة مرد در مسجد باشد و افضل آنکه از برای نماز مسجد بود و نماز
در مسجد حرام برابر صد هزار نماز است و در مسجد مدینه برابر هزار نماز و نیست مباح سفر کردن
و بار بستن مگر بسوی این دو مسجد و مسجد ایلیا و این هر سه مسجد افضل مساجد روی زمین است
و بعد از اینها تفضیل مر مسجد جماعت را باشد و هر مسجد که جماعت آنجا بیشتر است بهتر از مسجد
قلیل الجماعة است و در گزاردن نماز بمساجد بعیده ثبوت اجور در نقل و رفع اقدام است
و تکثیر آثار که شاهد اوست و همچنین مسجدیکه در جوار مصلی است افضل از خانه است اگرچه
حدیث لا صلوة لجار المسجد الا فی المسجد ضعیف است ولیکن طریقهای بسیار دارد و این مناسبات
تفضیل بعض مساجد بر بعض و ما عدای آن و قصر برین مفاضله در فرائض باشد و در
مشروعیت نوافل بفضل آنها در بیوت احادیث بسیار وارد گشته و تخییر در مواطن تضاعف
ثواب صلوة ارض فلاة است و تعلق بصاف در مسجد خطبه باشد و حکم بعدم اجزای
صلوة در موطنی از مواطن ارض که در ان عموماً اذن نماز بوده است و همچنین حکم بکراهت
نماز در ان جز بدلیل پذیرا نیست و مجرد قال و قیل در خور تبدل نباشد و طهارت مکان
نماز واجب است نه شرط صحت نماز و بر متخذین مساجد بر قبور لعنت آمده و در آمدن مشرک
بمسجد منع نیست و انشاد اشعار که خالی از منکرات باشد روا است و جوینده گم شده را
در مسجد لا ردها الله علیک باید گفت و خرید و فروخت کننده را دعای لا اربح الله
تجارتک باید داد و از اقامت حدود و قصاص در مساجد نهی آمده و برای سعد بن معاذ

خیمه در مسجد زدند و حبشه دران بازی پرداختند و کنیز سیاه خیمه خود در مسجد داشت و بها
در مساجد از اشراط قیامت ست و تشیید و زخرفت مساجد ممنوع ست و افگندن نخاعه
در مسجد اجر او دارد و از نشستن در مسجد منتظر آمدن مردم و دو رکعت تحیت نهی آمده ست باشد

باب در بیان لباس مصلی وغیره

مجموع ادله وارده درین باب دال اند بر وجوب لبس ثیاب طاهره و ستر عورت و آنچه
منفیه ست طلبیت باشد ودران موجود نیست و حدیث عدم قبول نماز حائض مگر بخمار اگر صحیح
باشد برای استدلال بر شرطیت تام ص بود درزن وآنچه عدمش مستلزم عدم صلوة
باشد آن شرط یا رکن ست و واجب آن نماز دریافت باشی که هر که چیزی از عورتش
بنماز نمایان شد یا در جامه ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح ست و در اثم بطلانش
مطالب بدلیل مجرد او امر بستر یا تطهیر نافع او نیست زیرا که غایت افاده اش وجوب ست
و جائز ست التحاف بجامه کشاده بمخالفت میان هر دو طرف آن و اگر تنگ باشد
ازار کافی ست و بیک جامه که چیزی ازان بر دوش نباشد نماز نباید کرد بنا بر عدم
امن از کشف عورت و جائز ست نماز زن در درع سابغ که منتهی بظهور هر دو قدم او باشد
و از نماز در مقبره و حمام و معاطن ابل و قارعة الطریق و بالای پشت کعبه و مزبله و
مجزره نهی آمده و حرام ست نماز گزاردن بسوی قبور و نشستن بر آنها و هر که بمسجد در آید منتظر
بنعل خود نگرد اگر دران اذی یا قذر بیند مسح نعل کند و دران نماز بگزارد و طهور اذی نعلین
تراب ست و درود نیست سخن کردن عمداً در نماز بلکه دران تسبیح و تکبیر و قرائت قرآن می باید
و از برای مردان تسبیح و از برای زنان تصفیق در نماز نزد سهو امام جائز ست و گریستن
مشروع اگرچه با آواز باشد و تنحنح و بسط کف بجواب سلام و حمل و وضع اطفال حال خرد
در سجده و قیام در حالت امامت و قتل مار و کژدم عمل کثیر نیست و احادیث وارده درین اعمال
در نماز بصحت رسیده و طریق معرفت فعل کثیر نزد ما آنست که متکلم درین مورد افعال صادره

از آنحضرت صلعم منظر کند مثل حمل امامہ بنت ابی العاص و طلوع و نزول و از منبر در حالت نماز و نحو آن از انچہ نہ از برائے اصلاح نماز بوقوع آمدہ پس آن را در حکم غیر کثیر دارد و ہمچنین ہر چہ در تو عش بقصد اصلاح نماز بودہ است ہمچو خلع نعل و اذن بمقاتلہ لحیۃ و عقرب و نحو ہما آنہم بالاولی کثیر نیست و ہر چہ خارج ازین افعال و افعہ و اقوال مسوغہ ست کردن آن نا مشروع باشد و مرجع در مفسد یا غیر مفسد بودن آن از برائی نماز دلیل ست اگر دلالت کند بر یکے از دو طرف عمل بران باشد و اگر نکند پس اصل صحت ست و فساد خلاف اصل ست مصیر بسوی آن جز نزد قیام دلیل دال بر فساد نمی تواند شد و لکن چون مصلے کارے بکند کہ مجرد عبث ست و بدان از ہیئت مؤدی این عبادت بیرون آید مثل اشتغال بجملے از اعمال کہ مدخلی در نماز ندارد و نہ در اصلاح آن مثل حمل اثقال و خیاطت و نسج و نحو آن پس بے شبہہ این کس مصلی نیست و قول بفساد نماز مثل بحیثیت آنست کہ کارے منافی نماز بجا آوردہ و اعجب من فعل العامۃ الجھلۃ و اغرب سکوت العلماء وائمۃ الدین عن الانکار علی من جعل المعروف منکرا و المنکر معروفا و تلاعب بالدین و بسنۃ سید المرسلین و کلام ساہی مفسد صلوٰۃ نیست

باب در بیان سُترہ

گذشتن از پیش مصلے گناہ سخت ست اگر داند چہل سال استادہ ماند مگر از پیش وے نگذرد و کافی ست سترہ بمقدار چوب پسین پالان شتر و این جائی ست کہ نماز در صحرا یا گذرگاہ مردم بگذارد و فرق میان سترہ و مصلی بقدر جائے سجدہ بس ست و اتخاذ سترہ مستحب ست اگرچہ بیک تیر باشد و بہتر آنست کہ سترہ بر یمین یا شمال بود نہ رو برو چشم و روا ست مقاتلہ باکسے کہ میان سترہ و مصلی بگذرد و حدیث خط کشیدن نزد نبودن سترہ حسن ست

باب در بیان حث بر خشوع در نماز

دست نهادن بر تهیگاه در نماز ناجائز است فعل یهود باشد و کراهت در طعام
قبل از نماز نزد اجتماع هر دو ثابت است بلکه بدان امر حق شده حتی که تاخیر نماز است زیراکه
مشغله راحت رو برو است و التفات در نماز اختلاس شیطان است از نماز بنده و
اگر لابد باشد پس در تطوع بود و بصاق انگندن اگر روا باشد زیر قدم و جانب شمال
نه روبرو و جانب راست و بهتر آنست که سوره و نقوش روبروی چشم مشغله نبود که کفی است
و نظر کردن بسوی آسمان در نماز منهی عنه است و نیست نماز در حالت غلبه اخبثین و تثاوب
از شیطان است تا امکان باشد کظم کند و دهان بربندد

باب در بیان اذان

آنحضرت صلعم بر خواب عبد الله بن زید امر بتعلیم اذان ببلال فرمود پس حجت بر وجوب آن
امر نبوی است نه رویای مرئیه او و مشتمل است باین امر تقریر وے صلعم طول حیات
از برای موذنین در هر روز پنج بار و جائز است اذان محدث اگرچه طهارت افضل است
و حدیث لا یؤذن الا متوضی ضعیف است و بلال انگشت سبابه نزد اذان در گوش
می نهاد و در ترجیع الصلوة خیر من النوم می افزود و تشبیه در اثبات حی علی خیر
العمل بدلیل یا رواز تا آنکه این تثویب را از جمله شعارات گردانیده اند و تا فی آن ایتهام
در تب یع آن اند دوانده محدثات می انگارند باآنکه در تحیا امر تین بخطیب صریح است
چه مسئله اجتهادی ظنی است بوجهی یکی از منکر ثابت نگیرد نسبت آن بعترت آنست که اگر از
وجه صحیح مرفوع ثابت شود واجب القبول باشد زیراکه قبول زیادت غیر منافی در
اصول متقرر شده و اگر قاصر ازین درجه است متبع نیست و من الضعف حی ده
وقت قدحد الاتطریب و لا تقویل و لا تثنیع و لا تنسیم در اذان تثنیه و ترجیع
و ترجیع همه ثابت است و همچنانکه اولها اقامت آمده همچنان تشفیع آن نیز وارد گشته
مگر تقلیل در آخر کلمه تسبیت و در روایت استثنای قد قامت الصلوة

آمده و متقدم از متاخر معلوم نیست پس جمع میان هردو متوجه شود و عمل بزیادت وارده از وجه صحیح ثابت ست پس برین تقدیر اقامت مثنی مثنی باید جز تهلیل در آخر هذا هو الذی ینبغی القول به علی ما یقتضیه الاصول و گردن پیچیدن نزد حی علی الصلوة و حی علی الفلاح بسوی چپ و راست بدون استدارت از بلال ثابت شده و این اذان و اقامت در نماز عیدین نباشد و از برای فائته و منسیه مشروع بلکه مرغب فیست و در جمع صلوتین یک اذان و دو اقامت مجزیست و یک اقامت هم از آنحضرت صلعم در مزدلفه در نماز مغرب و عشا آمده و سامع ندا ماموریست بآنکه آنچه موذن گوید وے نیز همان کلمات بگوید جز حیعلتین که آنجا لاحول ولا قوة الا بالله گوید و موذن چنان باید که اجرت نه گیرد و مستحب ست ترسل در اذان و تعجیل در اقامت و فاصله میان هردو بقدر تناول طعام باشد و اقامت گفتن حق موذن ست و موذن املک ست باذان چنانکه امام املک باقامت ست و دعائیکه میان اذان و اقامت کنند مردود نیست و هرکه نزد شنیدن بانگ نماز این دعا بخواند اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمدن الوسیلة والفضیلة وابعثه مقاما محمودن الذی وعدته وی خور شفاعت آنحضرت صلعم باشد روز قیامت

باب در بیان صفت نماز

وقتیکه اراده نماز کند اسباغ وضو نماید و رو بجانب قبله کند و تکبیر تحریم برآرد و لفظ آن الله اکبر ست و نزد این تکبیر هردو دست خود تا هردو گوش یا دوش بردارد والکل سنة واحادیث هذا الرفع متواترة و دست راست بر دست چپ بربندد و خواه بر سینه نهد یا زیر ناف یا میان هردو و احادیث وارده درین باب قریب بست حدیث ست و احدی از اهل علم ذات قبیح نکرده و انکار ش شک نیست که از علامات آخر زمان و دلائل حضور قیامت و قرب ساعت ست و هردو پا را برابر کند و نظر را بر جای سجده کوتاه سازد و اطراف بدن را جمع کند و دعاے

استفتاح بخواند و در این و ما جیئها بالبعث رسیده و همه خبر لیست و اصح آنها اولی بر
وقوف بران از نظر در مختصری از مختصرات فن حدیث شریف ممکن ولکن
و بعد ما نقل هذه المذاهب باهلها بعده تعوذ خواند و در تعوذ هم صیغها آمده و ا
اصح آنهاست نزد ائمه حدیث پس بسمله گوید و در بسمله خلافست از چند جهت و ادله
در آن منازعات کثیره است و حق آن است که بسمله قرآن است و آیتی است از هر سوره و
نماز جهریه بجهر و در سریه بسر باید خواند بعده سورهٔ فاتحه بخواند اگرچه در پس امام باشد زیرا که
بی فاتحه نه نماز صحیح است و نه ادراک رکعت معتد به و همراه فاتحه سوره از سور قرآن ضم نماید
و قراءت قرآن به ترتیل و مد حروف و به وقف بر فواصل آیات بکند و در ظهر و عصر مخافتت
خواند و در صبح و دو رکعت مغرب و دو رکعت عشا بجهر خواند و چون امام جهر کند ماموم خاموش
مانده بشنود و جز فاتحه هیچ نخواند و خواندن فاتحه در سکتات امام یا بعد ختم قراءت فاتحه
از امام چیزی نیست آری ماموم فاتحه بنهجی خواند که موجب تشویش امام نگردد و امام
امام آمین گوید از آنحضرت صلعم دو سکته آمده یکی مابین تکبیر و قراءت دیگر میان فاتحه و
سوره و در نماز صبح شصت آیه بخواند و در عشا سبح اسم و اللیل و مانند آن و تطویل است
ظهر بر فجر و عصر بر عشا در بعض روایات و ظهر بر عشا و عصر بر مغرب در بعض دیگر و در مغرب
قصار مفصل خواند و چون برکوع رود هر دو دست خود تا هر دو گوش یا هر دو دوش بردارد
و همچنین دیگر سر خود از رکوع بردارد رفع یدین بجا آرد و در سجود رفع یدین نیست و نزد
قیام بر رکعت سوم هم رفع یدین بکند و این از آن هیئات است که باری آنحضرت صلعم
کرد و باری نکرد پس فاعل آن مثاب باشد و تارک آن غیر ملام مگر آنکه انکار کند از
سنیت آن بعده در هر خفض و رفع تکبیر گویان برود و برخیزد و از هیئات رکوع آنست
که هر دو کف دست خود بر هر دو رکبهٔ خود بگذارد و انگشتان را زیر تر از رکبه وا دارد
و همچو قابض و هر دو آرنج خود از شکم کناره گیرد و چون بایستد سمع الله لمن حمده

گوید و ظاہر ادلہ آنست کہ امام و منفرد جمع کنند میان سمعلہ و حمدلہ چنین گویند سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ ذو موتم اگرچہ احتمال است الصواب جمع میان ہر دو دست و سر را برابر پشت دارد و در وجوب طمانینت در حال رکوع و سجود خود ہیچ خلاف نیست آرے در حال اعتدال از رکوع و میان ہر دو سجدہ خلاف ست و حق آنست کہ این اعتدال درین ہر دو موطن از آنکہ فرائض نماز ست و اطالتش مشروع و بالجملہ اصل اطمینان در رکوع و سجود و ہر دو اعتدال رکنے از ارکان نماز تمام نمی شود نماز بدون آن و طول لبث زیادہ بر طمانینت از سنن مؤکدہ ست نہ از واجبات زیراکہ در حدیث مسئی مذکور نیست چہ مرجع جملہ واجبات صلوٰۃ ہمین حدیث مسیئی ست ہر چہ را آنحضرت صلعم دران حدیث ذکر کردہ واجب ست و انچہ ذکر نکردہ واجب نیست لیکن روایات این حدیث متشعب آمدہ و در بعض چیزی ثابت شدہ کہ در بعض دیگر ثابت نگشتہ مرید تحقیق حق را واجب ست کہ بعد از جمع جملہ طرق صحیحہ حکم بوجوب یا شرطیت یا رکنیت چیزی بکند کہ حدیث مسیئی مشتمل بر وست بحسب اقتضائے دلیل و ہر چہ ازان خارج باشد خارج از نہا ست شیخ الشیوخ ما رحمہ اللہ تعالے در شرح منتقی ہمہ طریقہا را یک جا گرد آوردہ و از ہیئات سجود این ست کہ ہر دو رکبہ پیش از ہر دو دست بر زمین نہد و ہر دو دست را چندان دور دارد کہ سفیدی بغل ظاہر گردد و سر انگشتان ہر دو پای جانب قبلہ گرداند و چون سر از سجدہ برآرد ہر دو دست پیش از رکبہ بردارد و نہادن بینے با پیشانی در سجدہ اکمل و اتم ست و از ہیئات مابین السجدتین آنست کہ بر پای چپ نشیند و پاے راست ایستادہ دارد و ہر دو کف دست بر ہر دو زانوی خود بنہد و ذکر رکوع و سجود سبحان ربی العظیم و سبحان ربی الاعلی ست و غیر آن و در تقیید بعدد مخصوص دلیلی وارد نشدہ بالجملہ تقدیر لبث نبوی کہ از صحابہ درباره رکوع و سجود آمدہ مختلف ست و تطویل در نماز یکے از سنن ثابتہ ست

مادام که مصلی امام نباشد و اگر امام ست نه رود رنگ سبکترین ایشان بگذارد و گما ارست الیه
صلعم آنرا بیات قعده آنست که پای چپ نشیند و پای راست استاده کند و تقدیم پای
چپ و نصب پای راست و جلوس بر مقعد هم مروی شده و آنجا بهر صفت که نشیند از
تربیع و تورک و افتراش جائز باشد و اختلاف ائمه در سنیت ست و اشبه آن می نماید
که مؤدی بر صفت مرویه بهر صفت که باشد مؤدی سنت ست و تحسین عقد پنجاه و سه
بر بندد و بسبحه اشارت کند و این اشارت سنت ثابته صحیحه ست و قبض دو اصبع و حلقه
باقی نیز آمده و الکل سنة و در تشهد صیغها وارد شده و اصح آن تشهد ابن مسعود ست پس
تشهد ابن عباس و عمر و در هر چند در حدیثی از احادیث حاکیه فعل وی صلعم ترک تشهد هیچگاه
ثابت نشده لیکن این قدر مثبت وجوب آن نیست اگر چه بیان مجمل واجب باشد و
حدیث صلوا کما رأیتمونی اصلی بیان منضم گردد چه اقتصار در حدیث مسیئ بر بعض
افعال دون بعض مشعر بعدم وجوب شئ غیر مذکور در آن ست و در احادیث صحیحه تشهد
که در آن لفظ قولوا آمده هر چند که اصل امر از برای وجوب ست لکن این امر بحدیث مسیئ مصروف است
از حقیقت خویش و نیز امر در بعض تشهد از برای تعلیم کیفیات ست و تعلیم کیفیات اگر چه
بلفظ امر باشد دال بر وجوب نیست و ظاهرا ادعیه وارده در تشهد شامل هر دو تشهد ست
مگر آنکه در تشهد اوسط تخفیف خوب ست چنانکه دلیل بر آن وارد گشته و آنچه منقول در آن تشهد
ابن مسعود ست با اتمام صلوة بر آنحضرت صلعم باخصر لفظ و این منافی تخفیف مشروع نیست
و این تشهدات بحرف حرف قرآن شریف بهم ماننده و کافی ست و تخیر با الفاظ صلوة
بر آنحضرت صلعم که از وجه معتبر وارد گشته همه اش مجزی ست و تخصیص بعض دون بعض چنانکه
بعض فقها کنند قصور باع و تحکم محض ست آری اختیار اصح از الفاظ تشهدات و صیغ صلوات
و تاثیر آن با اقرار ما جرای غیر آن از وارده اختیار افضل از متفاضلات و از صیغ جهر
بعلم استدلال وارد شده است و قول تسلیمتین احتمال جمیع وارد ست بخلاف قول بیک تسلیم

که دران هذا را اکثرا دله بدون مقتضی ست واما آنکه این تسلیم واجب یا غیر واجب ست پس مرجع همان حدیث مسیئی ست و هر چه دران ذکر نیافته غیر واجب ست مگر آنکه ایجابش بعد از تاریخ حدیث مسیئی بوجهی ثابت گردد که صرفش ممکن نه باشد و توجه قبل از تکبیر احرام ثابت نشده و در رکعت سوم مغرب و دو رکعت آخر ظهر و عصر و عشا صرف قراءت فاتحه در هر رکعت ثابت ست و حاصل ادله در بارهٔ قنوت آنست که در نوازل مشروع ست و نزد عدم آن نامشروع بدون فرق در میان نماز صبح و جز آن و این در فرائض ست اما در غیر آن پس در نماز وتر حدیث حسن سبط رضی الله عنه وارد گشته و ظاهرش آنست که آن دعا من جملهٔ ادعیهٔ نماز ست که درین محل مخصوص هر یکی را می باید گفت و اگرچه در حدیث مذکور مقال ست لکن نه چنان که او را در حسبهٔ اعتبارش بیفگند و غیر این حدیث معارض این حدیث نیست و هر کرا در نماز حدث عارض شود او را باید که بدان نماز ابتدا نکند بلکه باستینافش بپردازد زیرا که اثر و نظر هر دو بران دلالت دارند و حدیث لیبن علی صلوته ضعیف ست حجت را نشاید و حدیث ولیعد الصلوة که نزد اهل سنن ست ابن حبان تصحیحش کرده

باب در بیان سائر اذکار نماز

دعای وجهت وجهی للذی الخ را مسلم از علی رضی الله عنه بن ابی طالب بعد از تکبیر احرام مرفوعا روایت نموده و گفته که در نماز شب بود اما از شافعی و ابن خزیمه آمده که در نماز فرض بود و در حدیث متفق علیه ابی هریره اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ الخ آمده و سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ نزد مسلم بسند منقطع و نزد دارقطنی بسند موصول مرویست لیکن موقوف بر عمر بن خطاب ست و در حدیث ابی سعید مرفوعا بعد از تکبیر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ آمده و این حدیث نزد احمد و ابی داود و نسائی و ابن ماجه و ترمذی همگنان ست و آثار در خفض و رفع آمین هر دو وارد شده

بصحت رسیده وثانی اولی ترست از اول وتخییر در بر قراءت آن است سبحان الله
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ نیز
وحدیث وارد درین باب صحیح ست ودر ظهر وعصر در دو رکعت اولی اسماع آیه احیاناً ثابت
طول رکعت نخستین جائز باشد وتقدیر قیام در دو رکعت اولیین ظهر وعصر مختلف آمده
بقدر سوره سجده در ظهر وبقدر نصف آن در عصر وارد شده وهم اطالت ظهر وتخفیف عصر
آمده ودر مغرب قراءت قصار مفصل ودر صبح قراءت طوال وارد گشته ودر مغرب خواندن
سوره طور مروی شده ودر نماز بامداد روز جمعه سوره سجده وسوره دهر خواندن با دوامت
بران ثابت گشته وجائز ست سؤال وتعوذ نزد آیه رحمت وآیه عذاب در نماز وخواندن
قرآن در رکوع وسجود ممنوع ست وتجمله از اذکار این هر دو ست سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا
وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وثبوت تکبیرات انتقال بحدیث متفق علیه صحیحین ست و
از اذکار رکوع ست دعاء مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الخ وسجده بهفت عضو می باید کرد
جبهه با انف ودستها ورکبتین واطراف قدمین واین نیز متفق علیه ست ومیان هر دو سجده
این دعا آمده اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وجلسه
استراحت سنت ست وبسنت صحیح ثابت گشته ووضع رکبتین در سجده قبل از یدین سنت
ودر قعده دست راست بر رکبه یمنی ودست چپ بر رکبه یسری نهادن وبعد تشهد
وصلوة دعای خوش آید وی ترخواندن خواه ماثور باشد یا غیر ماثور ثابت شده ودر ادعیه
ماثورات صحیح چیزی فروگذاشت نشده است که حاجت بغیر افتد ووارد شده است امر
بتعوذ از چهار چیز بعد از تشهد اخیر در حدیث متفق علیه ولفظ آن اینست اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ
مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ
الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وآنحضرت صلعم ابوبکر صدیق رضی الله عنه را خواندن این دعا در
نماز آموخته اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ

مغفرۃً من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم و این در حدیث متفق علیہ
و در تسلیم زیادت وبرکاتہ باسناد صحیح ثابت گشتہ ومنجملہ اذکار دبر صلوۃ مکتوبہ یکی
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر بودست
کہ در حدیث متفق علیہ صحیحین ثابت گشتہ وبزار وطبرانی یحیی و یمیت وھو حی لا یموت
وابن السنی بیدک الخیر ہم زیادہ کردہ اند ودیگر دعاے اللھم لا مانع لما اعطیت
ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد ست
دیگر اللھم انی اعوذبک من البخل الخ ست ودبر صلوۃ شامل مابعد تشہد ومابعد تسلیم
ہر دو ست ونزد انصراف از نماز سہ بار استغفار وارد ست ولفظ آن استغفر اللہ الذی لا
الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ ست وبعد از استغفار اللھم انت السلام
ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام وارد شدہ ودر پس ہر نمازے
وسہ بار گفتن ہر یکے از سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر وتمام کردن شمار صد
بکلمہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر
موجب مغفرت خطایاست اگرچہ ہمچو کف دریا باشد ودیگر دعائیست کہ آنحضرت صلعم معاذ
بن جبل آموختہ وبخواندن آن در پس ہر نماز امر فرمودہ اللھم اعنی علی ذکرک و
شکرک وحسن عبادتک وہر کہ آیۃ الکرسے را در دبر ہر صلوۃ می خواند او را جز موت مانعے
از دخول جنت نیست ودر روایتی زیادت سورۂ اخلاص ہم آمدہ وبالجملہ تاسی بجناب نبوت
در افعال واقوال صلوۃ واجب ست بنص صلوا کما رأیتمونی اصلی

باب در بیان سجدۂ سہو وتلاوت وشکر

مصلی مخیرست در سجدۂ سہو خواہ پیش از سلام کند خواہ بعد از سلام وجزم بآنکہ محل این سجدہ
بعد از سلام ست فقط یا پیش از سلام فقط طرح بعض احادیث صحیحہ ست بلا موجب بمجرد
مخالفت قول فلان وبہمان واین تخییر در جائیست کہ آن سہو موافق سہو نبوی نیست

در پیش یا پس بودن سلام و اما سهو که موافق سهو آنحضرت صلعم باشد پس لائق آنجا
موافقت نبویست و ایقاع سجود در جای سجده آنحضرت صلعم با موافقت وجود و این
مواضع خمسه مشهور است مشتغل بعلم سنت مطهره شناسای آنهاست و شک نیست
که حق سهو مکرر سجده سهو است نزد تکرر سهو و این دو سجده باشد از برای یک سهو و نزد شک
در رکعات که سه گذارده یا چهار طرف شک را بنا بر یقین نماید و تحری صواب کند و سجده را
بجا آرد و هر که بر دو رکعت بایستاد اگر راست شده است ننشیند و اگر راست نشده است
بنشیند و در حالت اولی سجده کند و درین حالت سجده نیست و بر سهو تسبیح سهو ثابت نشد
ابو هریره گوید با آنحضرت صلعم در سوره اذا السماء انشقت و سوره اقرأ سجده کرده ایم و ابن عباس
سجده ص را از عزائم سجود نمی دارد و در بعض روایات سجده کردن آنحضرت صلعم ذکر کردن
سجده در ص و سوره نجم آمده و خالد بن معدان گفته سوره حج را بفضیلت دو سجده باشد
و عمر بن خطاب گفته ما بر سجده ها می گذریم پس هر که از شما سجده کرد خوب کرد و هر که نکرد بر وی
گناه نیست و گفت ان الله لم یفرض السجود الا ان نشاء و بالجمله سجده تلاوت در نماز
و خارج از نماز هر دو روا است و در حدیث ابن عمر تصریح سجده تلاوت از آنحضرت صلعم در
نماز آمده و هم از فعل خلفای راشدین و من بعدهم ثابت گشته مگر این سجده واجب نیست
و هو الحق چه فعل و ترک آن هر دو آمده و این خاتمه نیز و اسبست ابی بکره گوید چون آنحضرت
صلعم را امری خوش کننده می آمد در سجده می افتاد بنا بر شکر خدا و در حدیث عبد الرحمن بن
عوف تصریح است باین معنی حیث قال ان جبریل اتانی فبشرنی فسجدت لله شکرا
رواه احمد وصححه الحاکم و چون علی مرتضی خبر اسلام همدان بآنحضرت صلعم
رسانید سجده شکر بجا آورد و تنها سجده بدون رکعات خود یک عبادت مستقله است
اعنی علی نفسک بکثرة السجود و شامل آن نص است بر آن و ایراد حافظ این حدیث
را در نماز تطوع نه از باب صناعت فقه است بلکه از وادی تفسیر در نظر است

باب در بیان نماز تطوع

در ادلهٔ این باب صور مختلفه آمده دو رکعت پیش از ظهر و دو بعد از آن و دو بعد از مغرب
در خانه و دو بعد از عشا در خانه و دو قبل از صبح در حدیث متفق علیه از ابن عمر مرفوعا آمده و هم
دو رکعت بعد از جمعه در خانه در صحیحین ثابت شده و از عائشه رض در بخاری چهار رکعت پیش از
ظهر مروی شده و بشدت تعاهد بر دو رکعت قبل از فجر ثابت گشته تا آنکه در حقش خیر
من الدنیا و ما فیها وارد شده و بر گزاردن دوازده رکعت تطوع در یک روز و شب
بنای بیت در جنت آمده و آن چهار رکعت پیش از ظهر است والباقی کما تقدم و در روایتی
بعد از ظهر نیز چهار رکعت وارد شده و بر آن وعدهٔ تحریم او بر نار رفته و چهار گزارنده را
قبل از عصر دعای رحمت فرموده و دو رکعت را پیش از مغرب بر مشیت مصلی گذاشته
و در دو رکعت پیش از صبح تخفیف شدید مروی گشته تا آنکه عائشه رض گفته اقرأ ام الکتاب
نعم ام لا و در این هر دو رکعت قرائت سورهٔ کافرون و قل هو الله آمده و بعد از این هر دو اضطجاع
بر شق ایمن سنت است و بدان امر وارد گشته و نماز شب هم دوگان دوگان و هم چهارگان
آمده و وتر در خوف صبح یک رکعت وتر گزاردن بس است و بعد از فریضه نماز شب افضل نمازهاست
و وتر حق است بحدیث مسلم لیکن واجب نیست معهذا قضای آن ثابت است و وقتش میان
نماز عشا تا طلوع فجر باشد و در بارهٔ آن هی خیر لکم من حمر النعم آمده و در رمضان و غیر
آن زیاده بر یازده رکعت بثبوت نرسیده و با دو سنت صبح سیزده رکعت می شود و در
روایتی سیزده آمده مگر با پنج رکعت متصل وتر و نیست دو وتر در یک شب باین طریق
که یکی در اول شب و دیگر در آخر شب بگزارد و هر که صبح دریافت و وتر نگزارد از برای او
وتر نباشد و قضای وتر نزد صبح یا نزد یاد آمدن باشد و هر که عدم قیام را در آخر شب ترسد
وی در اول شب وتر بگزارد و معتمد قیام را گزاردنش در آخر شب افضل است چه نماز آن هنگام
مشهود است و حدیث ایتار به سه رکعت ضعیف بلکه غیر ثابت است بلکه از آن نهی آمده پس

احتیاط در ترک ایتار به سه رکعت باشد و ایتار بیک رکعت و پنج رکعت و هفت رکعت و نه
رکعت بصحت رسیده و دران سعت ست و ایتار به سه رکعت و نجات ست ایضا
و حدیث بتیراء بی اصل ست و احادیث ایتار بیک رکعت اکثر من ان تحصی ست و آن
صالح تخصیص عمومات ست که در ادنی طبقه از صحت باشد آنچه صحت تعدد آن برسد تا زد
شب با ایتار به ترپ سیزده صفت ست چنانکه ابن حزم در محلی ذکر کرده جنس حصر تردد در
سه رکعت خیچ عمل مقصود باج بیش نیست و نماز چاشت چهار رکعت و زیاده چنانکه
تواتر آمده و این هم آمده که جناب نبوت آنرا نخوانده لیکن مثبت مقدم ست بر نافی و ورود
حدیث غریب و عده بنای قصر در بهشت برده او و ده رکعت ضحی آمده و هشت رکعت هم مروی
گشته و وقت صلوة اوابین نزد سوختن پای بچه شتر از گرمی ست

باب در بیان قضای فوائت

زعم بعض اهل علم آنست که دلیلی برین باب نیست چه هر نمازی که از آن سهو واقع شد یا
در وقت آن بخواب رفته مقتضی نیست بلکه مؤداه ست در همین ذکر بجا آرد و این کلام
صحیح و رجیح ست مگر آنکه اندراج قضای نمازیکه عمدا ترک شده تا آنکه وقتش بگذشت زیر
قول وی صلعم در خبر خثعمیه فدین الله احق ان یقضی بعید نمی نماید و خلاف ست
میان ائمه اصول در آنکه وجوب قضا بدلیل وجوب ادا ست یا بدلیل دیگر پس اگر صواب
اول ست وجوب قضا منتفی باشد از شخصی که بعد از موت ابوین مسلمین در قلل جبال
نشو و نما یافته و از احکام شرعیه حرفی بگوشش نرسیده با انتفای دلیل وجوب ادا چه
علم شرط تکلیف ست و اگر ثانی ست پس اندراجش زیر عموم وجوب قضا بعید نیست و تو
او ست وجوب تادیه صلوة متروکه بعد از خروج وقت آن با برتا هم مساهی با آنکه این نماز
در وقت مضروب لها مکلف بتادیه نبود نزد الله مگر آنکه از برای سببیت علم بوجوب
تاثیری مقرر گردانند و مثل این کلام در باره اسلام آرنده بدار الحرب نیز جاری می گردد

کافری مسلمان شود بروے خود در ہیچ حال وجوب قضا نیست زیراکہ آنکہ قائل ست بآنکہ کفار مخاطب بشرعیات نیند نزدش وجوب در حال کفر منتفی ست وآنکہ قائل بآنکہ مخاطب اند خطاب را باعتبار ثواب و عقاب مقرر می گردانند نہ باعتبار وجوب ادا یا قضا چہ اسلام قاطع ماقبل خود ست بلاخلاف وظاہر آنست کہ حکم مرتد حکم دیگر کفار ست در عدم وجوب قضا بنا بر صدق دلیل بروے ہمچو صدقش بر کفار وفی علیہ ملحق بنائم وساہے ست و دلالت نمی کند دلیلی بر وجوب قضای نمازی کہ بغیر عذر شرعی متروک گشتہ وشک نیست کہ تقدیم مقضیہ بر مؤداۃ و تقدیم اولے از مقضیات بر اخرے اولی و احب ست واگر نمی بود درین باب مگر ہمین فعل آنحضرت صلعم روز خندق ہر آئینہ کفایت می کرد ولیکن سخن در تحتم این ترتیب وعدم جواز غیر او ست ومحل نزاع قبل از دخول در صلوۃ مکتوبہ ست نہ بعد از دخول کہ بعد از دخول امضای آن واجب باشد وھذا ابمکان من الظھور لا یخفی

باب در بیان نماز جماعت وامامت

ثواب نماز جماعت نسبت بہ نماز تنہا بست وپنج جزء بلکہ بست وہفت درجہ است وہر کہ حاضر جماعت نہ گردد در خور آنست کہ آہنگ سوختن خانۂ او کنند ونماز عشا وفجر گران تر باشد بر اہل نفاق ونابینا کہ اذان بشنود بروی اجابت ست تا آنکہ در روایت موقوف وارد شدہ کہ ہر کہ ندا بشنود ونیاید نمازش نیست مگر آنکہ عذر داشتہ باشد وہر کہ نماز در خانۂ خود بگذارد باز بمسجد آمد وجماعت می شود باید کہ با امام نماز بگذارد وہر نماز کہ باشد اگرچہ خلاف ست در آنکہ نافلہ اول ست یا ثانی وراجح آنست کہ ثانی ست و حدیث فانھما لکما نافلۃ اگرچہ دربارۂ نماز بامداد وارد شدہ لیکن شامل جمیع صلوات ست واعتبار بعموم لفظ باشد نہ بخصوص سبب پس حکم بعدم دخول در مغرب وعصر صحیح نیست وبالجملہ جماعت آکد سنن واعظم شعائر اسلامیہ وافضل قرب ونیہ ست وعندنا نماز منفرد

جز بیت و جماعت فریضه متحتم نیست بنا بر تعارض ادله و حضور زنان در جماعت ثابت
لا تمنعوا اماء الله مساجد الله و نحو آن شامل شاه و مجوز ست و لهذا از بعض صحابه
آمده که وی پسر خود را به منع دشنام داد و دران بنا بر مخالفت حدیث برو می افراد و
و قالت صدیقه که میل بسوی منع داشت و مظنه فتنه می کرد این مبنی از باب حمل مصالح
و سد ذرائع بود و در نه معلوم ست که دلیل بر خلاف این منع دال نیست و قصد و متابعت
اتمام ست با امام تکبیر و رکوع و سجود و قیام و قعود از پس امام بکند نه پیش از وے و چون
امام سمع الله لمن حمده گوید مقتدی اللهم ربنا لك الحمد گوید و تقدم در صف اول مستحب ست
و نفل نماز مرد در خانه ست مگر مکتوبه و امام را بتخفیف نماز امر شده و ارشاد به خواندن
والشمس و سبح اسم و اقرأ و واللیل در عشا رفته و معاذ را بر تطویل افتان انت یا
معاذ خطاب فرموده و در روایتی صحیح آمده که چون امامت کند سبکی کند و رعایت
جانب مؤتمین نماید زیرا که در ایشان خرد و پیر و ناتوان و صاحب حاجت ست و اگر تنها ست
چنانکه خواهد بگذارد و انتظار امام در رکوع اگر بودی تضرر مؤتمین نشود نا مشروع ست
ورنه لا باس به باشد بنا بر آنکه از باب معاونت بر بر و تقوی ست و در حدیث انتظار
آنحضرت صلعم تا آنکه سمع قدم نشنود بعض رواة مبهم و بعض لا یعرف اند و صحیح است نماز
قائم خلف قاعد معذور خصوصا در میکه آن معذور را مرتبه از مزایای دینیه باشد و
همچنین جائز ست نماز مفترض خلف متنفل و بالعکس و اصل صحت اقتدای هر مصلی
بهر مصلی ست و هر که از عم باشد که بعض صور ممنوع ست بروی آوردن دلیل واجب ست
و نیست دلیل و اقدم در امامت اقرأ لکتاب الله ست پس اعلم بسنت پس اقدم در هجرت
بعده اقدم در اسلام یا سن و امامت مرد در جای سلطان مرد دیگر و قعود در خانه اش بر
بر وسادهٔ او و نحو آن ناجائز ست مگر باذن او و جائز نیست امامت زن از برای مرد و
امامت اعرابی از برای مهاجر و نه امامت فاسق از برای مؤمن لیکن سند این حدیث

وواهی ست حجیت نشاید و وزن را میرسد که امامت زنان بکند و دلیلی صریح صحیح که مانع از امامت
نهی از برای مرد باشد نیامده مگر ظواهر مثل حدیث لن یفلح قوم ولوا امرهم امرأة
و نحو آن و امامت رجل از امامت نساء که همراه شان مرد نباشد پس دلیلی دال بر عدم جواز آنست
معلوم نیست و صحیح ست امامت طفل نابالغ و نیست دلیل بر اعتبار بلوغ و عدالت در امام
نیست نزاع در آنکه نماز در پس کامل العدالة ذات العلم الکثیر الورع افضل و اجب ست
بلکه نزاع در آنست که عدالت امام شرطی از شروط جماعت باشد بلکه ثابت شده است
عدم اعتبار مثل حدیث یصلون لکم فان اصابوا فلکم و لهم وان اخطأوا فعلی
انفسهم او کما قال و این حدیث صحیح ست و بالجمله دین اسلام یسیر ست و شریعت نبویه
سمحه و سهله بوده و ما را امر نکرده اند بکشف حقائق بلکه مسنون از برای ما صلوة در پس
هر آنکس ست که نسبت بیکی از او خصیص ست باعتبار امرا باشد موجب فضل چه آنحضرت
صلعم در پس ابوبکر و عتاب بن اسید نماز گزارده با آنکه این هر دو نسبت بوی صلعم هیچ در مناسبت
و لیکن شیطان اکثر کسانرا در وسوسه منصب بدی اساءت ظن با ئمه صلوة انداخته
و بنای شان را در دوام عداوت هر یکی از ائمه بمجرد خیالات مختله و تعللات مظلمه گرفتار ساخته
تا آنکه هیچ یکی را جز خود در خور امامت نماز نمی بیند و باین تلاعب ابلیس ایشان را از
احراز فضیلت جماعت که یکی از اعظم شعائر اسلام و اجل اسباب اجور ست محروم نموده و از
آداب جماعت ست استوار و پیوسته کردن صفوف و نزدیکی میان آنها و برابر داشتن
گردنها و خیر صفوف رجال صف اول ست و خیر صفوف نساء صف آخر و شر آن صف اول
و لیکن این شرعیت خواهان بطلان نماز نیست و جماعت در نفل جائز و صحیح ست و مسائل
ادراک و عدم ادراک رکعت با ادراک رکوع از معارک ست و حق آنست که رکعتی که در آن فاتحه
در پس امام خوانده نشده در خور اعتداد نیست زیرا که قراءة فاتحه در هر رکعت نماز فرض ست تا
و واجب متحتم ست اگرچه در پس امام باشد و حدیث زادک الله حرصا و لا تعد مرا

جوابها است که در جاست خود نه که در نه آیه و حدیث که این امر بانصات آمده و آنکه در آن حدیث
مقال ست که بسبب آن نص از ان احتجاج نمی توانند شد مخصص ست بحدیث
عبادة بن صامت بنگر آن نه این حدیث صحیح ست و بنای عام بر خاص بحسب اتفاق اهل
اصول واجب پس مندرج بقراءت فاتحه در پس امام در میان نیست و اما حدیث خلطتم
سالی پس هیچ عارف شک نمی کند در آنکه خلط موتم بر امام وقتی می باشد که موتم جهر کند
و نزد قراءت بسر خود هیچ خلط نیست و همچنین منازعت در وقتی است که امام قراءت موتم
بشنود و حدیث جابر درین باب قول جابر ست و قول صحابی حجت نباشد پس دلیلی بر نفی
قراءت موتم خلف امام باقی نماند و حق آنست که آنچه با امام دریافته اول نماز اوست تا آن
را تمام کند و شخصی که خلف صف تنها نماز گزارده بود آنحضرت صلعم او را امر باعاده صلوة فرمود
و در روایتی آمده که نیست نماز برای منفرد خلف صف مگر آنکه داخل گردد در صف یا
بکشد یکی را از مردم صف و چون اقامت بشنود با سکینه و وقار بسوی نماز برود و شتاب
نرود و آنچه دریابد بگزارد و آنچه فوت شود باتمامش بپردازد و نماز مرد با مرد یکی
از تنها نماز او و با دو کس از یکی تر از نماز با یک کس ست و چند آنکه انبوه بیشتر باشد احب
بسوی خدا و آنحضرت صلعم وفد را امر بامامت اهل دار او فرموده و این حدیث صحیح ست
و ابن ام مکتوم اعمی را خلیفه خود در امامت نماز کرده و فرموده نماز بگزارید بر قائل لا اله الا الله
.. پس او و چون یکی از شما بیاید و امام بر حالی از احوال باشد پس همان بکند که امام می کند و
مخالفت او در ارکان ننماید یعنی در جائی که موضع قعود امام نیست ننشیند اگرچه جای قعود این کس
باشد .. در موضع قعود امام ترک قعود نکند اگرچه موضع قعود .. وی نباشد زیرا که اقتداء و متابعت
لازم نماز جماعت ست و ترک این هر دو مخرج صلوة از بودنش صلوة جماعت باشد و امر
بمتابعت امام در ارکان بیان حدیث لا تختلفوا علی امامکم ست ولیکن امر باین معنی
در اذکار نیامده اما امامت قومی که کاره باشند از ین امام نهی وارد گشته و این قسم

از آنکه کارهین از اهل فضل باشند یا از غیر ایشان پس مجرد حصول کراهت عذر ست از برای
صالح امامت در ترک امامت ولیکن غالب کراهات که در نوع انسان خصوصا درین اعصار
می باشد راجع بسوی اغراض دنیویست و آنچه راجع باشد بسوی اغراض دینیه اقل قلیل است
و معهذا غالب ورودش از اعتقادات فاسده و خیالات مختله بوده است چنانکه میان دو کس
متخالف فی المذهب دیده شد بهم می دهد چه عصبیت تا شبه یا هم معمی ابصار از صواب ست یکی
دیگری را از نزان نمی گیرد و جز به چشم خشم نمی بیند و محاسن او را مساوی می پندارد هر چه باد ابا
وقوع این عداوت در میان اهل یک مذهب هم می باشد و باعث بر آن همین اختلاف
یکدیگر ست که یکی اشتغال بعلم کتاب و سنت و دین حق دارد و دیگر از جمله متمسکین ست
و بسیار دیده باشی که بر ارباب بدعت و هوی نزد رویت اصحاب سنت و تقی زمین با
این همه طول و عرض که می دارد تنگ تر از چشم مور می گردد و از غایت بغضا و عداوت
تا فت آن ندارد که او را نظر بتواند کرد و لله در السید الی الله دام مجده الطارف والتالد

لبس بدعت شده تا شود باران نواب ٭ غیر سنت نبود چارهٔ بیماری دل

و بالجمله اگر دلیلی بر تخصیص کراهت بآنچه راجع بسوی خدا عز و جل ست مثل آنکه یکی را بنابر ارتکاب
بر معاصی یا تهاون در واجبات الهی مکروه می دارد موجود باشد شک نیست که این
کراهت کبریت احمر ست مگر حقیقتش جز نزد بعض افراد عباد یافته نمی شود و اگر این دلیل
موجود نیست پس اولی از برای کسیکه کراهت مردم نسبت خود بلا سبب یا بسبب کدام امر
دینی می شناسد آنست که امامت این مردم نفرماید و اجر او درین ترک زیاده بر اجرش در فعل باشد

باب در بیان نماز مسافر و مریض

بار اول که نماز فرض شد دو رکعت بود سپس نماز سفر دو رکعت مقرر ماند و نماز حضر چهار
رکعت گردید و این زیادت وقت هجرت نبوی بسوی مدینه اتفاق افتاد جز مغرب
که وتر روز ست و جز صبح که دران قراءت دراز باشد و حق وجوب قصر سنت و تعریف نشم

در اتمام و قصر و صوم و افطار معادل سنت باحتیاط است ازین رو محفوظ نقل عائشه است که گفت
لا یشق علی و آیهٔ لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة در بارهٔ نماز خوف است
نه در نماز سفر و عثمان که در منی اتمام کرد در خود حجت نیست و معذلک بعض صحابه بر ان انکار
کردند و وی عذر خواست پس تردیدی در مقام باقی نماند و چنانکه اتیان رخص محبوب خداست
همچنان اتیان بعزیمت کرده همانست و لهذا امر صدقه الله علیکم فاقبلوا
صدقته نگاه برادلهٔ وارده در قصر و افطار بعدم فرق میان سفر طاعت و سفر معصیت است
و لیکن قصر عزیمت ست و افطار رخصت و در سه میل یا سه فرسخ در برخروج از بلد تا رجوع
بدان گزاردن دو رکعت آمده و تردد در تا بیست روز قصر ثابت شده و زیاده بر آن صحیح
بسوی مصداق اسم سفر است نا لغة یا عرفا لا شرعا و حدیث نفی از قصر در اقل از
اربع برد ضعیف و موقوف ست و حدیث اذا سافر میلا یقصر الصلوة منافی قصر
در ما دون فرسخ نیست تا بجائیکه مرد سفر زاید بر میل و کمتر از ان مصداق مسافر ست و در
اقامت چهار روز نا تمام نماز لازم و هر که از جای خود پیش از زوال آفتاب اراده سفر کند
تاخیر ظهر تا عصر کرده هر دو را جمع نماید و اگر بعد از زوال مسافر شود ظهر باز ادا و عصر منزل
بجا آرد یا ظهر و عصر هر دو را گزارده سوار شود آنحضرت در غزوهٔ تبوک همچنین کرده و مغرب
را با عشا جمع فرموده و بجائیکه جمع در سفر و حضر بتقدیم و تاخیر هر دو ثابت است و حدیث
ضعیف آمده که بهترین امت من استغفار کنندگان نزد اساءت و قصر و افطار کنندگان در
سفر اند و عمران بن حصین را که اسیر بود آنحضرت فرمود نماز ایستاده بگذار اگر نتوانی نشسته
ادا کن و اگر نتوانی بر پهلو بجا آر و بیماری را دید که بر وساده نماز می کند آن وساده را بیفکند
و فرمود بر زمین نماز کن اگر توانی و رنه اشارتی بنما و سجود را پست تر از رکوع گردان و این
موقوف است و چهار زانو نشسته گزاردن از آنحضرت صلعم ثابت گشته و حاکم تصحیح این
حدیث از عائشه کرده

باب در بیان نماز جمعه

این نماز از فروض اعیان ست لکن بر کسیکه سامع ندا ست حدیث الجمعة علی من سمع النداء
مؤید او ست و مراد باین ندا ندا آنیست که روبروی امام کنند زیراکه در زمن نبوت جز این اذان
ندای دیگر نبود و حدیث ان الجمعة واجبة علی من کان یؤویه اللیل الی اهله ضعیف ست
و معهذا جمع ممکن ست باین طریق که خانهٔ او نزدیک باشد و شب آنجا بسر میتواند برد و بر بعید المکان
واجب نیست اگرچه ندا بشنود بنابر مزید مشقت دران و اشتراط امام و مصر جامع و مسجد جامع و حمام
و حضور چهار کس یا زیاده تا چهل نفر و جز آن که اهل فروع بذکرش پرداخته اند حاشیت خرافه بیش نیست
و کثرت تعینات درین عبادت و تشعب مذاهب در شروط آن از قبیل جمع بیان شرد یه و نطیحه
و ما اکل السبع باشد و اعتبار آنها بلا برهان از سنت و قرآن و از شرع و عقل و عرفان ست
بیت جز شرع و سنت نرود جانب جنت   زاہد به کجا راه بر د اهل جهان را
و بر ترک این فرض وعید سخت آمده تا آنکه فرمود صلعم باز آیند اقوام از ودع جمعات ورنه مهر کند
خدا بر دلهای ایشان و از غافلان گردند و حکم این نماز حکم سائر نماز هاے مکتوبه ست و متاز
نیست از انها مگر در مشروعیت دو خطبه پیش از وے و تر و است بدو کس یکے امام شود و
دیگر موتم و خطبه سنت ست نه واجب و نه شرط صحت و وقت جمعه بعد از زوال او سط است و
این ور استداد حر بود و سلمه رض بن اکوع گفته نماز جمعه با آنحضرت صلعم گزارده برمی گشتیم و دیوارها
را سایه نبود که بدان سایه گیریم و این حدیث متفق علیه دلیل ست بر کفایت نماز جمعه قبل از
زوال و هو الحق و در عصر نبوت قیلوله و تغدی بعد از جمعه بود و خطبه استاده میخواند و مقصود
خطبه وعظ ست بترغیب و ترهیب و اشتراط حمد و صلوة با قراءت چیزے از قرآن خارج از
غرض شرعیت خطبه باشد و اتفاق مثل آن در خطبهٔ نبوے دلالت بر مقصود و تحتم و شرط
لازم بودن آن نمے کند و شروع بثنای خدا و رسول در اول هر کار عادت مستمره عرب
بوده و ما احسن هذا و لکن قصر وجوب بلکه قصر شرطیت بر حمد و صلوة و وعظ را انجملهٔ امور مندو به

داشتن از زوائد قالب کلام و اخراج سخن از اسلوب پذیرفته اعلام ست و حق آنست که
روح خطبه بیان وعظ و استطراد بقوارع قرآنیه ست و بس و آنحضرت صلعم چون خطبه
میخواند هر دو چشم شریف از خشم سرخ می شد و آواز بلند می گردید گویا از آمدن لشکر دشمن
می ترساند و صبحکم و مساکم می گوید و از الفاظ نبویه در خطبه جمعه این عبارت ست اما
بعد فان خیر الحدیث کتاب الله وخیر الهدی هدی محمد وشر الامور محدثاتها
وکل بدعة ضلالة رواه مسلم عن جابر و در روایتی آمده من یهده الله فلا
مضل له ومن یضلله فلا هادی له و نسائی زیاده کرده وکل ضلالة فی النار
و فرموده طول نماز مرد و قصر خطبه او دلیل فهم اوست و ام هشام گفته سوره ق از زبان آنحضرت
صلعم در خطبه یاد گرفتم که در هر جمعه بر منبر می خواند و تکلم روز جمعه در حالت خطبه امام هیچو حمار حامل
اسفار است و هر که دیگری را گوید خاموش شو او را جمعه نباشد زیرا که حرکت لغو کرد و از
تخطی منع شده و یکی بمسجد در آمد و آنحضرت خطبه می خواند فرمود دو رکعت تحیت گزارده گفت نه
فرمود برخیز و بگزار و این حدیث متفق علیه ست و دلیل ست بر وجوب تحیت اگرچه در حین
خطبه باشد و هو الحق و حدیث لا صلوة ولا کلام حتی یفرغ الامام ضعیف ست
قال صاحب مجمع الزوائد و سنت ست که در نماز جمعه سوره جمعه و منافقون خواند و هم قراءت
سبح اسم و هل اتی در جمعه و عیدین هر دو آمده و جمعه رخصت ست از برای عید و اگر خواهد
بگزارد و تطوع بعد از جمعه چهار رکعت ست و پیش از آن جز تحیت تطوع نیست و وصل یک
صلوة با صلوة دیگر بدون تکلم میان هر دو یا خروج منهی عنه ست و هر که غسل بر آورد و
حاضر جمعه شد و نوافل گزارد و تا فراغ امام خاموش ماند و با وی جمعه بجا آورد مر او را آنچه
مابین این جمعه و جمعه دیگر و سه روز زائد بود بخشیده شد و این غسل از برای روز جمعه ست
نه از برای نماز جمعه و در این روز ساعت خفیف اجابت ست که هر چه دران از خدا خواهد داده شود
مگر در تعیین آن اقوال بسیار زیاده بر چهل قول ست و ارجح آنها دو حرف ست یکی آنکه

از زمان نشستن امام تا قضای نماز ست و دیگر آنکه ما بین نماز عصر تا غروب آفتاب ست
و حدیث جابر که در حمل کس یا زیاده جمعه ست با آنکه ضعیف ست منافی صحت جمعه در دو کس
نیست و ثابت ست استغفار آنحضرت صلعم در هر جمعه از برای مؤمنین و مؤمنات
باسناد لین و خواندن آیات قرآن برای تذکیر مردم در مسلم مرویست و جمعه حق واجبست
بر هر مسلمان در جماعت که کمتر آن دو نفر اند مگر بنده و زن و بیمار و کودک و مسافر و چون امام
مستوی بر منبر گردد مردم روی بسوی او کنند باسناد ضعیف این معنی از صحابه ثابت شده
ولیکن شاهدی دارد نزد ابن خزیمه و تکیه بر عصا یا قوس در روایت ابوداود ثابت شده
و هر که یک رکعت از جمعه و جز آن دریافت رکعت دیگر با وی بیفزاید و نمازش تمام ست
و میان دو خطبه جمعه جلوس نزد مسلم مرویست و نشسته خواندن هر دو بدعت و کذب ست
و اصل صحت احکام تعبدیه ست در هر مکان و زمان مگر آنکه دلیلی دلالت کند بر منع و در
تعدد جمعه در یک شهر بلکه در یک محله منعی ثابت نشده و چون جمعه و عید فراهم آیند در یک روز
جمعه رخصت باشد و ظاهر آنست که این رخصت عام ست از برای امام و سائر مردم
و حدیث مشعر بجمع آن مخبر باخذ عزیمت ست و در آن دلالت بر عدم رخصت در حق وی
نیست و لهذا ابن الزبیر در ایام خلافت خویش ترک جمعه کرد و هیچ یکی از صحابه بر وی انکار نفرمود

فصل در بیان نماز وسطی

در تفسیر این نماز اضطراب غریب و انتشار عجیب میان اهل علم واقع شده و هر یکی یکی را
از نماز پنجگانه مصداق آن گفته و از برای تصحیح این دعوی خود بهر چه توانست دست زده حالانکه
موجبی از برای این قسم اختلاف معلوم نیست و ادله داله بر آنکه نماز وسطی نماز عصر ست نص ست
در محل نزاع بلکه تنها قول آنحضرت صلعم شغلونا عن الصلوٰة الوسطیٰ صلوٰة العصر مغنی
از غیر ست و روایت عائشه بواو محمول بر تفسیر ست نه بر تغایر و خود مرفوعاً از وی رضی الله عنها
آمده و هی صلوٰة العصر و این تصریحی ست که بعد از آن ریبی از برای مرتاب باقی نمی ماند

واین نیز صحیحین وغیرهما ثابت ست و از غیر عائشه هم ثابت شده و این دو روایت صحیح ست
و دیگر یکی موجب کلام بیان در تعیین غیر عصر از شانها باشد و از ذکر شده و اقوال صحابه حجت
نیست و اشتغال به تقدیرات بجز خیالات اضاعت اوقات بیش نباشد فقط

باب در بیان نماز خوف

این نماز بصفات مختلفه وارد شده و نیست معارضه در میان آنها و زعم کسیکه مشعر بر تعیین
بر صفتی از صفات ثابته شاعداے آن می گوید نسلم او از شریعت ثابت و ابطال سنت
قائمه بلا حجت نیره است و غالبا داعی باین زعم قصور باع و عدم اعتنا به کتب سنت مطهره
باشد و شک نیست که حق حقیق بقبول جواز جمیع صفات ثابته ست و صاحب منتقے
کانواع آن ذکر کرده حاصل چیزیست که نزد اهل حدیث برتبه صحت رسیده و در ینجا
صفات دیگرست که باین رتبه بالغ نشده و وجه اختلاف اقتضاے حادثه ست و
مقتضیاتش مختلف باشد و در بعض مواطن بعض صفات انسب ست نظر باخذ حذر و
شغل بحزم چه در بعض مواضع خوف شدید و عدو متصل یا قریب ست و در بعض جا دشمن
دورتر و ترس کمتر پس این صفت اولی تر بآن موطن باشد و صفت دیگر انسب بموطن دیگر
یا آنکه آنحضرت صلعم بقصد تشریع و ارادهٔ بیان از برای مردم باین تنویع پرداخته و بالجمله
بعض صفاتش این ست که یک گروه با آنحضرت صف بست و دیگر روبروی دشمن ایستاده ماند
پس با همراهیان یک رکعت بگزارد و خودش ایستاده ماند پس با همراهیان یک رکعت بگزاردند
وخودش ایستاده ماند و آنها نماز خود تمام کرده برگشتند و روبروی دشمن ایستادند و آن گروه
دیگر آمده یک رکعت با آنحضرت صلعم بگزارد و نماز خود با تمام رسانید و آنحضرت همچنان
نشسته ماند و با ایشان سلام داد و این صفت در حدیث متفق علیه در ذات الرقاع ثابت
شده و در نجد یک طائفه با آنحضرت ایستاد و دیگر رو بدشمن آورد پس یک رکوع با دو
سجده همراه ایشان بجا آورد بعده این گروه بمقابله عدو رفت و آن دیگر آمد با ایشان نیز

یک رکعت با دو سجده بگزارد و سلام داد و هر یکے ازین هر دو برخاست و یک رکعت با دو سجده بجا آورده نماز خود تمام کرد این نیز در حدیث متفق علیه ست و دیگر آنکه را سلام دو صف شد یک صف در پس آنحضرت بود و دشمن میان ایشان و میان قبله قیام داشت آنحضرت تکبیر بر آورد همگنان تکبیر گفتند و رکوع کرد و همه برکوع رفتند پستر بسجده رفت و صف متصل هم سجده کرد و صف مؤخر در نحر عدو استاده ماند چون سجده تمام شد صف متصل بایستاد تا آخر حدیث و در روایتے چنین ست که صف اول سجده کرد بسجدهٔ آنحضرت صلعم و چون از سجده بایستاد آن صف دیگر سجده بر آورد و نخستین صف متاخر و صف ثانی متقدم گردید و آنحضرت صلعم سلام داد و همگنان سلام دادند و این حدیث نزد مسلم ست و ابوداود گفته این ماجرا در عسفان رو داد و در حدیث جابر آمده که با یک گروه دو رکعت گزارده سلام داد و با گروه دوم نیز دو رکعت بجا آورد و تسلیم نمود و در حدیث حذیفه یک یک رکعت گزاردن با هر دو طائفه و عدم قضاے رکعت دیگر آمده و در حدیث ابن عمر مرفوعا آمده که نماز خوف یک رکعت ست بهر وجه که باشد لیکن سندش نزد بزار ضعیف ست و هم ازوی مرفوعا وارد شده که در نماز خوف سهو نیست اما سندش نزد دارقطنی ضعیف ست و معهذا موقوفش گفته اند

باب در بیان نماز عیدین

اذان باز که این نماز مشروع شده رسول خدا صلعم ملازم آن بجماعت تا دم مرگ مانده و با این ملازمت دائمه امر بخروج مردم بسوے این نماز فرموده و هم عواتق و حیض و ذوات الخدور را حکم ببر آمدن بمصلے کرده و درین باب تا آنجا مبالغه فرمود که زن بے جلباب را امر کرد که از جلباب زن دیگر بپوشد و بر آید و امر بخروج مستلزم امر بنماز ست چه خروج وسیله ست بسوی نماز و وجوب وسیله مستلزم وجوب متوسل الیه باشد بلکه خود امر قرآنی باین نماز وارد شده چنانکه ائمه تفسیر در آیهٔ وانحر همین نماز مراد داشته اند و از ادلهٔ وجوب اوست

سقوط بودنش از برای جمعه نزد اتفاق دریک روز عید و جمعه واجب سقوط وجوب می تواند شد

آنحضرت صلعم فرمود فطر آن روزیست که مردم افطار کنند و اضحی آن روز که مردم قربانی
نمایند و قضای عید روز دوم باشد و در فطر خوردن چند خرما بطریق وتر پیش از نماز
و در نحر بعد از نماز خصوصا از گوشت قربانی و اعتزال حیض از مصلی وگزاردن دو
رکعت نماز پیش از خطبه ونگزاردن قبل و بعد آن بلا اذان و اقامت و دو رکعت بعد
از رجوع بخانه و بدایت بصلوة در هردو عید و استادن پیش مردم و امر و وعظ نمودن
ایشان درحالت صف بندی و تکبیر بر آوردن در فطر هفت بار در رکعت اولی و پنج
بار در رکعت دیگر و قراءت در هر دو بعد از تکبیرات و خواندن سورهٔ قاف و سورهٔ اقتربت
در هر دو عید و مخالفت طریق در آمد و شد و ابدال این هر دو عید بدو روز که دران
اهل مدینه تلعب می کردند و پیاده برآمدن بسوی مصلی وگزاردن نماز عیدین در مسجد بعذر
مطر و جز آن باحادیث صحیحه و حسنه و نحو آن ثابت شده و مذاهب در کیفیت این نماز
دو مذهب است ولیکن حق همین گفتن هفت تکبیر در اولی و خمس در ثانیه پیش از قراءت است
و ادله بران دال اند و قول بمشروعیت تقدیم قراءت در رکعتین یا تاخیرش در رکعت اولی
و تقدیمش در ثانیه بی حجت نیره است بلکه از اصل دلیلی ندارد و حدیث باب را بخاری
اصح شیء فی الباب گفته و صفت خطبهٔ عیدین همان صفت خطبهٔ جمعه است و بس و افتتاحش
بتکبیرات تتری در خور ثبت نباشد زیرا که قول غیر صحابی است و در غسل عید حدیثی بدرجهٔ
صحت یا بدرجهٔ حسن نرسید و تا اکنون حدیثی در عدم تنفل چیزی میان نماز و این غسل حسن
رسید و ما احسن الاقتصار علی ما ثبت و اراحة العباد مما لم یثبت و در مشروعیت
مطلق تکبیر در ایام تشریق خود شکی نیست اما تعیین لفظ مخصوص و وقت مخصوص و عدد خاص
دران ثابت نشده بلکه مشروع استکثار تکبیرات در دبر صلوة و سائر اوقات است و در پی
هر نماز فرض سه بار گفتن و عقب نفل یک بار گفتن و قصر مشروعیت بران کردن آثاری از علما

باب در بیان نماز کسوف و خسوف

روایت این نماز از فعل نبوی بر چند نوع بوده و فرموده که مهر و ماه نشانے از نشانہائے الهی ست گرفتن آن نه از برای موت و حیات کسی ست بلکه چون بینند که گرفته شد دعا کنند و نماز بگزارند تا آنکه ازان حالت برآید و این نماز سنت ست بنابر عدم ورود دلیل بر ایجابش و مجرد فعل مفید زیادت بر سنت نمیتواند شد و حکم نیرین واحد ست و انجلا و انکشاف یک معنی دارد و در کسوف قرات بجهر کرده دو رکعت گزارده و در هر رکعت دو رکوع نموده و چهار سجده بر آورده و این لفظ مسلم ست و حدیث متفق علیه باشد و بار ی منادی برانگیخت که الصلوة جامعة گوید و در گرفتگی مهر قیام دراز قریب بخواندن سوره بقره نمود و همچنان رکوع طویل کرد و چون سر برداشت قیام دراز کمتر از قیام اول بجا آورد و رکوع دیگر دراز مگر کمتر از رکوع نخستین کرده بسجده فرو رفت و سر از سجده برداشته تا دو بار باز دیگر فرود تر از اول سپس برکوع طویل که کمتر از رکوع نخستین بود بپرداخت و بعد از رفع سر قیام طویل کمتر از قیام اول نمود و رکوع دراز فرود تر از پیشین نمود بعده سر برداشت و بسجده رفت و برگشت و آفتاب روشن شده بود و مردم را خطبه کرد و این حدیث متفق علیه ست اگرچه لفظ مر بخاری راست و ابن عباس و علی مرتضے هشت رکعت در چهار سجده نشان داده اند و جابر شش رکعت با چهار سجده بیان کرده و ابی بن کعب پنج رکعت و دو سجده در هر یکے از دو رکعت روایت نموده و الکل سنة قائمة هر صفت را که مکلف ازین صفات بجا آورد فعل مشروع کرده و اختیار اصح ازانها بر صحیح داب تابعین در فضائل و شیوهٔ عارفین بکیفیت دلائل ست و جهر بقرات اصح ست از اسرار و جماعت افضل ست از افراد بجهت لفظ فصلوا اما شرط نیست و چون باد وزد بر هر دو زانو نشیند و بگوید اللّٰهم اجعلها رحمة ولا تجعلها عذابا و در زلزله شش رکعت با چهار سجده بگزارد و فرمود هکذا صلوة الآیات

باب در بیان نماز استسقاء

سنت ست کہ از برای این نماز متواضع تبذل تخشع مترسل تضرع برآید و دو رکعت ایچو نماز عید بگزارد و زیادہ بر دو رکعت ثابت نشدہ و آنام و قام مقام او را میرسد کہ خطبہ خواند و بتذکیر مردم پردازد و تروح این خطبہ و اساس دعا و آن استکثار استغفار پیش و پس خطبہ و اخلاص توبہ از ذنوب و خروج از تبعات و ظلامات دماء و اموال و اعراض ست و مختص نیست بفردی از افراد بلکہ ہر وجہ کہ ممتاز انجا آرد و آین خطبہ پیش و پس از نماز ہر دو ثابت شدہ فالکل سنۃ و تذکیر با فعال موجبہ رحمت خوب ست و یکبار کہ مردم شکایت قحوط مطر کردند روزے از برای خروج مقرر کردہ نزد ظہور حاجب شمس برآمدہ بر منبر نشست و تکبیر و حمد کردہ و فرمود شما شکایت جدب دیار خود کردید و او تعالی امر کردہ ست بدعا و وعدہ استجابت فرمودہ پس گفت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ عَلَيْنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ بعدہ چندان دست بدعا بر داشت کہ سفیدی ہر دو بغل مبارک دیدہ شد بنا بر آنکہ لباس شریف دران حین ردا بود پس پشت بجانب مردم کرد و ردا در خود را بر گردانید و حالانکہ رافع یدین ست و روی بمردم آورد و از منبر فرود آمد دو رکعت بگزارد او تعالی پارۂ ابر با رعد و برق فرستاد و آب بارید بسند این حدیث جید ست و قصہ تحویل در صحیح بخاری آمدہ و این تحویل از برائے تفاؤل تحویل قحط بود و در ہر دو رکعت قراءت بجہر فرمود و یکبار در خطبہ جمعہ دست بر داشتہ دعا کرد و گفت اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا الخ و درین حدیث دعا باساک ہم آمدہ و استسقای عمر فاروق بعباس بن عبد المطلب در بخاری ست گفت اللهم انا كنا نَسْتَسْقِيْ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا انس گوید پس آب دادہ شدیم و عباس گفت

اللهم انه لم ینزل بلاء الا بذنب ولم یکشف الا بتوبة وقد توجهت بی القوم
الیک لمکانی من نبیک وهذه ایدینا الیک بالذنوب ونواصینا الیک
بالتوبة فاسقنا الغیث وهم انس گفته که یک بار باران آمد آنحضرت صلعم جامه از بدن مبارک
برکشاد تا چیزے ازان ببدن رسید وفرمود انه حدیث عهد بربه واین در مسلم ست
وبود چون میدید باران را بعد از استسقا می فرمود اللهم صیبا نافعا واز ادعیه
نبویه است در استسقاء اللهم سقیا سحابا کثیفا قصیفا ذلوقا ضحوکا تمطرنا
منه رذاذا قطقطا سجلا یاذا الجلال والاکرام ودر حدیث صحیح مرفوع آمده که سلیمان
علیه السلام از برای درخواست باران بیرون آمد مورچه بر پشت دراز شده را دید که پایها
بسوی آسمان برداشته می گوید اللهم انا خلق من خلقک لیس بنا غنی عن
سقیاک گفت برگردید که آب داده شدید بدعوت غیر خود رواه احمد ویک رو در استسقا اقتصار
بر اشارت بظهر کف بسوی سما فرمود وهمه سنت ثابته قائمه ست

باب در بیان لباس

آنحضرت صلعم فرمود از امت من قومی باشد که خز وحریر را حلال سازد وآمده که ذهب
وحریر از برای اناث امت من حلال ست وبر ذکور حرام وبا آنکه از پوشیدن ابریشم نهی
آمده مگر بمقدار دو یا سه یا چار انگشت روا ست وهمچنین از نشستن بران وپوشیدن دیباج
نهی آمده واین نهی ست در موضع نزاع مگر عبدالرحمن بن عوف وزبیر را در قمیص حریر بنابر
خارش بدن یا بسبب تن رخصت واذن داده وبر لبس حله سیرا خشم فرموده گویند که حریر
خالص بوده ونزد بعض مشوب بغیر واین مسئله ازان مسائل ست که احتمال لبس دارد تا آنکه
میان شوکانی وشیخ او عبدالقادر کوکبانی رحمهما الله تعالی نوبت به تحریر هفت رساله
رسید وعدم لبس مشوب مرجح آمده وهو الحق وجامه که دران ابریشم برابر سوای خود غالب
باشد حرام ست بنابر آنکه اکثر را حکم کل ست واحادیث درین باب مختلف آمده وقیاس

جواز افتراش حریر برجواز افتراش چیزیکه دران تصاویر باشد قیاس مع الفارق بمقابله نص ست
و آن فاسد الاعتبار بود زیرا که نهی از نشستن بر حریر در حدیث حذیفه نزد بخاری ست و
نهی حقیقت ست در تحریم و درین باب حدیثها آمده دلیل صریح است باین قیاس و با
نشوریست و همچنین از شرب و اکل در آوند زر و سیم نهی آمده و بر منع استعمال این هر دو
در غیر خورد و نوش دلیلی دلالت نکرده و هر که زعم کند تخصیص بی دلیل پذیرفته نشود و چه اصل
جه جایل ست جز با قول صحیح از ان نقل نگزیند و همچنین منع تحلی خاص بذهب است و
در فضه چیزی نیامده بلکه علیکم بالفضة فالعبوا بها کیف شئتم ثابت شده و لهذا
تحلیه صبیان بفضه ناجائز نیست و آنحضرت صلعم قلیص فضه را که فاطمه بدان حسنین را
آراسته بوده بود مکروه داشته برای خبر ارشاد نبوی اولی و جسب بوده نه برای تحریم آن
حسن جیبن کما یدل له قوله صلعم انی اکره ان یاکلوا اهلی طیباتهم فی حیاتهم
الدنیا و ضد الخلاصة ما یسع القول به فی الاستعمال و التحلی و سبب وجوب
آنکه شرعا غیر مکلف ست مخصوص ست از همه عمومات و فعل عمر بن خطاب در نزع آن
از صبی حجت نباشد لاسیما در ایجاب تحریم که از افعال احکام بر مکلفین ست نا بصبیان
رسد و فرموده که او تعالی دوست دارد که اثر نعمت خود بر بنده خویش بنگرد و او لبس
قسی که مخلوط بحریر بود باشد و از معصفر که بعصفر سرخ رنگ می گردد نهی آمده و چون برابن عمرو
بن العاص جامه معصفر دید فرمود امک امرتک بهذا و سایر رنگ سرخ جز معصفر
ممنوع نیست و پوشیدن جبه مکفوف الجیب و الکمین و الفرجین بدیباج از آنحضرت
صلعم ثابت شده و این جبه روز جمعه و از برای وفد می پوشید و تختم بیمین و یسار هر دو
جائز ست با کراهت و نهی جز از پوشیدن انگشتر در سبابه و وسطی نیامده چنانکه مسلم
و اهل سنن از حدیث علی اخراج کرده اند بلفظ نهانی ان اجعل الخاتم فی هذه
او فی التی تلیها باشاره نبوی سبابه کرده و پیوند کردن موی سر بموی دیگر حرام است

بنا بر عموم ادله بلا فرق میان محرم وجز آن بلکه درین حکم خود فرقے میان موی آدمی و
غیر او نیست و بر مدعی تخصیص آوردن دلیل ست و احادیث در بارهٔ جواز خضاب
سر و ریش آمده و در خضب هر دو دست و پا و سائر بدن از برای مردان چیزیکه بدان
حجت استند ثابت نشده بلکه مختص بزنان ست و فاعلش که بقصد تداوی خضاب
نکرده متشبه بزنان باشد و مانا بودن با نها منهی عنه ست باحادیث صحیحه و از هیچ یکی
از صحابه رنگین ساختن دست و پا یا چیزے از بدن بجا بقصد زینت ثابت نگردیده
و نه این شیوه نزد عرب و سلف صالح معروف بود بلکه فاعلش را عیب می کردند
چنانکه ابوجهل را مصفر الاست می گفتند و این کنایه ست از ارتکاب فاحشه و مفعول به
بودن او بلکه این هنجار صنیع مخنثان بود در ان عصر نه کار غیر ایشان و آنحضرت صلعم
ایشان را نفی کرده و از اختلاط بمسلمین منع فرموده و این قول که در مخنثین آن عصر مجرد
تکسیر اعطاف و لین کلام بود نه فاحشه بنا بر نه بودن لوطیت در عرب پس فاسد ست
زیرا که از بعض عرب این معصیت مذکور شده و از بعض صحابه احراق لوطی بثبوت
رسیده و پس انکار وجود این معصیت در بعض آنها یعنی چه و جمله تماثیل مکروه ست
مگر رقمی که در جامه باشد و کراهت آنها کراهت حظر ست و ظاهر ادله عدم فرق میان
تمثال حیوان و غیر او ست و وعید وارد در ذم مصورین ارشاد می کند بآنکه این حکم در
تصویر حیوانات باشد و ظاهر حدیث عدم دخول ملائکه در خانه که آنجا تمثال باشد عموم ست
و شک نیست که تصویر صور حیوانیه در مساجد و بیوت و نحو آنها مزید اثم دارد و نیست
نزاع مگر در غیر آنها پس اگر دلیلی بر جواز صورت گشتے در خانها و جامها و مسجدها وارد گردد
فبها و ورنه ظاهر دخولش زیر عموم ست و نقش نقش و تصویر چون در موضع نظر و موقع
اشتغال از عبادت و نحو آن بود چنانکه در حدیث خمیصهٔ مخطط آمده که ملهی از نماز شد
مانع نیست و این مقام باعتبار جمیع اطراف خویش از ان معارک ست که حاجتمند باشد

بسوی محل نظر ومرد بنگرد یا سمان بعبرو مراد زینت درآیه ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها موضع زینت
که بدان آراستگی تن ثابت به موضع زینت از تن ولیکن جماعه از صحابه تفسیر مستثنی
بموضع زینت کرده وگفته مراد وجه وکفین ست یا قدمین وکفین وبعض عضو دیگر نشان
داده وچون صحابه اعلم اند بمعانی کتاب عزیز پس آیه دلیل بر تحریم نظر بسوی وجه
اجنبیه نباشد وهمچنین آیه یغضوا من ابصارهم زیرا که من تبعیضیه مفید بعض ابصار ست که آن نظر بشهوت
وجواز بعض نظر مستلزم جواز بعض منظور ست ودلیلی بر تعیین جائز وناجائز از آن قائم
نشده وآیه حجاب مختص بازواج رسول خداست وظاهر تحویل وجه فضل بن عباس
از خثعمیه مظنه مقارنت شهوت ست چنانکه شاب وشابة خشینا ان یدخل الشیطان
بینهما دلالت دارد بران ولهذا امر بستر وجه نکرد واین در مجمع عام از مردم بود واگر
پوشیدن روی واجب می بود ناگزیر خثعمیه را بدان امر فرموده واحدی بسوی رد
او وجه فضل وجه غیر او نمی دید پس حمل تحویل وجه فضل بر محمل مذکور لابد ست بلکه سائر احادیث
دارد ودر تحدید نیاز نظر محمول بران باشد ونتوان گفت که این قصه پیش از نزول آیه
حجاب ست زیرا که این ماجرا در حجة الوداع بود وآیه حجاب پیش از آن بمدت دراز است
زیرا که نزولش در نکاح زینب بوده وحدیث افعمیاوان انتما مختص بزوجات نبی
صلعم چنانکه اذن نبوی از برای فاطمه بنت قیس در عدت نزد ابن ام مکتوم دلالت
دارد برین معنی وفرموده انه رجل اعمی تضعین ثیابک عنده وو دال ست بر جواز
نظر بسوی روی اجنبیه بغیر شهوت حدیث ان المرأة اذا بلغت المحیض لم یصلح
ان یری منها الا هذا واشارت بسوی روی وچهره وکف دست نمود واین
ابو داود از عائشه روایت کرده ودران مقال ست وظاهر او لجواز نظر ست بسوی
محرم ودر ماعدای قبل ودبر وتجویز نظر محارم بسوی موضع زینت منافی ما عدا ایش نیست
ونظر غلام بسوی مولاة خود جائز باشد ودیدن مرد بسوی مخطوبه ونگریستن مخطوبه

فاطب روا ست و استیذان نزد در آمدن در خانه حکم محکم ست ولکن مردم عمل بدان
ترک کرده اند زمخشری در کشاف گوید حتی صار کالمنسوخ تفریطا وتساهلا
وشوکانی فرموده وکم باب من ابواب الشریعة قد صار مهجورا لا یعمل به
الا الشاذ النادر ویستنکره الاعم الاغلب حتی یصیر بفعله لما شرعه الله
کانه اتی بابا من ابواب الکبائر وهکذا یکون الامر اذا دنت القیامة
وقربت الساعة واز آنحضرت صلعم نهی اصحاب از در آمدن بر اهالی خود شب هنگام بصحت
رسیده وسبب این نهی چنان بیان فرموده که لتمتشط الشعثة وتستحد المغیبة
چنانکه در صحیحین وغیرهما ثابت شده وخود جناب نبوت شب هنگام بر اهل خانه خویش
نمی در آمد وعلت درین همه همین کراهت مفاجات اهل خانه بر حالت غیر مناسب است
که از ان تاثر نفرت می گردد وتجویزش در دخول احد الزوجین بر دیگری بدون استیذان کائن است

کتاب الجنائز

مرگ را بسیار یاد می باید کرد که هاذم وبرندهٔ لذتها ومزه است وبدان امر واقع شده و
آرزوی موت نباید کرد از گزندیکه فرود آمده است واگر چاره ازین تمنا نه باشد
اللهم احینی ما کانت الحیوة خیرا لی وتوفنی ما کانت الوفاة خیرا لی
گوید ومردن مؤمن بعرق جبین باشد وتلقین لا اله الا الله بموتی مامور به ست و
مستحب ست خواندن سورهٔ یس بر مردگان نزد حضار آنحضرت صلعم برابی سلمه در آمد ودیده اش
باز ست بصر او را باز خوابانید وفرمود بصر تابع روح می شود نزد قبض ومنع کرد از دعای
بد بر خویش بنا بر آنکه ملائکه آمین می گویند وگفت اللهم اغفر لابی سلمة وارفع درجته
فی المهدیین وافسح له فی قبره ونور له فیه واخلفه فی عقبه وچون آنحضرت
وفات یافت بجامهٔ حبره اش پوشیدند وابوبکر بوسه اش داد ونفس مومن آویخته بدام است

تا آنکه از طرف او را الفتند و کسیکه از راحله افتاده بمرد حکم غسل او بآب و کنار داده و
فرموده در دو جامهٔ احرامش کفن سازند و غسل دادن آنحضرت در قمیص بود و دعوی
خصوصیت محتاج دلیل ست و در بارهٔ غسل زینب ارشاد کرد که سه یا پنج بار یا
زیاده بآب و برگ کنار بشویید و در انجام کافور بکار برید و ازار خود را شعار او ساخت
و امر ببدایت غسل از جانب یمین و مواضع وضو نمود و موی سرش را سه گیسو بافتند و
کفن آنحضرت صلعم سه جامهٔ سفید از پنبه بود و پیراهن و دستار نداشت و مشروع ست
تکفین در قمیص بدلیل آنکه آنحضرت قمیص خود از برای کفن عبدالله بن ابی منافق بخشید
و امر فرموده به پوشیدن جامهای سفید و کفن کردن مردها دران و احسان کفن که مامور به ست
مراد بدان تمام و نظیف بودن کفن ست بی اسراف و نو و کهنه دران برابر باشد و از
کشتگان غزوهٔ احد دو دو کس را در یک جامه فراهم کردند و این بنا بر ضرورت باشد
و هر که در اخذ قرآن اکثر بود او را پیشتر در گور نهادند نه غسل دادند و نماز گزاردند
و این سنت ست در شهدا و احادیث اثبات نماز بر شهدا اگرچه بطرق متعدده مرویست
لیکن در همه کلام ست و از بهای گران در کفن منع آمده زیرا که سریع السلب ست
و بالجمله در مشروعیت کفن از برای میت شک نیست و شبهه در عدم وجوب زیادت
بر یک جامه ست و از آنحضرت صلعم بودن کفن بر صفتی از صفات یا عددی از اعداد
ثابت نشده جز آنکه در تکفین دختر مرحومه اش ام کلثوم اول ازار باز درع باز خمار
باز ملحفه داد سپس در جامه پیچیده شد و اگرچه درین حدیث مقال ست لیکن خارج از حد
اعتبار نیست غایت آنکه کفن زن برین صفت مستحب باشد و در کفن مرد امر بیک جامه
و دو جامه وارد شده و عائشه را گفت که اگر پیش از من بمیری غسلت دهم و این دلیلست
بر آنکه زوج و زوجه اولی تر اند بغسل دادن یکدیگر و فاطمه علی علیها السلام را وصیت بغسل
خویش فرموده و وی همچنان کرد و اسماء بنت عمیس ابوبکر را غسل داد و این در محضر صحابه بود

واحدی بران انکار نکرد و ترک نماز بر کسی که بر زنا رجم کرده اند امر بنماز و کفن او فرمود
و بیلی که خود را بشقص بکشت بر وے نماز نکرد و برگور زن سیاه که جاروب کشی
مسجد نبوی می کرد نماز بگزارد و فرمود این گورها پر از تاریکیست بر اهل خود و نماز من
روشن گر آنهاست و از کلمی نهی فرموده و چون خبر مرگ نجاشی آمد بمصلی بر آمده نماز
بگزارد و چهار تکبیر بر آورد و پنج و شش و هفت تکبیر نیز آمده است و زیادت تکبیر بنی بر
خزمیت مرده ست در فضائل و لیکن احادیث چار تکبیر اکثر ست و از طریق جماهیر حفاظ
صحابه وارد شده و احادیث خمس و جز آن مقارب آن در صحت اسانید و متون نیست
تا آنکه بعض اهل علم اجماع صحابه بر اربع روایت کرده اند و مرد مسلم که بر جنازهٔ او چهل کس
غیر مشرک بایستند شفاعت ایشان در حق وے مقبول او تعالی شود و حاضر
احوج ست بسوے آن از غیر حاضر و امتناع از نماز بر قرضدار منسوخ ست و آخر امر ثبوت
گزاردن نماز بر هر میت بود اگرچه بر وی قرض باشد و وفا نگذاشته و بر جنازهٔ زنیکه
در نفاس مرده بود برابر وسط او بایستاد و در جنازهٔ مرد برابر سر مرده استادن ثابت شده
بغیر آن و احدے از اهل علم بترجیح قول احدی از صحابه بر قول و فعل رسول خدا صلعم
قائل نشده و بر هر دو پسر بیضاء در مسجد نماز جنازه بگزارد و این حدیث نزد مسلم ست از عائشه
و حدیث فلا شیء له ضعیف ست یا صحیح لا شیء علیه ست و بر ابوبکر و عمر نماز در مسجد بگزاردند
و حکم بکراهت آن در مساجد کلام بر غیر اسلوب صحیح ست و خواندن فاتحه و سوره بعد از تکبیر
اولی در جنازه سنت ست بخاری روایتش از ابن عباس کرده و چون موطن موطن
دعاست نه موطن قرارت قرآن پس اقتصار بر ماورد از فاتحه و سوره متوجه باشد و بغیر
اشتغال بمحض دعا کافی ست و از دعای وے صلعم بر جنازه ست اللهم اغفر له وارحمه
وعافه واعف عنه واکرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه
من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدله دارا خیرا من

دارہ و اهلا خیرا من اهله وادخله الجنة وقه فتنة القبر وعذاب النار
رواه مسلم و درینجا غبطه میبرد که کاش این جنازه ما می بود و بر جنازه دیگر این دعا
کرد اللهم اغفر لحینا ومیتنا وشاهدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا
اللهم من احییته منا فاحیه علی الاسلام ومن توفیته منا فتوفه علی
الایمان اللهم لا تحرمنا اجره ولا تضلنا بعده این نیز در مسلم و سنن ست
و در نماز بر مرده امر باخلاص دعا آمده و احسن آنست که میان هر دو تکبیر دعای از ادعیه
وارده بخواند و اما اسباب مصلین بر جنازه بحق اموات پس معلوم ست که عمل آن نه از برای
این کار کرده اند آری اگر چنان باشد که دعا از برای میت روا نبود مثل آنکه مرده
معلوم النفاق ست آنجا مصلی دعا از برای خود و سائر مسلمین بکند اگر ضرورتی ملجی بگزاردن
نماز بران منافق شده است ومن حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه و صلوة بر
عضو واحد نیامده مگر الحاق اکثر بحکم کل وجهی دارد و حدیث لا یؤم الرجل فی سلطانه
شامل جمیع صلوات و مغنی از غیر ست پس ولی میت اولی تر از غیر باشد و فرمان باسراع
جنازه رفته چه اگر نیکوکار ست زود رسانیدنش بگور تقدیم بسوی نیکی ست و اگر نیکوکار نیست
انداختن شر از گردنها ست و حاضر جنازه را که بران نماز بگذارد یک قیراط اجر باشد و هر که
تا دفن حاضر ماند او را دو قیراط بود و قیراط هیچو کوه بزرگ باشد و تشبیه بجبل احد هم آمده و در
پس جنازه رفتن از آنحضرت صلعم و ابو بکر و عمر ثابت شده و پیش رفتن و از یمین و یسار
رفتن همه جائز و برابر ست و سنت در مشی قصد ست و مراد باحادیث مصرحه باسراع
نا افراط در مشی خارج از حد اعتدال ست چنانکه مراد باحادیث مرشده بقصد نه افراط در
بطوء ست بلکه مراد سلوک طریقه وسطی میان افراط و تفریط ست که بران اسراع نسبت
بافراط در بطوء و قصد نسبت بافراط در اسراع صادق آید پس مشروع دون خبب فوق مشی
ملتی در هم باشد و در تفضیل مشی در پس جنازه حدیثی صحیح یا حسن نیامده و اقوال صحابه

مختلف ست و ثبت بدان خبر قائم ترفتن زنان همراه جنازه منهی تنزیه ست
و استادن از برای آن منسوخ باشد ولیکن این مسئله خالی از مضائقه نیست هر که همراه
رود ننشیند تا آنکه مرده را بر زمین نهند و سنت در آوردن مرده در گور از جانب پایین میت
و بنده نهادن در گور بسم الله و علی ملة رسول الله گفتن در حدیث ابن عمر نزد اهل
سنن وارد شده و دارقطنی اعلالش بوقف کرده و گناه شکستن استخوان مرده همچو
شکستن زنده است سعد بن ابی وقاص گفته از برای من لحد بکنید و بران خشت خام
استاده کنید چنانکه با رسول خدا کرده شد پس لحد اولی باشد و شق لا باس به ست
و بلندی گور یک شبر بس ست نه زیاده و بلند را با خاک برابر ساختن آمده و از گچ کردن گور
و نشستن بران و بنا نمودن و نوشتن بر قبر نهی آمده و اصل در نهی تحریم ست و خاک بر
مرده سه بار بدست استاده می باید انداخت و بعد از فراغ بر قبر استاده استغفار و سوال
تثبیت می باید کرد این حدیث را ابو داود از عثمان روایت کرده و حاکم بتصحیحش پرداخته
و ضمرة بن حبیب تابعی گفته صحابه دوست می داشتند که بعد از تسویهٔ قبر و انصراف مردم نزد
گور استاده چنین گویند ای فلان بگو لا اله الا الله و این سه بار گوید ای فلان بگو ربی الله
و دینی الاسلام و نبیی محمد ولیکن این موقوف ست نه مرفوع اما طبرانی رفع آن از
حدیث ابی امامه مطولاً روایت نموده و در صدر اسلام زیارت قبور منهی عنها بود پس امر
بزیارت مردگان رفته بنا بر آنکه مذکر آخرت و مزهد در دنیاست بیت یکی بگور
غریبان شهر سیرے کن + ببین که نقش املها چه باطل افتاده ست + ولیکن درین امر
فرمان بسفر از برای زیارت نیست خواه زیارت پیغمبر باشد یا غیر او و درین مسئله قلاقل و
زلازل بسیار در اهل علم قدیماً و حدیثاً رو داده و حق دران با شیخ الاسلام ابن تیمیه و من وافقه
و هم جمع جم و بر زوارات قبور و نائحه و مستمعه لعنت آمده و صیغهٔ مبالغه خواهان کثرت ست
و لهذا بر زنیکه بر قبر می گریست انکار بر زیارت نفرمود مگر از زنان بر عدم نوح عهد گرفته بلکه او داد

شده وکرده معذب می گردد در گور بر نوحه یعنی اگر برضای او ست و آئین او چنین
مستحق بایست از ابن عمر چون ام کلثوم دختر آنحضرت را دفن کردند آنحضرت نزد قبر او
نشسته داشت و هر دو چشم مبارک اشک می ریخت ؎

بکت علینی الیمنی فلما تجرتها عن العلم بعد الحلم اسبلتا معا

و دفن موتی در شب منهی عنه ست مگر نزد اضطرار و فرمود بسازید از برای آل جعفر طعام
زیرا که بایشان چیزی رسیده که از ساختن طعام باز داشته و نزد بر آمدن بسوی مقابر
این دعا آموخته السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین
وانا ان شاء الله بکم لاحقون نسأل الله لنا ولکم العافیة رواه مسلم و بار
بقبور اهل مدینه بگذشت و روی مبارک بآنها کرد و گفت السلام علیکم اهل القبور
یغفر الله لنا ولکم انتم لنا سلف ونحن بالاثر واین را ترمذی حسن گفته و در حدیث
عائشه نزد بخاری است که از سب اموات نهی فرموده بنا بر آنکه بجزای عمل خود رسیده اند
گفته که احیا را باین سب ایذا میرسد و آنحضرت سباب سب انفضل است واکرام سلف است
از صحابه و تابعین و تبع ایشان و مجتهدین و محدثین ملت که نقله احکام اسلام و رواة اخبار و
خیر الانام اند و هر چند سباب مؤمن فسوق ست ولیکن سب صحابه بازا امارت کفر است لیغیظ
بهم الکفار فصل چهار را تمادی جائز ست و تفویض افضل و علمی که در اسلام وایمان
و نجات معتبر باشد دو م مرکب بکار آید علم ست به لا اله الا الله ولیس کمثله شیء
وانه لا یحیطبه علما و اول توحید ست و ثانی تنزیه از تشبیه و آن مستلزم فرق میان
ذات و صفت وی عز اسمه و جلت صفته و میان سائر ذوات و صفات مخلوق ست
چه نفی مثل شامل ذات و صفات هر دو ست و دلیل بر تفرقه ما عدا هم بلکه معلوم و مشترک
در هر دو موجود و مفهوم بلکه واقع و ثالث تعظیم مستلزم اراحت نفس باز و قدح در دعاوی
غیر واقل و روح انسان ست و فارق خدا برین صفت شرح عارف مجدد است معرفت

تدقیقات که اهل کلام خود را و دیگران را بدان مشغول ساخته اند احدی را از خلق
حق تعالی بمعرفت آن متعبد نکرده تا آنکه قرون مشهود لها بالخیر بگذشت و همگنان از زین
وساوس و وساوس در عافیت بودند تکلیف ایمان بر منطوق حدیث و قرآن ست نه
بر آرای فلسفه و عقول فاسده اهل یونان و بالجمله علم کلام باعتبار اصطلاح از علمی که معتبر
در کمال اسلام و ایمان باشد در وردی و صدری نیست و اثارتی از علم ندارد واللهم
اهدنا للاشتغال بما کلفتنا بمعرفته واعصمنا عن الزیغ والزلل بجلالك
وطولك و امر مریض بنفث تخلص از حقوق عباد از باب امر بمعروف و نهی عن المنکر باشد
و وصیت اگرچه در همه حالات لازم ست ولیکن در مرض موت و نزد ظهور مقدمات آن
اضیق و احق ست بنابر غلبه ظن بر حیل و اشهاد بران نزد ضرورت واجب بود و مستحب ست
گردانیدن روی میت بسوی قبله و بر پهلوی راست خوابانیدنش و بند ساختن
دهن کشاده اگرچه دلیلی بران وارد نیست و نهی از نوح مستلزم نهی از بکاء نباشد
زیرا که گریستن امری زائد ست بر نیاحت مگر آنکه همراه بکا کاری ناجائز باشد و مع عن
که استطاعت دفع آن ندارد و کتم صوت که طبع ازان بعجز می گراید منع نیست بلکه احادیث
اول بکار محمول ست بران و غسل میت فرض کفایه باشد بر مسلمین و اولی آنست
که غاسل عادل باشد اگرچه از فاسق هم روا ست و کافر را موارات بسند ست بدلیل آنکه
چون ابوطالب بمرد آنحضرت علی را فرمود اذهب فوار اباك اخرجه ابوداود والنسائی
و نزد بعض موت ابوطالب بر اسلام بوده است ولکن ادله کتاب و سنت غیر خافی بر منصف
و علم الحقائق عندالله و در تطییب مساجد مرده مرفوعی نیامده ولکن اگر از برای ستر و لمح
بکنند نیست بلکه خوب ست و جماعت در نماز جنازه شرط نباشد بنابر آنکه اصل در هر
نماز مشروع آنست که همچو نماز پنجگانه باشد در مجزی بودن فرادی مثل اجزای جماعت و هر که
خلاف آن زعم کند دلیل آرد و تحقیق اجماع صحابه بر تجویز صلوة بر آنحضرت صلعم نزد وفات شریف

بلاد را فراز منوع ست بر الضبس و درن حین سفرق بود شد اگر جبا کہ بر الیتان و ردیہ
وجود باشد بر تقدیر فرض این اجماع سکوتی خواہد بود و عارف باصول می داند
کہ اینہمہ اجماع حجت بر ہیچ چیز **فصل** تجویز رفع قبور انبیا و ائمہ و صلحا را آثاری از علم
نداردو حدیث ابی الہیاج نزد مسلم و اہل سنن نص ست در تسویہ قبور مشرفہ و طمس
تماثیل و آن بنا بر قبر شبیہ آنہ و نص بر ہر چہ مرفوع یا مشرف بودن قبر ائمہ را ست
آمد از منکرات شریعت باشد و انکار بران و برابر ساختن بخاک واجب ست بر
مسلمین بدون فرق در آنکہ گور پیغمبر باشد یا غیر او و حدیث صالح بود و یا طلاع جماعۂ دلیل
اکابر صحابہ در عصر نبوت بمرد اما قبور شان مرتفع نگشت بلکہ علی مرتضی را امر بتسویۂ قبر مشرف
فرمود و خود صحابہ قبر نبوی را بلند نکردند و آخر قول نبوی لعنت بر مسجد گرفتن قبور انبیا
و نہی از وثن گرفتن قبر مبارک خویش ست و صلحا و علما را حق مردم اند باین شعار و
این شعار نیست کہ رسول خدا صلعم بسوی آن ارشاد فرمود و تخصیص ایشان باین بدعت
منہی عنہا تخصیص بچیزی نیست کہ غیر مناسب علم و فضل ست بلکہ اگر اینان سخن در آیند تا ک
نیست کہ از آنچہ اتخاذ شبہ بر قبر خود و زخرفت آنہا فریاد برآرند و ہرگز رضا باین شعار
مبتدع منہی عنہ ندہند و ہر کہ در حیات خود بدان رضا دہد و در ما بعد موت بآن وصیت
کند وی خود فاضل نیست مگر از فضل نه افضل و عالم باللہ و عارف بالشریعۃ را علم
ناچیز ست از آنکہ چنین زخرفت مخالف ہر سے سنت برکور او بجا آورده شود قال الشوکانی
فی الوبل فما اقبح ما ابتدعه الجهلة من زخرفة القبور وتشييدها و
اسرع ما خالفوا وصية رسول الله صلعم عند موته فجعلوا القبور على هذه
الصفة التي هي عليها الآن وقد ستر من عصد هذه البدعة ما وقع من بعض
الفقهاء من تسويغها لاهل الفضل حتى دونوها في كتب الهداية وامثالها
و اگر صرف امتیاز قریب و مخفی مراد ست آن برای زیارت پس بوضع حجر و مدر یا تعیین شجر

بر قبر ممکن نیست تشیید ابنیه و منع ضجیعان و قبب و تزویق ظاهر و باطن چرا است وبالله التوفیق

کتاب الزکوة

اسلام شرط وجوب زکوة نیست بلکه کفر مانع از صحت باشد و کفار مخاطب اند بجمیع
شرعیات بر مذهب منصور و مختار ولیکن مانع کفر از صحتش منع کرده و مکلف مخاطب است
برفع آن موانع که باوجودش واجبات ازوی غیر مجزی می اند و این قاعده کلیه در هر
باب ازان ابواب می رود که اسلام را درانها شرط وجوب می گردانند آری آنچه در خور
شرطیت باشد تکلیف است و هر چند ازبان مردم ازان بگریزد ولیکن نزد اعیان نظر
درانکه زکوة یکی از ارکان اسلام است و چهار رکن باقی جز بر مکلف واجب نیست اشتراط
تکلیف مستغنی نمی نماید و کیف که شرعیت زکوة از برای تطهیر و تزکیه است چنانکه قرآن کریم
بدان گویاست و این هر دو از برای غیر مکلفین نمی توانند شد و حدیث امر با تجار
در اموال یتامی تا زکوتش نخورد بحجت نمی ارزد همچنین در آثار مرویه از صحابه حجت
نیست با آنکه معارض بوده اند با مثال خود در موجب زکوة بر صبی بنا بر تمسک بعمومات
واجب است که بقیه ارکان اربعه را هم بعموما هم بروی واجب گرداند و بالجمله اصل در اموال
عباد حرمت است لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل و لا یحل مال امرئ
مسلم الا بطیبة من نفسه و لا سیما اموال ایتام که قوارع قرآنیه و زواجر حدیثیه
دران اظهر و اکثر از ذکر و حصر است و دلیل قایم که زکوة از مال او می گیرد و هرگز از تبعات در
امن نیست زیرا که وصی چیزی گرفته است که او تعالی اخذ آن بر مالک و بر وصی در
مال واجب نکرده اما اول پس باین جهت که مفروض آنست که او صبی است مناط
تکالیف شرعیه که بلوغ باشد هنوز نرسیده و اما ثانی پس باین جهت که او
مالک مال نیست و بر غیر مالک زکوة واجب نباشد و اما ثالث پس باین وجه که اختصاص

انکالیف شرعیه مختص بنوع انسانست بر دابه و جماد واجب نیست فصل آنحضرت
صلعم چون معاذ را بسوی یمن گسیل کرد فرمود او تعالی صدقه را در اموال ایشان فرض
کرده است از اغنیا گرفته آید و بر فقرا ایشان باز داده شود و این حدیث متفق علیه
و لفظ بخاری راست فصل فریضه صدقه در ابل بموجب کتاب ابی بکر صدیق
رضی الله عنه که در حین روانگی انس رضی الله عنه بسوی بحرین نوشت و اضافت
فرضش بجناب نبوت کرد این ست که در بیست و چهار شتر و آنچه درون این عدد باشد
نیست مگر گوسفند و در هر پنج شتر یک گوسفند و در بیست و پنج شتر تا سی و پنج یک
بنت ابی مخاض لازم است یعنی آنکه یک سال بران گذشته و قدم در سال دیگر نهاده
و اگر نباشد ابن لبون ذکر بسند است یعنی آنکه دو سال بران گذشته و پا در سال سوم
نهاده و در سی و شش شتر تا چهل و پنج یک بنت لبون انثی است و در چهل و شش
تا شصت و یک حقه طروقة الجمل است یعنی آنکه از سه سال گذشته در سال چهارم در آمده
و در شصت و یک تا هفتاد و پنج یک جذعه است یعنی آنکه از چهار سال گذشته و در سال
پنجم در آمده و در هفتاد و شش تا نود دو بنت لبون است و در نود و یک تا یک صد و بیست
دو حقه شتر گرفته و در زیاده بر یک صد و بیست در هر چهل چهار یک بنت لبون و در هر پنجاه
یک حقه و در چهار ابل خود هیچ صدقه واجب نیست مگر آنکه صاحب شتر خواهد چیزی
بطور تطوع و طریق تبرع بدهد

فصل در صدقه غنم سائمه که بیرون می چرند

در چهل گوسفند تا یک صد و بیست یک گوسفند است و در زیاده از آن تا دو صد دو گوسفند
و در زیاده بر دو صد تا سه صد سه گوسفند و در افزون بر سه صد در هر صد یک گوسفند و
کم از چهل گوسفند اگر چه یکی و نه باشد صدقه نیست مگر آنکه صاحب غنم خواهد و جمع
میان متفرق و تفرقه میان مجتمع بخوف صدقه ناجائز است و در نصابی که مشترک میان

دو شریک ست تراجع باهم بسویه لازم باشد و در صدقه گوسفند پیر و خداوند عیب و بز نر
گرفته نشود مگر آنکه مصدق خواهد و در نقره ربع عشر ست و نصابش دو صد درهم
پس در یک صد و نود درهم صدقه نباشد مگر آنکه صاحبش بخواهد و بر هر که صدقه جذعه است
و لیکن نزد وی جذعه نیست بلکه حقه است از وی همان حقه بپذیرند و همراه آن حقه دو گوسفند
بشرط تیسر یا بیست درهم بستانند و بر هر که صدقه حقه ست و حقه ندارد بلکه جذعه دارد از وی
همان جذعه قبول کنند و مصدق که صدقه ستاننده است دو گوسفند یا بیست درهم به مصدق
که صدقه دهنده ست بدهد رواه البخاری **فصل** در هر سی گاو یک گوساله یکساله است
نر باشد یا ماده و در هر چهل گاو یک گوساله دو ساله ست که ماده باشد و اخذ صدقات
مسلمین بر میاه شان باید و جز در دور آنها گرفته نشود و در عبد و فرس صدقه نیست رواه
احمد و مسلم زیاده کرده مگر صدقه الفطر که بر عبد است و در هر جمل اهل سائمه یک بنت لبون است
و تفریق ابل از حساب روا نباشد یعنی مالک ملک خود از ملک غیر جدا نکند بلکه همچنان
خلیط دارد و هر که زکوة واجب با میداجر داد او را اجر باشد و هر که ندهد امام از وی بستاند و
نیم مال او تاوانی از تاوانهای الهی ست و عقوبت بمال هر چند جا ثابت شده و مقصور
بر مورد خود ست قیاس بران صحیح نیست و لهذا شافعی تعلیق قول بر ثبوت این حدیث
کرده و آن ثابت ست نزد احمد و ابو داود و نسائی و حاکم تصحیحش نموده و آنحضرت صلعم
فرموده چون ترا دو صد درهم باشد و بران حولان حول گردد پنج درهم دران واجب ست
و در کمتر ازین مقدار خود هیچ واجب نیست مگر آنکه بست دینار داشته باشد و این مقدار
نصاب طلا ست و دران نیم دینار ست بعد از حولان حول و هر چه بیفزاید بهمین حساب
باشد و نیست زکوة در مال تا آنکه سال کامل بران بگذرد و این حدیث حسن ست و
ترمذی تصحیح وقفش از بخاری آورده لیکن راجح وقف اوست و هیچو موقوف در حکم مرفوع باشد
بنا بر آنکه سرح اجتهاد نیست و علی گفته در بقر عوامل صدقه نیست و در مال یتیم امر بتجارت

آمده تا صدقه آنها بخورد و اسنادش ضعیف ست و هر چند شاهدی مرسل دارد نا حجیست
نبی باز زده و آنامر برای رب کنند و قبول صدقه دعا کنند از برای قوم و اللهم صل علیهم
بگوید و تعجیل صدقه قبل حولان حول رخصت ست و در کمتر از پنج اوقیه در ورق و در کمتر
از پنج ذود از شتر و در کمتر از پنج وسق در ثمر صدقه نیست و در لفظی بجای ثمر مثلثه تمر بفوقیه
با زیادت حب آمده و اصل حدیث متفق علیه ست **فصل** هر زمینی که عثری ست یعنی
بارانی یا آب از چشمه‌های خورد دران عشر ست و هرچه را آب از چاه می‌دهند و بسانیه یعنی
شتر و گاو سیراب می‌نمایند دران نیمه عشر ست و این نزد بخاری ست و ابوداود بجای
عثری بعل روایت کرده و آن نخلی و درختی و کشتی ست که بر گیاه خود آب می‌آشامد
دران عشر ست و در سقی بسوانی و نضح نصف عشر و غله زکوة چهار جنس ست گندم و جو و مویز
و خرما و از خیار و خربزه و انار و نی عفو آمده و سندش ضعیف ست و نزد خرص بعد از
دو ثلث انگور و خرما بگیرند و یک ثلث بگذارند و اگر نه کمتر از ربع نباید گذاشت و خرص تاک نیز چون خرص
خرما ست و در زکاتش زبیب بستانند لیکن در سند این حدیث انقطاع ست و اسما
بنت یزید نزد آنحضرت صلعم آمد و در دست دخترش دو پاره از طلا بود پرسید زکوة این
می‌دهی گفت نی گفت نمی‌دهم فرمود ترا خوش می‌آید که او تعالی روز قیامت دو تا سوار آتش
بتو بپوشاند اساور آن هر دو را بیفگند این حدیث نزد ابی داود و ترمذی و نسائی ست
و اسنادش قوی و حاکم تصحیحش از حدیث عائشه کرده و مؤید اوست آنکه ام سلمه اوضاحی
از ذهب می‌پوشید آنحضرت صلعم را پرسید که آیا این کنز ست فرمود چون زکاتش داده شود
کنز نماند و این نزد ابوداود و دارقطنی ست و حاکم گفته صحیح ست و بالجمله در زکوة حلی چهار مذهب ست
وجوب و عدم آن و آنکه زکوتش عاره اوست و آنکه واجب یکبار ست و بس و شک نیست
که نام ذهب و فضه بر مضروب و غیر مضروب همه سبائک و سائر انواع حلیه راست می‌آید
و این قدر در وجوب زکوة درین همه بسند باشد و مدعی اختصاص بعض انواع زر و سیم بطالب

مطالب بدلیل ست و این بر تقدیر یست که در وجوب زکوٰة جز این عمومات که جمیع ما یصدق علیه زیرا او مندرج ست دلیلی دیگر وارد نشده باشد و کیف که در خصوص حلیه نصوص احادیث آمده **فصل** سمره بن جندب گوید امر می کرد ما را رسول خدا صلعم بیرون آوردن صدقه از مالیکه برای بیع طیار می ساختیم رواه ابو داود پس اگر این حدیث ثابت گردد دلیل باشد بر وجوب زکوٰة در مال تجارت هر چه باشد از اسپ و شتر و کتب و امتعه و اشته و فروش و ظروف و نحو آن ولیکن اسنادش لین ست کما قال الحافظ فی بلوغ المرام و در تلخیص گفته در سندش جهالت ست یعنی سلیمان بن سمره که راوی آن از پدر خویش ست مجهول ست و شوکانی در وبل گفته لا تقوم بمثله الحجة لما فی اسناده من المجاهیل همچنین حدیث فی الابل صدقتها الخ با جمله طرق خود ضعیف ست چنانکه در فتح الباری بدان تصحیح کرده جز آنکه در یک طریق لا باس به گفته واز اینجا دریافت شد که دلیلی دال بر وجوب زکوٰة در اموال تجارت نیست و برائت اصلیه مستصحب ست تا آنکه دلیلی ناقل از ان یابیم و ابن منذر که حکایت اجماع بر ایجابش کرده جسارت عجیب ست و اگر گیریم پس حجت بر قائل بحجیت اجماع خواهد بود نه بر غیر وی و استدلال بحدیث خالد که ادرع و اعتد خود در راه خدا حبس کرد اجنبی از محل نزاع ست و در چنین تکلیف عام البلوی قول بایجاب بلا برهان ساطع و حجت نیره تجری بر خدا و تقول بر رسول او ست صلعم **فصل** در رکاز که مراد بدان دفینه جاهلیت ست خمس واجب گردد و در بعض ابواب آمده که اگر کنز را در قریه مسکونه یابد بشناساند و اگر در ویرانه یابد دران و در رکاز خمس ست و سندش حسن ست و رکاز را بمعدن هم تفسیر کرده اند لیکن اول ارجح ست و گرفتن آنحضرت صلعم صدقه از کانهای قبلیه ثابت ست **فصل** ایجاب مالم یوجبه الله بر عباد خلو نهی عنه نه ورع و تفقه و استدلال بمثل خذ من اموالهم مستلزم وجوب زکوٰة در هر جنس از اجناس ست که بران نام مال راست می نشیند و منجمله آن حدید و نحاس و رصاص و ثیاب

وفراش وحجر ومدر ست بلکه هر آنچه مالش خوانند بر تقدیریکه از اموال تجارت نباشد
حالانکه احدے از مسلمین بدان قائل نیست واین خود بنا بر آنست که ادلهٔ تخصیص اموال
مذکوره از عموم خذ من اموالهم وارد شده تا آنکه قائلے بگوید که زکوٰة غیر مخصص باید
بقا بر عموم ادله واجب ست بلکه دانچه از اموال عباد شرعیت زکوٰة ثابت ست آن
اموال مخصوص واجناس معلوم ست ودر غیر آن زکوٰة واجب نبود پس واجب درین
صورت حمل اضافت در آیهٔ کریمه بر عهد ست چه در علم اصول ونحو وبیان متقرر شده
که اضافت منقسم ست بسوی آنچه انقسام لام بوده ونجمله اقسام لام یکے عهد ست تا آنکه
محقق رضے گفته انه الاصل فی اللام وچون این معنے متقرر شد پس در جواهر ولالی
ودر ویاقوت وزمرد وعقیق وشبه وسائر آنچه نفاست وقیمت مرتفع دارد ایجاب
زکوٰة دران بے وجه ست ودر تعلیل وجوب بمجرد نفاست آنارتی از علم نیست واگر این
تعلیل درست باشد باید که در مصنوعات از حدید همچو سپر وتیغ وبندوق ونحو آن که نفیس
اشیاء داخلی ورفیع ست هم زکوٰة واجب گردد وحصین وبلور وشیشه ودیگر اشیای نفیس
که احاطه بدانها دشوار ومردم در اشهار اغیب اندملحق باشند بدان پس احسن الذهاب
وقوف ست بر حدود رسوم شارع واراحت مردم ازین تکلیفات با آنکه نزول آیهٔ ادای
صدقه نقل نشان داده اند در زکوٰة فرض **فصل** احادیث در زکوٰة عسل مختلف واقع
شده وآنچه در خرسانتها حق از برائے احتجاج باشد موجود نیست پس ظاهر عدم وجوب
زکوٰة دران بین ست **فصل** در ترهٔ از زکوٰة واجب نیست ودرین خصوص آنچه دال بر
عدم ایجاب ست بطرق آمده که بعض شاهد بعض ست واشیائیکه دران زکوٰة واجب ست
محصور ومعدود ست پس در ماعدائے آن هرچه باشد چه خضراوات وچه جز آن زکوٰة
نیست واحتجاج بعمومات درین ابواب در حقیقت ذهول از ادلهٔ خاصه ست با آنکه بنائے
عام بر خاص اجماع اهل علم معتد بهم ست وما احسن الوقوف علی الحدود والتراحیة

لے یعنی شمس زنی از بلد مصر ... ازعلمای حنفی محقق الحنفیه ۱۲

والمشی علی الطریقة النبویة فذلک هو الورع الخالص وخیر الهدی هدی محمد صلعم **فصل** حق وجوب زکوة از عین ست و اخراج قیمت جز بعذر مسوغ سائغ نیست بدلیل خذ الحب من الحب والشاة من الغنم والبعیر من الابل والبقر من البقر اخرجه ابو داود والحاکم وصححه علی شرط الشیخین وقول معاذ درین باره منقطع ست و حجت نمی شاید **فصل** ایجاب زکوة در اموالیکه دران باتفاق زکوة واجب نیست همچو دور و عقار و دواب و نحو آن بمجرد تاجیر باجرت بدون تجارت در اعیان آنها در صدر اول بگوش نخورده تا شنیدن دلیلی از کتاب و سنت چه رسد استیجار و ایجار و قبض اجرت از دور و ضیاع و دواب در میان ایشان مروج بود ولیکن ببال احدی اخراج ربع عشر قیمت آن دار یا عقار یا دابه بر راس حول خطور نکرده بلکه افتراض ایشان در راحت ازین تکلیف شاق بوده تا آنکه قرن سوم از اهل صد سوم آمد و قول بدان بلا دلیل بمجرد قیاس بر اموال تجارت حادث شد با آنکه در اینجا خود در اصل سخن ست مصرع ع کیف یقوم الظل والعود اعوج **فصل** آنچه مشروع ست اخذ جزیه ست از اهل ذمه در بدل دمای آنها و هر آنچه بعض اهل ذمه بر تسلیمش مصالحت کنند و در هر سال بدهند آن هم جزیه باشد چه گاهی این جزیه بر هر فرد از افراد اهل ذمی باشد و گاه بر همگنان بمقدار معین زده می آید و بر اخذ نصف عشر متاع تجارت اهل ذمه دلیلی نیامده و حدیث لیس علی المسلمین عشور انما العشور علی الیهود والنصاری مضطرب و تکلم فیه غیر متابع علیه ست بحجت نمی ارزد و اگر احتجاج نمایند پس مراد بعشور عشر بامال مصالح به یا ماخوذ از تجار اهل ذمه باشد اگر از تجار رامی گیرند یا جبایات و ضرائب یا خراج ست که ملوک می ستانند چنانکه در بعض روایات حدیث آمده و با این احتمال غیر منتهض از برای استدلال باشد چه اظهر در معنی عشور دوام ست یکی خراج دیگر جزیه همچو جزیه و مال صلح و این دلیل بر اخذ نصف عشر از اموال تجار اهل ذمه نیست و مؤید اراده

جزیه از دستور ست حدیث لا تصلح قبلتان فی ارض ولیس علی مسلم جزیة
فصل اموال اهل حرب بنا باصل اباحت ست هر کسے را اخذ آن چنانکه خواهد از حربی
خواه قبل از تامین رود است پس سلطان را نمی رسد که حربیان را دستوری در آمدن بلاد
اسلام و اذن تجارت در آن قلیل باشد یا کثیر چه هر کس در ستاندن مال مسلمان ست
کار بهای تجارت از زمینے به زمینے می برد و مردم روی زمین مضطر سے از مال او می گیرند
بدون نظر در آنکه این زکوة تجارت ست یا چیزے دیگر بلکه در استحلال این اخذ
اعتبار بمجرد خروج مسلمین از سفائن بمجرد وصول از بر بسوی حدود ارض که آنجا آمدنا م
می کنند پس این اخذ و جز نزد تحقیق جز مکس نیست بلا شک و شبهه والله اعلم فصل
تقدیر ماخوذ از اهل ذمه از آنحضرت صلعم ثابت نشده مگر همان قدر که در حدیث معاذ
است که از هر حالم دینارے بگیر یا برابر آن از جامه معافرے بستاند و این حدیث
را احمد و اهل سنن و دار قطنی و بیهقی و ابن حبان و حاکم اخراج کرده اند و اگرچه در آن
مقال ست لکن خارج از صلاحیت استدلال نیست پس وقوف برین مقدار متعین
باشد و تجاوز از آن روا نبود و نقص ازین مقدار برای امام و مسلمانان بالاتر ست چه
بنا بر آنکه حق ایشان ست ایشان را اقتصار بر بعض واجب از حق خود جائز ست و ظاهر
عدم فرق ست در غنی و فقیر و متوسط در استوای جواز اخذ این مقدار از ایشان و تفرقه در
اخذ این مقدار میان این هر سه بی دلیل ست و فعل صحابه صالح احتجاج نیست پس
اقتصار بر مقدار حدیث معاذ متحتم باشد و مؤید اوست حدیث مرسل ابی حویرث که
آنحضرت صلعم اهل ایله را که سه صد کس بودند بر سه صد دینار صلح کرد اخرجه البیهقی

باب در بیان قسم صدقات

غنی را صدقه از زکوة حلال نیست مگر پنج کس را یکے عامل بر اخذ زکوة دوم خریدار صدقه
بمال خود سوم قرض دار چهارم غازی در راه خدا پنجم مسکینے که صدقه خود بغنی هدیه کرده

آمده که غنی و قوی مکتسب را در زکوة حظی نیست **فصل** فقیر کسیست که غنی نباشد و غنی کسیست که پنجاه درهم یا بهای آن از زر نزد خود دارد این تعریف در حدیث مرفوع آمده پس هرکه مالک این مقدار نیست فقیرست و ملبوس و فراش و مسکن و آلات جهاد و کتب علم و آلات صنائع و نحو آن از آنچه محتاج الیه ست در دین یا در دنیا خارج ازین مقدار باشد اینچنین فقیر را اخذ زکوة حلال ست و مصیر بسوی این تقریر متحتم و حق آنست که فقیر و مسکین متحد اند اطلاق هر یکی بر غیر واجد پنجاه درهم علاوه ضرورت صحیح ست و آیه قرآنی محتمل شراء و تحریر رقاب و اعانت مکاتب در ادای مال کتابت هر دو ست و ظاهر اطلاق آیه شامل کسیست که بروی دین باشد غنی بود یا فقیر مؤمن باشد یا فاسق در طاعت بود یا معصیت آری غارمی که اعانت او مستلزم اغرایش بر معاصی دو توع در محرم باشد بے شبهه ممنوع ست بنا بر ادله دیگر و هر که وام او بنا بر سرف و معصیت بوده لکن وے ازان تائب و مقلع گردیده و طالب اعانت از زکوة بر قضاے آن دین ست پس ظاهر عدم منع ست و سبیل الله مختص بجهاد نیست اگرچه از اعظم طرق الی الله ست پس در هرچه راهے بسوی خدا باشد صرف زکوة دران صحیح ست اینست معنے آیه لغة و واجب بر ما در جای که نقل صحیح شرع دست بهم ندهد وقوف ست بر معانی لغویه و اشتراط فقر در مجاهد در غایت بعد ست و منجمله سبل خدا صرف صدقه در اهل علم ست که قیام دارند بمصالح دینیه مسلمین پس ایشان را نصیبے در مال خدا ست خواه توانگر باشند یا گدا بلکه صرف آن درین جهت از اهم امورست بنا بر آنکه علما ورثه انبیا و حمله دین و حفظه بیضه اسلام و شریعت سید الانام اند و مسافر که در وطن و در سفر مالک چیزے نیست در اعانت او از زکوة نصیبے غیر آن نصیب که بنا بر فقر آنرا می تواند گرفت نزاعی نیست و اگر هر دو جا غنی ست هیچ نمی تواند ستاند و اگر غنی در وطن و مفلس در سفر ست و قرض ممکن نیست اعانت او نیز مے رسد و اگر قرض می تواند بدست آورد پس این محل نزاع ست

لکن حق اعانت اوست نظر باطلاق آیه و این وجه وجیه ست با عدم وجود دلیل دال بر تقیید
بحالی بحالی دیگر **فصل** مصرف زکوة بنص کتاب مخصص باصناف ثمانیه ست هر که
زکوة را در جنسی از ین اصناف نهاد وی امر خدا بجا آورد و هر چه بر وی واجب بود ساقط
شد و ایجاب تقسیط بر جمیع اصناف ثمانیه بر فرض وجود همگنان با قطع نظر از حرج
و مشقت منافی فعل سلف و خلف مسلمین ست و آنچه مقتضی ایجاب توزیع هر یک صدقه
بر همه اصناف باشد نیامده آری چون جمله صدقات یک قطر نزد امام فراهم آید و همه
اصناف حاضر باشند هر صنف را مطالبه حق خود میرسد و لیکن تقسیط همگنان بسویه یا
تعمیم آنها بعطا بر امام واجب نیست بلکه در ین داد و دهش رای اوست هر صنف را که
خواهد زیاده دهد از صنف دیگر و هر کرا خواهد کم دهد نزد مدافعت کفار و بقاء از حوزه اسلام
صنف مجاهدین را بر همه گزیند و همچنین چون مصلحت مقتضی تاثیر غیر مجاهدین باشد **فصل**
حلال نیست سؤال کردن مگر سه کس را یکی ضامن مال دیگری اگرچه غنی باشد و بعد اداء
حال سائل نشود و نه زیاده بر قدر حاجت دوم کسیکه آفتی بمال او رسید پس تا اصابت
قوام و سداد عیش سؤال بکند سوم فاقه کش که سه کس از مردم دانشمند تصدیق اصابت
فاقه بوی کنند و ما سوای این هر سه سحت ست و سائل آکل حرام **فصل** حلال نیست
صدقه برای آل محمد صلعم بنا بر آنکه اوساخ مردم ست و احادیث تحریم زکوة بر بنی هاشم
بتواتر معنوی رسیده و بمخارج نفس خود بتسویغ این صدقه آنچه درخور التفات باشد نیاید
بلکه مجرد هذیان ست و بر وهن آن حق بمعزل و استدلال بحدیث ان لکم فی خمس الخمس
ما یغنیکم فاذا اسعوا ذلک حلت لهم الزکوة بر عدم تحریم صحیح نیست زیرا که در
سندش کلام کثیر ست قال الهیثمی حسین بن قیس حنش راوی او ضعیف ست کما
فی الخلاصة و مراد به بنی هاشم آل علی و جعفر و آل عقیل و آل عباس و آل حارث ست
و بس و حق تحریم زکوة ست بر بنی هاشم خواه از یشان بر یشان باشد یا از غیر ایشان

واستروح بجواز صدقه باهم بحدیث عباس قلت یا رسول الله انک حرمت علینا
صدقات الناس هل تحل لنا صدقات بعضنا لبعض قال نعم اخرجه الحاکم
صالح احتجاج نیست بنا بر مقالی که در اسناد است تا آنکه بعض رواة او متهم بوده اند کما حققه
صاحب المیزان و عموم احادیث تحریم معلوم است تخصیص آنها به مخصص غیر ناهض جائز
نباشد **فصل** قائل جواز صرف زکوة بفاسق محتاج بسوی استدلال نیست بلکه دلیل
بر کسی است که عدم فسق را شرط جواز و اجزاء صرف گمان می کند و قائل جواز و اجزاء
بوقف منع است بروی ایراد دلیل مادام که مانع بوده است واجب نیست کما تقرر فی
علم المناظرة **فصل** کتاب عزیز و سنت مطهره مصرح اند بعطاء زکوة بفقیر و تقیید به مقدار
معین نیامده و نیست معتبر مگر اتصاف مصرف بصفت فقر یا مسکنت پس صارف زکوة
درین حال صارف در مصرف شرعی است اگرچه مال تجمل و انصباء متعدد بوی بدهد و اتصاف
مصرف بغنا اگر هست بعد ازین صرف است و این ضائر صارف نیست و نه مانع از اجزا است
و هر که زعم باشد که جز دون نصاب جائز نیست وی دلیلی که صالح تقیید مطلق و تخصیص
عام باشد نیارد و نیست درینجا مگر تخیلات فاسده که مبنی بر اساس صحیح نیست **فصل**
بنی المطلب مشارک بنی هاشم اند در سهم ذوی القربی و در تحریم زکوة نیز نه من عدای
ایشان اگرچه در نسب برابر اند و حکم موالی آل محمد صلعم حکم آل محمد است و در تحریم صدقه
ابن عبد البر گفته نیست خلاف در میان مسلمانان در عدم حل صدقه بر موالی ایشان و استحلال
آن بتعلیل عدم شرکت در نسب و نبودن حصه آنها در خمس خلاف ثابت از نص است
فصل حلال است گرفتن عطیه سلطان اگرچه جائر باشد آنحضرت عمر را فرمود هرچه
ترا ازین مال بیاید و تو مشرف و سائل نیستی آنرا بگیر و هرچه چنین نیست انتظارش مکن رواه
مسلم و نیز این حدیث دلیل است بر جواز اخذ عمالة العامل **فصل** ادله طافح و مصرح اند بآنکه صرف
زکوة در ذوی الارحام افضل است بدون فرق در میان صدقه واجبه و مندوبه و ترک

استقلال در مقام احتمال نازل بمنزلهٔ عموم در مقال ست با آنکه در حدیث ابی سعید
نزد بخاری ست تصریح ست بآنکه آنحضرت صلعم زنی را فرمود که شوهر و پسرت احق بآن
بصدقهٔ تو و حدیث لك ما اخذت یا معن نزد احمد و بخاری ثابت شده و این
ادله تبرع ست از قائل بجواز و اجزا و در قیام او بمقام منع از مانع بودن قرابت با
وجوب نفقه کافی ست و قائل بدان دلیلی که نافی در محل نزاع باشد نیاورده و این
بر تقدیری ست که بدست قائل جواز حجت تمسک باصل نباشد فکیف که او لا عموماً و خصوصاً
اهل باشند بجواز دفع زکوة بسوی اصول و فروع فصل ائمه و سلاطین را مطالبه
زکوة و قبض صدقات در رعایا و ادادن زکوة بایشان نزد طلب واجب ست بدلیل امرت
ان آخذها من اغنیائکم و باحادیث بعث سعاة از برای اخذ صدقات و حدیث
من منعها فانا آخذها و شطر ماله و باین ادله کتاب و سنت که دال بر وجوب طاعت
اولی الامر ست ولیکن در مجموع این ادله آنچه دال باشد بر عدم جواز و اجزای صرف
رب المال در مصرفش قبل از مطالبهٔ امام موجود نیست بلکه وجوب آن بر ارباب اموال
و وعید شدید و ترغیب و ترهیب که در عدم اخراج زکوة و اخراج آن وارد ست مفید
آنست که ولایت صرف از برای ایشان ست پس نزد عدم امام خود ظاهر ست و همچنان
نزد وجود او با عدم طلب واضح و اما نزد مطالبهٔ امام پس ظاهر عدم جواز صرف از برای
خداوند مال ست بنا بر آنکه عصیان اولی الامر ست حالانکه امر بطاعتش آمده و لیکن
آنکه مجزی ست یا نه پس ظاهر اجزا ست زیرا که میان عصیان امر امام و میان عدم اجزا
ملازمت نیست و نزد ائمه آن مطالب بدلیل ست و مراد بحدیث فانا آخذها و شطر
ماله مانع از اخراج ست مطلقا و موید ثبوت ولایت از برای رب المال هست آیه
ان تبدوا الصدقات فنعما هی و ان تخفوها و تؤتوها الفقراء فهو خیر لکم
و درین آیه اعظم متمسک مانع مستند ست و قول آنکه گفت که این آیه در صدقهٔ نفل ست

بدلیل سیاق زیراکه اعتبار بعموم لفظ است نه بخصوص سبب چنانکه در اصول متقرر شده آری تطبیق ادلهٔ وارده در حق آنحضرت صلعم بر من بعد او از ائمه و سلاطین تا آنکه حکم آنها هیچ حکم نبی صلعم باشد محتاج فضل نظر است و ناظر بمجرد اجماع سکوتی که بعد از عصر نبوت واقع شده قانع نمی تواند شد و قتال صحابه با مانعین زکوة بنا بر ارتداد و تصمیم عزم بر منع زکوة بود و دفع زکوة بسوی ائمهٔ جور و سلاطین عدوان جائز و مسقط واجب است دران شک و شبه نیست و خدای تعالی اعدل از انست که بر رب المال دو تا زکوة فراهم سازد یکی بظالم دهد و دیگر در مصرف دیگر بذل نماید و حصل هدایای امرا غلول است زیراکه اهدای آن بسوی او بمجرد امارت و نیست و اگر امارت نمیداشت هرگز کسی هدیه بسوی او نمی فرستاد و این هدیه که با میر آمده از برای تقرب الی الله یا قصد تبرک با میر مذکور نیست بلکه بغرض طلب عدل یا دفع جور او ست حالانکه عدل و ترک جور بروی بدون این هدیه واجب است پس هدیهٔ مذکور بایں حیثیت رشوت محرمه باشد و اشکال بقبول آنحضرت از برای هدایای مردم غیر وارد است زیراکه عدل آنحضرت مقطوع است چنانکه جور از وی صانه الله تعالی مامون و هدیه بسوی آنحضرت اکرامش نه از برای جلب عدل و دفع ستم بود بلکه بمحض تبرک بلا شک و شبه و بالجمله شیطان بذریعهٔ قبول این هدایا توصل با ئمهٔ جور کرده و مفاسدی که درین توسل هست بر عاقلی مخفی نیست و و لها بروتی محسن مجبول است و معارف نزد

اهل نهی و فهم باشد تا بعطایا چه رسد

بی نیازی همتی دارد کریمان واقف اند ما هم از دست در خود چیزها بخشیده ایم

و اقل احوال این هدیه آنست که امیر باخذ آن هشاش بشاش گردد و منزلت مهدی نزد او مرتفع شود و در مجرد این حال الفابه صدر و تکدر خاطر خصم نهار سیت دیگر فهیم که در مجلس حکم نزد منظور مهدی و خصم او تحرز از زین مضیق کند بار سی دیده و ر تنها مهدی خود این تحرز مقدور او نیست و این را اثری در خفض حجت خصم ست کما لا یخفی

باب در بیان صدقهٔ فطر

این صدقه فرض ست بر هر بنده و آزاد و ذکر و انثی و صغیر و کبیر و حاضر و بادی که
مسلمان باشد و آن یک صاع ست از تمر یا از جو و در روایتی از گندم و در لفظی از
اقط و در روایتی دو مد از گندم و در لفظی نصف صاع از قمح و در روایتی صاعی از زبیب
و حدیث صاع صحیح تر ست از حدیث نصف صاع ولیکن دران تصریح به اطلاع یا تقریر نبی
نیست بلکه ابن خزیمه گفت که ذکر حنطه در حدیث ابی سعید غیر محفوظ ست نمی دانم که وهم
از کیست و همچنین ابو داود گفته و بالجمله صاع افضل ست و نصف صاع مجزی و لفظ صاعا
من طعام که در حدیث متفق علیه ست در عموم شمول او ادرای حنطه مختص ست با حادیث
نیم صاع گندم ولیکن این حدیث ضعیف اجماع صحابه نیست که حجت باشد و زمان ادای این
صدقه قبل از خروج مردم بسوی نماز ست و مقصود بیان طهرت صیام از لغو و رفث و طعمه
مساکین ست هر که پیش از نماز روز عید زکوة فطر ادا کرد و هر که بعد از نماز داد پس صدقه
از صدقات ست و این دلیل ست بر عدم اجزای آن بعد از نماز عید و تعجیل دران
جائز بلکه مستحب ست هر که بمقدار کفایت خود و عیال خود در روز فطر موجود دارد و واجد
یک صاع زائد بر مقدار کفایت مذکور ست بروی اخراج آن لازم ست بحدیث
اغنوهم عن الطواف فی هذا الیوم پس غنا در فطره آنست که مستغنی باشد از طواف
و گدائی کردن دران روز و فقیر کسی ست که مفتقر بطواف دران روز ست پس تحتم وجوب
بر واجد غنا از عادت بمقدار فطره واجب ست و مصرف فطره کسی ست که واجد این مقدار
نیست نه آنکه مصرف او مصرف زکوة باشد

باب در بیان صدقهٔ تطوع

هفت کس که روز حشر زیر سایهٔ خدای عز و جل باشند منجمله آنها یکی کسی ست که صدقه
پوشیده می دهد تا آنکه شمال او نداند که یمین او چه میدهد و هر کس در قیامت زیر سایهٔ صدقه

باشند تا آنکه میان مردم فیصله شود و هر که مسلمانی را جامه پوشاند وے از حلهٔ سبز بهشت
جامه پوشد و هر که مسلمانی گرسنه را بخوراند از ثمار جنت بخورد و هر که مسلمانی تشنه را آب
نوشاند وی از رحیق مختوم بیاشامد و دست بالا بهتر از دست پائین ست بالا آنکه می دهد و
پائین آنکه می ستاند و بدایت در تصدق بعیال ست و بهترین صدقه آنست که از پشت
توانگری باشد و مستعف را خدا عفیف می سازد و مستغنی را غنی می گرداند و افضل صدقه
جهد مقل ست یکے آنحضرت صلعم را گفت نزد من دیناری هست فرمود صدقه کن بر
نفس خود گفت یک دینار دیگر ست فرمود بر فرزند خود صدقه کن گفت دیناری دیگر
نیز هست فرمود بر زن خود صرف کن گفت نزدم دیگر ست فرمود بر خادم خویش خرج
کن گفت دیگر دارم فرمود انت ابصر به یعنی تو داناتری بصرف آن و زنی که از طعام
خانه بدون تباهی بدهد اجر انفاقش یابد و شوهرش را اجر اکتسابش بود و هم خازن را
اجر باشد و یکی دیگرے را کمی در اجر نکند و این حدیث متفق علیه ست زن ابن مسعود زیور
خود صدقه کردن خواست ابن مسعود گفت فرزندانت احق اند بدان آنحضرت صلعم فرمود
ابن مسعود راست گفته شوی و فرزند تو احق اند باین صدقه و در روایتے آمده ترا دو
اجر ست اجر خویشی و اجر صدقه و این در بخاریست و ظاهر حدیث در صدقه واجبه ست
و هو الحق اگرچه ایرادش در تطوع کرده اند و سخن در جواز زکوٰة باصول و فروع گذشت و همیشه
مردم چه مرد و چه زن سؤال می کنند تا آنکه روز رستخیز بیایند و بر روی ایشان پاره
از گوشت نباشد و سؤال اموال از برای تکثر سؤال اخگر ست گو کم طلبد یا بسیار خواهد
و رسن گرفته پشتهٔ هیزم بر پشت آوردن و بفروختن آن آبروے خود نگاه داشتن بهتر
از خواستن از مردم ست خواه بدهند یا ندهند و سؤال خراشی ست که سائل بآن روی
خود مجروح می سازد مگر آنکه از پادشاه خواهد یا در امر ناگزیر

کتاب در بیان خمس

مستحقش بیانست که در آیهٔ واعلموا انما غنمتم من شیء الخ ذکرش رفت و آن خدا
و رسول و ذی القربی و یتامی و مساکین اند و سهم رسول بعد از وی از برای امام مسلمین است
بحدیث ان الله اذا اطعم نبیا طعمة فهی للذی یقوم بعده اخرجه ابو داود
من حدیث ابی الطفیل و منکر سهم ذوی القربی در خمس مفرط است و حاصل آن در ذوی القربی
بطریق فرض ورود که غیر ایشان را در آن نصیبی و قطیری نباشد مفرط است و استیعاب کل اصناف
و ظاهر نظم قرآنی فی اخراج خمس در هر صنف از اصناف مذکوره در قرآن است اند و صنف آخر
در خود خمس از ارباب مصالح دعوی مجرد بلا دلیل است و ظاهر او لا مقتضی وجوب خمس در غنیمت است
پس عدول بسوی غیر غنیمت جز بدلیل دال بران نتوان شد و گذشت که واجب در رکاز خمس است
و اما ایجاب آن در جمیع معادن و مجاوزت از آن بسوی صید بحر و بحر و مسک و حطب و حشیش
چنانکه بسیاری از مصنفین کرده اند پس ناصواب است بنا بر عدم وجود دلیل دال بران
و تأمل در اموال عباد که داخل در املاک ایشان باشد بوجهی از وجوه مقتضی ملک حرمت است
و عدم جواز اخذ چیزی از انست مگر بطیبت نفس مالک آن چیز و بنا بر صحرای اکل باطل
باشد و تحقیق در غنیمت قتال و در معدن زر و سیم وجوب خمس است بنا بر آنکه در حدیث
رکاز آمده قیل و ما الرکاز یا رسول الله قال الذهب والفضة التی خلقت فی
الارض یوم خلقت اخرجه البیهقی و هر چند در سندش سعید مقبری است لکن قاصر از
صلاحیت تفسیر حدیث نیست و ایجاب خمس در عسل وقتی صحیح آید که آیهٔ واعلموا
انما غنمتم شامل او باشد

کتاب در بیان صیام

فرمود آنحضرت صلعم که پیشی نکنید رمضان را بروزهٔ یک روز و دو روز مگر آنکه مردی روزه
می داشت در آن روز پس وی روزه گیرد متفق علیه من حدیث ابی هریرة و نهی مفید
تحریم است و عمار بن یاسر گفته هر که روز شک روزه گیرد وی عصیان ابو القاسم کرد

وابن در بخاری تعلیقا و اہل سنن آنرا موصول ساختہ اند و ابن خزیمہ و ابن حبان
تصحیحش نمودہ پس صوم یوم الشک حرام باشد اگرچہ خلاف درین مسئلہ از عصر
صحابہ تا ایندم بودہ آمدہ است و مرکزی از مراکز مردم در غلو اثبات و نفی گردیدہ و احتجاج
بمرویات دالہ بر مشروعیت و استحباب مطلق صوم صحیح نیست زیراکہ این ادلہ مخصوص ست
باحادیث امر بصوم و افطار برویت ہلال یا اکمال عدت و نہی از تقدم رمضان بیک دو
صوم و نہی از صوم نصف اخیر شعبان و تجارے عوام مسلمین بلکہ بعض خواص درین اعصار
بر صوم و افطار بمجرد شکوک و خیالات کہ از شریعت حقہ برکران اند قاضی بعجب و بکا
برین و انتظار قیامت ست و کیف کہ ابن عمر از انحضرت صلعم شنیدہ کہ می فرمود چون
ہلال رمضان ببینید روزہ گیرید و چون ماہ شوال بنگرید افطار نمائید و اگر ماہ بنا بر ابر
پوشیدہ شود اندازہ اش کنید و سی روزہ بانجام رسانید متفق علیہ و در مسلم تصریح ست
بتقدیر ثلثین و لفظ بخاری اکمال عدت ثلثین و در لفظے اکمال عدت شعبان ست یکبار
مردم جستجوی ہلال رمضان می کردند ابن عمر دیدہ بانحضرت صلعم خبر کرد مردم را امر بصیام
فرمود ہمچنین یکے بادیہ نشینی آمد و گفت کہ ہلال دیدہ ام پرسید شہادت لا الہ الا اللہ
می دہے گفت آری می دہم بلال را فرمود تا در مردم برو زد فردا اند کنند پس در صوم شہادت
عدل واحد بسند ست و این منافی حدیث اذا شہد ذوا عدل انہما رأیا الہلال
الخ نیست زیراکہ دلالتش بر عدم عمل بشہادت واحد بطریق مفہوم ست و حدیث صوم
بشہادت واحد و امر مردم بدان منطوق ست پس مفہوم شرط درینجا بنا بر وجود اراجح
ازان غیر معمول بہ است و مؤید اوست ادلہ دالہ بر قبول خبر آحاد علی العموم مگر آنچہ دلیلش
خاص کند و محل نزاع مندرج ست زیر عموم بعد تخصیص ہر دو خبر مذکور بران و رویت
معتبر در صوم رویت لیلی ست نہ نہارے خواہ پیش از زوال باشد یا بعد ازان و زعم
خلاف آن مبنی از معرفت مقاصد شرعیہ بمراحل دور ست و احتجاج بمرویات رکیک ردی و زیاد دلیل

ودر جنب بطلان احتجاج به مفهوم تمام قوله تعالی ثم اتموا الصیام الی اللیل
وامثال هر دو دلیل غیر دال اند بر محل نزاع اول از آن جهت که اخبار را در رؤیت در وقت
معتبر کرده اند و همین ست مراد ایشان از لفظ امس و ثانی از آن جهت که مراد بدان اتمام
صیام ست تا زمان معین یا افطار و یا محله اعتداد بر رؤیت هلال در نهار دو را بانقضا
فصل نیت از برای صوم از شب واجب ست زیرا که در احادیث تصریح ست بآنکه
هر که تبییت نیت صوم قبل از فجر نه کرد او را صیام نباشد
ومراد به نیت مجرد قصد و اراده بسوی کدام شیء ست بدون اعتبار امری دیگر و شک
نیست که هر که هنگام سحر برخاست و سحر خورد او را قصد معتبر حاصل شد همچنین هر که امساک
کرد از مفطرات از طلوع فجر تا غروب شمس وی لامحاله قاصد صوم ست اگرچه صوم عدم
دیگر از اکل و شرب منع کرده باشد پس مجرد اراده سحور قائم مقام تبییت نیت ست نزد
کسی که اعتبار تبییت می کند و مجرد امساک از مفطرات و کف نفس از آن همه روز نیز
قائم مقام نیت ست نزد کسی که اعتبار تبییت نمی کند و هر که گوید واجب در نیت برین مقدار
است وی برهان بیارد چه مفهوم نیت لغة و شرعا غیر ازین نیست که ذکر رفت و همچنین حال
سائر عبادات ست که مجرد قصد دران کافیست بدون احتیاج بسوی زیادت مثلا در
نیت وضو مجرد دخول در مکان معتاد از برای وضو و در غسل مجرد اشتغال بشستن اعضا
مخصوصه بر صفت مشروعه و در نماز مجرد در آمدن در جای نماز و تاهب از برای آن و
شروع دران بر صفت مشروعه بسند ست وقصد و اراده لازم این افعال است بنابر عدم
صدور مثل آن از عقلا از برای مجرد لعب و عبث و این در صوم فرض باشد واما صوم
تطوع پس متطوع امیر نفس خود ست و آنحضرت صلعم پیش اهل خود می در آمد و می پرسید که نزد
شما طعامی هست اگر می گفتند هست می خورد ورنه روزه دار می ماند ولکن در ینجا میتوان گفت
که این حدیث را دلالت بر عدم وجوب تبییت نیت نیست زیرا که این سؤال بعد از تبییت

واقع شده بریں تقدیر تخصیص صوم متطوع از عموم حدیث تبییت تا تمام ست و فصل
خیریت مردم در تعجیل فطر است و اعجل مردم در افطار احب عباد بسوی خدا است و در
سحور برکت باشد و تاخیر دران سنت و افطار بر تمر یا بر آب نزد نیافتن خرما ماموربه ست
و از صوم وصال نهی آمده و اصل در نهی تحریم ست و هر که در صوم قول و عمل زور ترک
نکند خدا تعالی را حاجتی در ترک طعام و شراب او نیست گویا تحریم کذب گفتار و کردار
درحق روزه دار موکد تر ست ورنه حرمتش بر غیر صائم اوضح تر از مهر و اضح ست و تقبیل و ملا
بدن زن در روزه جائز و از آنحضرت صلعم ثابت شده ولیکن وے علیه السلام املک
بود از برای ارب خود و لهذا شیخ را دران رخصت و جوان را از ان نهی فرموده و قبله
را در حکم مضمضه داشته و در صوم و احرام حج احتجام نبوی در حدیث ابن عباس نزد بخاری
آمده و در روایت دیگر از اوس بن شداد افطار حاجم و محجوم وارد شده و بخاری وغیره
تصحیح آن کرده اند لیکن اول راجح ست چه حدیث انس که بعد از نهی رخصت داد نص
در محل نزاع و مغنی ست از تاویل و تهویل و حجامت خودش در صوم مؤید اوست و اکتحال
آنحضرت صلعم در رمضان ثابت شده لیکن سندش ضعیف ست و ترمذی گفته لا یصح
فیه شئ و صائم که بنسیان صوم اکل و شرب کرده صوم را تمام کند و این اطعام و سقے
از جانب خدا است و نیست بروی قضا و کفاره آن صوم و همچنین در ذرع قے قضا
نباشد اگرچه در استقاء قضا واجب ست و احمد در سندش اعلال کرده ولیکن دارقطنی
سند این حدیث را صحیح قوی نشان داده پس حق وجوب قضا در تعمد قی باشد نه
در قیئی که بی اختیار آید و تفصیل دران بکثرت و بسیاری آثار ست و لهذا ابن منذر حکایت
اجماع کرده ست بر آنکه تعمد قی مفسد صیام ست و فصل صوم در سفر رخصت ست هر که اخذ کرد
باین رخصت خوب کرد و هر که روزه گرفتن دوست داشت بروی گناه نیست و در حدیث
حمزه بن عمرو اسلمی تفویض صوم و فطر بر رای مسافر ست و حمل آن بر تطوع نا صواب چه نزد

ابی داود و حاکم تصریح ست بمصادفت ماه رمضان و در حدیث اولئک العصاۃ امر بافطار آن یوم بالخصوص بود و لیس بر مخالفت آن امر بعصاۃ نامیده شدند بمجرد صیام در سفر و در حدیث لیس من البر الصیام فی السفر بروایت نسائی زیادت علیکم برخص الله التی رخص لکم فاقبلوا آمده و این تصریح برخصت مشعر بعزیمت صوم ست وهو المطلوب و حدیث الصائم فی السفر کالمفطر فی الحضر موقوف ست و ران حجت نباشد و شرط صوم استطاعت ست پس مستعطش و ستاکل را صوم واجب نبود ابن عباس گفته در آیه و علی الذین یطیقونه اهم شیخ کبیر را رخصت افطار ست بجای هر روز یک مسکین را بخوراند و نیست قضا بروی لیکن مرفوع درین باب در کتابی از کتب حدیث ثابت نشده و نه کتاب عزیز بران دلالت کرده چه آیه و علی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین منسوخ ست بآیه مابعدش فمن شهد منکم الشهر فلیصمه و این مروی ست از جماعه از صحابه یا محکم ست پس ظاهرش جواز ترک صوم از برای مطیق غیر معذور باشد با وجوب فدیه بروی و این خلاف اجماع مسلمین ست و اثر ابن عباس که ذکر یافت مناسب معنی آیه نیست چه آیه درباره مطیقین ست نه درباره غیر مستطیع صوم و همچنین اثبات فطر از برای حبلی و مرضع دال ست بر آنکه آیه منسوخ ست در ماعدای این هردو و علی کل حال در آیه کریمه دلالت بر وجوب اطعام بر تارک صوم غیر مطیق نیست و هو محل النزاع و چنانکه در کتاب و سنت دلیلی برین سخن نیست همچنان در غیر این هردو حجت نیز دلیلی بران یافته نشد پس حق عدم وجوب اطعام ست و باین رفته است جماعتی از سلف و حجت بآثار صحابه قائم نیست و نه احدی را او تعالی از عباد خود باین آثار متعبد ساخته و برات اصلیه مستصحب ست جز ناقل صحیح ازان نقل نمی تواند کرد فصل کفاره صوم یک رقبه یا صوم دو ماه پیاپی یا اطعام شصت مسکین ست چنانکه در قصه مجامع در رمضان از حدیث ابی هریره در صحیحین و سنن ثابت شده و هم که صحیح کرده

جنب ست از جماع غسل برآرد و روزه گیرد وقضا نکند و هر که بمیرد و بروی صیام باشد
از طرف او ولی او روزه نهد و این در حدیث متفق علیه از عائشه آمده و ظاهر حدیث
عدم فرق ست میان آنکه میت وصیت کرده باشد بدان یا نه و من زعم خلاف
هذا فلیأت بحجة تدفعه و قضای صوم بر حائض لازم ست نه قضاے نماز و زوال
عقل رافع قلم تکلیف ست پس قول بوجوب قضا بر مجنون فرع وجوب اداست و چون
خود ادا بروی واجب نیست وجوب فرع یعنی چه و لابد ست بر موجب قضا تصحیح وجوب
ادا بر زائل العقل و دونه مفاوز و جائز ست تفریق در قضاے صوم رمضان بحدیث
ان شاء فرقه وان شاء تابعه رواه الدارقطنی وصححه ابن الجوزی و بقول
او تعالی فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ و این صادق ست بر مجتمع و بر متفرق هر دو بنا بر حصول
عدت بهر یکے از ینها و برائت اصلیه قاضی ست بعدم تعبد باشق مصداق معنے آیه اخف
وحدیث فلیسرده ولا یقطعه ضعیف ست نزد جماعه حفاظ۔

باب در بیان صوم تطوع و صیام منهی عنها

صوم یوم عرفه مکفر سال ماضی و آتی ست و صوم عاشورا مکفر سال گذشته و این
صوم افضل صیام متطوع به ست و در صوم رجب چیزے وارد نشده مگر آنکه داخل ست
در صیام اشهر حرم پس مستحب باشد و احادیثی که در خصوص صوم رجب آمده همه واهیست
و در استحباب صوم یوم غدیر دلیلی وارد نشده و صوم اثنین که دران ولادت یا بعثت
یا انزال وحی بسوی آنحضرت صلعم بوده ثابت ست و هر که بعد از رمضان شش روز از
شوال روزه گرفت گویا صوم دهر گرفت برابر ست که در اول شوال یا اوسط یا آخر آن
روزه گیرد یا متصل نهد اگرچه اولی اتصال ست ولیکن نزاع در شرطیت اتصال باشد
و صائم یک روز در راه خدا هفتاد ساله راه از دوزخ دور تر است و مراد براه خدا نزد اطلاق
جهاد باشد و آنحضرت چندان روزه می گرفت که می گفتند که افطار نکند و چندان افطار میکرد

که گمان میبرفت که روزه نگیرد و دیده نشد که جز رمضان ماه کامل روزه گرفته باشد و
بیشتر روزه دار در شعبان می بود و معنی اصوم از اقرب قرب الی الله ست آنحضرت صلعم
از رب سبحانه حکایت کرده که فرمود الصوم لی وانا اجزی به و این حدیث
متنی ست از احادیث که از وضع قصاص و اختلاق اهل اهوا است ابوذر گفته امر فرمود
مارا آنکه سه روزه در هر ماه گیریم سیزدهم و چهاردهم و پانزدهم و این نزد نسائی و ترمذی است
و ابن حبان تصحیحش کرده و زن را روزه گرفتن در حضور زوج جز باذن او جائز نیست
یعنی در غیر رمضان و از صیام روز عید الفطر و یوم النحر نهی آمده و نهی مقتضی تحریم ست و
ایام تشریق ایام اکل و شرب و ذکر خدای عز و جل ست روزه آنها حرام باشد مگر
کسیکه نا جد هدی نیست خواه متمتع باشد یا قارن یا محصر بنا بر اطلاق حدیث و
تخصیص شب جمعه بقیام و روز جمعه بصیام منهی عنه ست مگر آنکه در روزه صوم یکی افتد
و تنها روز جمعه صوم نباید گرفت مگر آنکه پیش یا پس از ان یک روزه دیگر گیرد و در حدیث
مستنکر نهی از صوم نزد انتصاف شعبان آمده و حدیث نهی از صوم در روز شنبه
مضطرب ست مگر رجالش ثقات اند و ابوداود گفته این حدیث منسوخ ست زیرا که
ام سلمه گوید آنحضرت روز شنبه و یکشنبه اکثر روزه می گرفت و می فرمود این هر دو روز
یوم عید مشرکانست می خواهم که مخالفت ایشان بکنم و این نزد نسائی و احمد و غیره است
و ابن حبان تصحیحش کرده و ظاهر حدیث ابی قتاده استحباب صوم یوم عرفه ست مطلقا و
ظاهر حدیث عقبه بن عامر عدم مشروعیت صوم یوم عرفه است مطلقا و ظاهر حدیث ابی هریره
نهی از صوم یوم عرفه در عرفات است و حاکم و ابن خزیمه این حدیث را صحیح گویند و عقیلی
باستنکارش رفته و جمع میان حدیث ابی هریره و حدیث ابی قتاده آنست که این
نهی خاص بحاج باشد و غیر او داخل زیر عموم حدیث ابی قتاده بود لیکن جمع
میان حدیث عقبه و حدیث ابی قتاده مشکل ست و فرمود روزه نداشت کسیکه

روزه اید گرفت این لفظ متفق علیه ست و لفظ مسلم لا صام و لا افطر ست و ظاهر حدیث من فطر صائما آنست که حصول اجر بمجرد صدق فطر ست هرچند بجرعهٔ از آب یا پارهٔ از تمر باشد و از برای اعتبار شبع یا سد رمق یا ماکول معتاد وجهی نیست زیراکه مسمای افطار بفرو رفتن چیزے از گلو بشکم واقع شده و من زاد زاده الله فی حسناته

باب در بیان اعتکاف

دخول در معتکف بعد از نماز صبح بحدیث متفق علیه ثابت شده و این اعتکاف در عشرهٔ اواخر رمضان می فرمود تا آنکه بمرد و سر مبارک از مسجد می برآورد تا شانه اش کنند و در خانه جز از برای حاجت در نمی آمد عائشه گوید سنت آنست که معتکف عیادت بیمار نکند و حاضر بر جنازه نشود و مساس و مباشرت زن نکند و جز بحاجت لا بدیه بیرون نیاید و نیست اعتکاف مگر بصوم و نیست مگر در مسجد جامع و رجال حدیث نزد ابی داود رجال اوست بعضی گفته اند که آخر حدیث موقوف ست زیراکه در روایت نسائی لفظ من السنة درین حدیث ذکر نیافته و ابن عباس گفته بر معتکف صوم نیست مگر آنکه بر نفس خود واجب گرداند وحق آنست که شرط یا رکن یا فرض بودن کدام شئے از برائے شئے دیگر جز بدلیل ثابت نمی شود زیراکه حکم شرعی یا وضعی ست و دلیلیکه دال باشد بر آنکه اعتکاف جز بصوم روا نیست نمی آید تا آنکه ترغیب در اعتکاف وارد شده و اعتبار صوم منقول نگشته و اگر معتبر می بود تا گزیر بیانش از برای است می فرمود و اعتکاف آنحضرت با صوم امر اتفاقی ست و اگر معتبر باشد اعتکافش در مسجد او صلی الله علیه و آله و سلم هم معتبر بود و در غیر آن از احدے اعتکاف صحیح نباشد و این باطل ست و خود آنحضرت صلعم در عشر اول شوال اعتکاف کرد و منقول نشد که روزه گرفت و یوم فطر از جملهٔ عشر اول ست و یوم صوم نیست پس حق عدم اشتراط صوم در اعتکاف ست و عمر بن خطاب را امر بایفاے نذر اعتکاف یک شب که در جاهلیت کرده بود بمسجد حرام فرمود و این متفق علیه ست در مسلم بجای شب

روزہاست و در روایت صحیحین ارجح از روایت احمدہاست نزد عدم امکان جمع و حدیث
اعتکف و هم ضعیف است و اعتکاف یک ساعت و فوق آن بلکه بقدر فواق ناقه
جائز است و اقل آن بحسب مختلفه باشد و این حدیث اگرچه صالح احتجاج نیست لیکن
اصل عدم تقدیر بوقت معین است و دلیل بر مدعی او است و لزوم کامل شرط صوم است
نه شرط اعتکاف و این بر تقدیریست که شرطیت صوم تسلیم نموده آید۔

باب در بیان قیام رمضان

هر که در رمضان قیام کند یعنی نماز گزارد یا تلاوت کند در شبهاے آن از روی ایمان
و احتساب گناهان متقدم او بخشیده شود و این متفق علیه است از حدیث ابی هریره و
ظاهر لفظ رمضان مفید تمام ماه است نه بعض آن و لفظ گناه شامل صغیره و کبیره هر دو است
پس مفید مغفرت کبائر بلا توبه باشد و هو الحق و ظاهر آنست که حاصل مے شود این قیام
بنماز وتر که یازده رکعت است تا با قراء و بطوریکه الآن معتاد است در عهد آنحضرت صلعم
واقع نشده بلکه ایجاد حضرت عمر است رضی الله عنه که ابی بن کعب را بجمع مردم امر کرده
و در قدر صلوة ابی اختلاف است از یازده تا بست و بست و یک و بست و سه و بالجمله عددے
معین در مرفوع نیامده و تکثیر نفل و تطوع سود مند است پس منع از بست و زیاده چیزے
نیست چنانکه جمود بران و اعتقاد عدم اجزاء کمتر از ان آثار سے از علم ندارد و چون عشر
اخیر از رمضان می در آمد آنحضرت صلعم کمر خود محکم می بست و شب زنده می داشت و بایقاظ
اهل خود می پرداخت بیت

زین دیده شب زنده دار خویشتنم   که تلخ کرد بماے تو خواب شیرین را

باب در بیان شب قدر

این شب بهتر از هزار شب است و در آن فرشتگان و روح فرود می آیند تا دم
صبح سلامتی است چند صحابه این شب را در خواب در هفت شب اخیر دیدند آنحضرت صلعم

فرمود خواب شما متفق ست بر سبع اواخر پس تحری آن درین شبها می باید کرد و این در حدیث متفق علیه از ابن عمر آمده و معاویہ بن ابی سفیان بودنش بشب بست و هفتم رمضان از آنحضرت روایت کرده ولیکن راجح وقف او ست و در تعیین آن چنانکه حافظ در بلوغ المرام گفته اختلاف ست بر چهل قول که در فتح الباری بایرادش پرداخته علامه شوکانی در وبل الغمام اشارت بهفت و چهل قول کرده و گفته که در شرح منتقی بذکر ادلہاش با بیان راجح و مرجوح پرداختہ ام و آن رجحان بودن او ست در اوتار عشر اواخر ماه مبارک صیام انتہی و عائشہ آنحضرت صلعم را گفت اگر دانم که شب قدر کدام شب ست دران چه گویم فرمود این دعا بگو اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عنا شعر کریما بخشائے بر حال ما ÷ که ہستم اسیر کمند ہوا ÷ این حدیث را ترمذی و حاکم تصحیح کرده اند

باب در بیان شد رحال

بالان بستن جز بسوی سه مسجد که آن مسجد حرام و مسجد نبوی و مسجد اقصی باشد منہی عنہ ست و لفظ لا تشد الرحال بضم دال بر نفی و بسکون آن بر نہی ہر دو آمده و مراد بنفی درینجا محل نہی ست و این حدیث مرفوع متفق علیه از ابی سعید خدری مروی شده و مسئله از معارک ست و قلاقل و زلازل بسیار بران در زمن سلف و خلف الی الآن روداده و حق آنست که سفر بسوی مواضع متبرکه غیر این مساجد بقصد خصوصیت تبرک بدان موضع ممنوع ست تا امر جاہلیت رواج نپذیرد و قبر و عبادتگاه ولی از اولیاء و طور ہمه درین نہی یکسان ست و گرفتیم که مستثنی منه درین حدیث اخص ست نه عام تاہم دلیلی جدا از برای جواز شد رحل بسوی قبور انبیاء و اولیا درکار ست و دلیل موجود نیست و جواز سفر از برای طلب علم و تجارت و نحو آن بادلۂ اخری ہم ثابت شده و حافظ ابن حجر در بلوغ المرام این حدیث را در آخر باب اعتکاف آورده بنا بر آنکه اعتکاف در مسجد باشد

واین مساجد بترتیب ذکر افضل مساجد روی زمین است ودیدیاوست حدیث ابی الدرداء مرفوعا که نماز در مسجد حرام برابر صد هزار نماز ست ودر مسجد من برابر یک هزار ودر مسجد بیت المقدس برابر پنجاه هزار نماز وسندش نزد بزار حسن ست

کتاب در بیان حج وعمره

یک عمره تا عمره دیگر کفاره گناهان ست که در میان هر دو بوده باشد وحج مبرور را جزای جز جنت نیست واین حج وعمره جهاد بے قتال ست از برای زنان وعمره واجب نیست اگر کند بهتر باشد وسندش ضعیف است وراجح وقف اوست بر جابر بن عبد الله وهم از جابر مرفوعا آمده که حج وعمره دو فریضه اند مگر سندش با وجود تصحیح حاکم ضعیف منقطع ست پس حجت نیز زد وواجب عمل ست بر برادت اصلیه تا آنکه ناقلی ازان بیاید وآنچه مفید وجوب باشد بطریق صحیح نیامده بلکه آنچه آمده است دلیل بر مطلق مشروعیت عمره ست پس حق درینجا قول ذاهب بسوی عدم وجوب ست وهمه عمرهای آنحضرت صلعم در اشهر حج بود وتمام سال وقت اوست

باب در بیان فرضیت حج

نزول فرضیت حج قبل از هجرت ست نزد صاحب نهایه یا در سنه شش ست واین قول اکثر ست یا سنه هشت یا نه یا ده یا پنج ودر مسلم وغیره آمده که آنحضرت تا چند سال درنگ کرد و حج نمود ودر سال دهم بمردم اعلام کرد واین دلیل تراخی ست چه اگر علی الفور واجب بود هم دران سال که فرض شد امر بحج می نمود وگر گفتیم که عذرے داشته باشد بارے تاخیر بیان از وقت حاجت نارواست وآنرا دلالت فور ست حدیث من وجد زادا ودراحلة ولم یحج فلیمت یهودیا او نصرانیا واین از طریق سه صحابی آمده وجمله طرقش ضعیف ست واحسن اقوال دریاره اوامر مطلقه آنست که لفظ افعل که صیغه امر باشد دلالت نمی کند مگر بر مجرد طلب فعل مامور به از فاعل بدون آنکه مقید باشد بفور یا تراخی یا یکبار یا تکرار ولکن

یک بار از ضروریات ایجاب ست و قائل آنکه امر از برای فوریا تراخی ست یا مقتضای
وجود واحد و یا اکثر بل کند غیر منیب ست و وجوب حج بر واجد زاد و راحله است و بر فاقد یکے
ازین هر دو واجب نیست و تفسیر سبیل بزاد و راحله مرفوعاً بطریق مرسل صحیح و بسند ضعیف
هر دو آمده و تتبع بعض مختص ست از برای احتجاج زیراکه وجود وصل در جمیع طرق مانع تقویت
بعض ببعض و شد خفیه آن نیست و معنا از برای تفسیر سبیل بزاد و راحله و نفی نیست
بلکه بیان ست از مرض و امن و وجود محرم از برای زن داخل در سبیل ست و شرطیت تکلیف
و اسلام و حریت تعلق بفاعل دارد و زاد و راحله و امن و محرم شروط متعلقه بفعل ست پس
بعض شروط فعل را از برای وجوب گردانیدن و بعض را از برای ادا مقرر کردن غیر معقول
بعقل و نقل ست آنحضرت صلعم فرمود تنها نشود مرد با زن مگر آنکه محرم او باشد و سفر نکند
زن مگر آنکه همراه محرم باشد مردی گفت زن من بحج رفته است و نام من در فلان غزوه
نوشته شد فرمود برو حج کن با زن خود و این در مسلم ست از حدیث ابن عباس و بهر حدیث
ابن عباس ست مرفوعاً که حج یک بار ست و زیاده بر یک بار نفل

فصل در وجوه احرام و صفت آن

صحابه در حجة الوداع بر چند وجه بودند بعض تنها احرام عمره بستند و بعض احرام حج و عمره باهم
کردند و بعض تنها احرام حج نمودند این افراد ست و ثانی قران و اول تمتع پس متمتع در
مکه رسیده از احرام برآمد و حلال شد و قارن و مفرد حلال نشدند تا آنکه روز نحر آمد و این
متفق علیه ست از حدیث عائشه رضی الله عنها **فصل** آنحضرت صلعم حج قران کرد و فرمود
اگر از پیش معلوم می شد سوق هدی نمی کردم و تمتع می کردیم پس تمتع را افضل گردانید
فرمود این متعه تا ابد ست و این بحث طویل الذیل در شعب الحج و القول ست هر کرا اراده
شود بر صواب باشد و نیز رجوع بهدی حافظ ابن القیم و شرح منتقی کند و در یابد که چارده
صحابی راوی فسخ حج بعمره اند و حق همین ست که تمتع افضل انواع ست و اما اینکه متعین ست

وغیر آن ناجائز چنانکه ابن القیم بتوجیهش پرداخته و در تقریرش اطالت کلام کرده پس
صحیح ست **فصل** حج صبی صحیح ست و مادر و پدر را در ان اجر باشد اگر ممیز نیست ولی
از طرف او اعمال حج بجا آرد و باین رفته اند جمهور و لیکن این حج مجزی از فریضهٔ اسلام
نیست بلکه وجوب آن بر ذمهٔ او بعد از بلوغ باقیست و این را مجمع علیه گفته اند و در حدیث
موقوف ابن عباس آمده هر کودک که حج کرد سپس به بلوغ رسید بر ویست حج گزاردن بار
دیگر و هر بنده که حج کرد لیس آزاد شد بر ویست حج دیگر رواه ابن ابی شیبة و رجاله ثقات
و در حجة الوداع زنی را اذن حج داد از طرف پدر که از پیری بر راحله ثابت نمی تواند ماند
و این زن خثعمیه بود و زن جهنیه را دستوری حج از طرف مادرش که نذر حج کرده بود و بمرد
ارزانی نمود و فرمود أرأیت لو کان علی امك دین اکنت قاضیة اقضوا الله فالله
احق بالوفاء و این هر دو حدیث در بخاری ست و اول متفق علیه و در انها دلالت ست
بر صحت حج قریب از قریب نه بر حج اجنبی از اجنبی و نیست دلیل بر ایجاب وصیت بحج و بر
اجرای آن از میت و معهذا اگر کسی وصیت کرد امتثالش از ثلث مال که دران بعمر آخر
اختیار تصرف دارد و بدان ماذون ست بشرط عدم ضرار واجب باشد اما آنکه این
حج مستطیع واجب از میت ست یا نه پس محل تردد ست و بیکه حاج از طرف او غیر قرابت
باشد و در حدیث شبرمه تصریح بآن نیست که حاج از طرف او اجنبی بود بلکه در روایتی لفظ
اخ یا صدیق یا قریب آمده و مع الاحتمال لا یتم الاستدلال و نیز مرفوع شبرمه اول ثابت
نشده و معهذا راجح نزد احمد وقف اوست و نزد دارقطنی مرسل ست در اصح و ابن حبان
سندش را صحیح گفته و دیگران رفع ثابت نموده و حدیث انس نزد ثعلبی بلفظ من اوصی
بحجة الحج ظاهر آنست که صحیح نباشد چه ثعلبی از اهل روایت نیست و تفسیرش مملو بموضوعات ست
و بیهقی نیز مثل آن از جابر آورده ولیس سندش در خور نظر ست

باب در بیان مواقیت

میقات اهل مدینه ذو الحلیفه است بر یک فرسخ از آنجا و میقات اهل شام جحفه است
که آن را مهیعه هم نامند و اکنون ویران است و بجایش رابغ گرفته اند و میقات اهل نجد
قرن منازل است و میقات اهل یمن و اهل هند یلملم و این مواقیت از برای کسی ست
که از اهل این مواضع نیست و باراده حج و عمره در آنجا رسیده و هر که آنجاست از آنجا و هر که
دون اینهاست از هر جا که خواهد احرام ببندد تا آنکه اهل مکه هم از مکه بر بندند و میقات اهل
عراق ذات عرق است و در رفع این حدیث شک است و آنچه در بخاری ست آنست که توقیت
این میقات عمر بن خطاب کرده و ابن عباس از برای اهل مشرق توقیت عقیق بطریق مرفوع
روایت نموده و این حدیث نزد احمد و ابی داود و ترمذی ست **فصل** میقات عمره حل است
زیرا که عائشه را با برادرش عبد الرحمن بسوی تنعیم فرستاد و این مکان اقرب حل ست بسوی
مکه و هر که گفته جز از تنعیم روا نیست و وی در مکه است متمسکی بر ست او نیست اگر تسهیل عائشه
از برای خوشنودی خاطر عاطرش ثابت گردد هم از مکه احرام عمره می توان بست ورنه بحل
بر آید تخصیص تنعیم بی دلیل ست و همچنین ایجاب احرام بر داخل حرم بدون اراده حج و عمره
بی برهان جلی ست مردم در عصر نبوت بنا بر حوائج بمکه مکرمه می در آمدند و منقول نشد
که احدی احرام بسته آمده باشد بلکه دخول حجاج بن علاط و ابی قتاده در میقات بی احرام
ثابت شده و برائت اصلیه مستصحب ست و نقل از ان جز بناقل صحیح توان بود و لزوم دم بر
مجاوزش در غیر مریدین نسکین متمسکی نیست رای اجتهادیست و آثار صحابه حجت نباشد —

باب در بیان احرام و آنچه متعلق باوست

اهلال آنحضرت صلی الله علیه و سلم از نزد مسجد ذو الحلیفه بود و فرمود آمد مرا جبرئیل و گفت که امر کنم اصحاب
خود را برفع اصوات باهلال و خودش از برای اهلال متجرد شده غسل بر آورد و فرمود محرم
قمیص و عمائم و سراویلات و برنس و خفاف نپوشد مگر آنکه یکی نعلین نیابد پس پایان
تر از هر دو پاشنه ببرید خفین بپوشد و فرمود جامه سوده زعفران و ورس نپوشد و زن نقاب

بر روی بیفگند و دستانه نپوشد و استعمال طیب قبل از احرام و از برای حل قبل از طواف
در حدیث متفق علیه عائشه آمده و محرم را نکاح و انکاح و خطبه و صید نا روا است مگر
صید مرد حلال که از برای این کس نکرده است و احادیث رد صید محمول ست بر صید حلال
از برای محرم چنانکه حمار وحشی صید کرده صعب بن جثامه را باز گردانید و فرمود انا حرم
و پنج دابه فاسق اند در حل و حرم در خور کشتن باشند زاغ و غلیواز و کژدم و موش و سگ گزنده
و حجامت در احرام ثابت ست بحدیث متفق علیه ابن عباس و در حلق راس از قمل تخییر
در میان یک شاة یا سه روزه یا اطعام شش مسکین وارد شده هر مسکین را نصف صاع
این نیز متفق علیه ست از حدیث کعب بن عجره و بدان قرآن نازل شده و قطع شعر سبب
موت قمل ست و ایجاب فدیه بر ستردن موی ست نه بر انداختن سپش و در حکم قمل ست
قلع و قطع دیگر موذیات از جنس دمامیل و شوک و سن و دم و سائر آنچه ایذا دهد و لازم
درین همه همان ست که در حلق شعر آمده کما قال الله تعالی ففدیة من صیام او صدقة
او نسک و لیکن این لزوم بعد از ثبوت منع ازین فعل ست چنانکه در موی سر ثابت شده
و در سائر منع از آن ثابت نگشته که اصل درینجا جواز و عدم لزوم فدیه ست و نتوان گفت
که این امور مقاس بر حلق نیند بلکه داخل اند زیر آیه کریمه فمن کان منکم مریضا چه لابدست
از تقدیر محذوف در آیه مثل آنکه چنین گویند فمن کان مریضا ففعل شیئا من محظورات
الاحرام او به اذی من راسه فحلق ففدیة الایة و این ظاهر ست و لیکن سخن در
بودن قلع سن و قطع بشره از محظورات احرام ست تا آنکه فدیه لازم آید و جز بضرورت روا نبود
و این را دلیلی معلوم نیست پس مراد با آیه آن باشد که چنان بیارست که همراه آن فعل
چیزی از محظورات که دلیل بدان وارد گشته همچو لبس مخیط و تغطیه راس و او را جایز ست
و در روز فتح مکه خطبه خواند و فرمود که او تعالی فیل را از مکه باز داشت و برای هیچ یکی پیش از من
حلال نشده و مرا نیز دمی حلال گردید و احدی را بعد از من حلال نیست صید او را نرمانند

وخارش نبرند و لقطهٔ او جز از برای منشد حلال نباشد و صاحب قتیل فدیه گیرد یا کشنده را بکشد و بر گزارش عباس که اذخر بکار و بار خانه و گور می آید استثنایش فرمود و مکه را ابراهیم علیه السلام حرم ساخته و اهل او را دعا کرده و من مدینه را حرم ساختم چنانکه ابراهیم مکه را حرم گردانید و دعا کرده ام در صاع و مد مدینه همچو دعای ابراهیم از برای اهل مکه و این مدینه حرام ست از مابین عیر تا ثور و این حرمت درباره صید و شجر و لقطه مختص ست بسلب قاتل صید و قاطع شجر دران و تحقیق مرام درین مقام نزد ما آنست که بر کشندهٔ نخچیر و برندهٔ درخت در حرم مدینه از جزا و قیمت هیچ واجب نیست بلکه فقط آنچه ست دهر که قاتل و قاطع مذکور را بباید سلب او بگیرد و همچنین بر حلال در صید و شجر حرم مکه هیچ واجب نیست مگر مجرد اثم آری بر محرم جزای که در قرآن کریم ذکر یافته واجب ست نزد کشتن شکار و در درخت مکه چیزی نیست زیراکه دلیلی که بدان قیام حجت می تواند شد وارد نشده و روایت وجوب بقره در قطع دوحه کبیره بصحت نرسیده و آنچه از بعض سلف مرویست دران حجت نیست و حرام ست وج که وادی از اودیه طائف باشد ابوداود از حدیث زبیر بن عوام آورده که آنحضرت صلعم فرمود صید وج محرم و حسنه المنذری و صححه الشافعی و این نص ست در محل نزاع و خلاف آن ثابت نشده

باب در بیان صفت حج و دخول مکه

جابر بن عبد الله گفته آنحضرت صلعم حج کرد ما همراه وی بر آمدیم چون از مدینه بذی الحلیفه رسیدیم اسما بنت عمیس زن ابوبکر صدیق محمد بن ابی بکر را زایید آنحضرت فرمود غسل برآر و جای خون را بجامه ببسته احرام بر بند و خود در مسجد نماز گزارد و بر قصوی سوار شد چون ببالای بیدا آمد اہلال بتوحید کرد و گفت اللهم لبیک لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك تا آنکه بخانه کعبه رسیده استلام حجر اسود کرد و سه بار در طواف رمل نمود و چهار بار مشی کرد و بمقام ابراهیم آمده دو رکعت طواف بگزارد و باز برکن

بگوشه استلامش فرمود. از در حرم بر آمده نزد صفا این آیه فرو خواند اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ
مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ و گفت آغاز کنم در سعی بآنچه او تعالی آغاز کرده پس بالای صفا بر آمد
تا آنکه خانه کعبه را دید و روی بقبله شده این توحید و تکبیر ادا فرمود لا اله الا الله وحده
لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر لا اله الا الله انجز وعده
ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده و میان این ذکر سه بار دعا کرد و فرود آمده
بسوی مروه رفت و سعی نمود و بشتافت در پستی وادی و چون به بلندی بر آمد آهسته رفت
بر مروه و آنچه بر صفا کرده بود هم بر مروه بجا آورد و مردم بعد این اعمال حلال شدند مگر آنحضرت
صلعم را احرام ماند و چون روز ترویه که هشتم ذیحجه باشد مردم متوجه منی شدند آنحضرت صلعم
در منی ظهر و عصر و مغرب و عشا و صبح بگزارد و بعد از بامداد اندکی درنگ کرد تا آنکه آفتاب
بر آمد و بسوی عرفه راند و نزد مشعر باستاد و دید که قبه اش در نمره زده اند و این جا خارج
از حد عرفات است دران فرود آمد و بعد از زوال فرمان پالان بستن بر قصوی داد و در
بطن وادی عرفه رسید و مردم را خطبه خواند درین اثنا بلال اذان گفت و اقامت کرد
پس نخستین نماز ظهر گزارد و بعد اقامت دیگر نماز عصر بجا آورد و میان این هر دو سنتی
نخواند پس سوار شده بموقف آمد و بطن ناقه را بسوی صخرات گردانید و مجمع حبل مشاة
را در پیش رو کرد و روی بقبله شد و تا آنجا استاد که مهر فرو شد و اندکی زردی دور گردید تا آنکه
نزد غروب قرص آفتاب از عرفه سوی مزدلفه برگشت و تیز راند و زمام ناقه را می کشید
تا آنکه سرش بمورک رحل می رسید و مردم را باشارت بدست راست می فرمود ای مردم آهسته
روید و بر هر کوه که می آمد اندکی ارخای عنان می کرد تا ناقه بالای آن بر آید تا آنکه بمزدلفه
آمده مغرب و عشا را بیک اذان و دو اقامت بگزارد و میان هر دو کدام سنت و نفل نخواند
و بخواب رفت چون بامداد شد بر خاست و نماز فجر در اول صبح بگزارد و این باذان و اقامت
بود پس سوار شد و بمشعر حرام آمد و روی بقبله شده دعا کرد و تکبیر و تهلیل بر آورد و تا آنجا استاد

کہ صبح بخوبی روشن گردید پیش از آنکہ آفتاب برآید روان شد و پیش محسر رسید و ناقہ
را تند کرد بقدر یک تیر مود و راه میانہ کہ بر جمرهٔ کلان مے برآید برفت و این غیر آن راه است کہ
از آن بعرفات رفتہ بود و آن اخشب نام است چون بجمرہ کہ نزدیک درخت ست آمد هفت
سنگریزہ دینہ انداخت با هر سنگے تکبیر برآورد و هر سنگریزہ آن بہ مانند خذف بود کہ بانگشت
می افگنند و آن را باطن وادی انداخت باتفاق پس بر نشان داده آمد و این رمی از بطن وادی کرد و نحر
بکشت در آنجا نحر کرد و هم سر تراشید و انگشت کہ نحر کند بعده سوار شد و بسوی خانہ کعبہ برآمد و
و رمل نکرد و در این حدیث عظیم الشان اکثر الفوائد اند بود در صحیح مسلم ست خزیمہ بن ثابت
گرد آنحضرت صلعم بعد از لبیک از خدا سوال رضوان و جنت می کرد و برحمت او از نار پناه
می جست و اسنادش ضعیف ست نزد شافعی و در حدیث بر شرعے معین نحر فرمود و دیگران را
گفت کہ من اینجا نحر کرده ام شما در رحال خود بکنید و من در اینجا استادم و تمام عرفہ موقف ست
و من در این مقام وقوف نمودم و مزدلفہ همہ موقف ست و این را مسلم از جابر آورده و وقت
گفتہ چون بمکہ آمد از طرف اعلای آن کہ جانب ذی طوی و علیا ست در آمد و چون برآمد
از جانب پائین آن کہ ثنیہ سفلے باشد برآمد و نیز آمده بمکہ نمی آمد تا شب بذی طوی بسر می کرد
و صبح غسل می برآورد و باز داخل مکہ می شد و این در حدیث متفق علیہ است و تقبیل حجر اسود
و سجده نمودن بران در روایت ابن عباس نزد حاکم مرفوعا و نزد بیہقی موقوفا آمده
و در سہ شوط اول تحر رمل و در چهار باقی تحریم مشی میان حجر اسود و رکن یمانی فرموده
چون در رکن دیگرے را از غنا است [illegible] لمس کرد و عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجر اسود را
گفت من میدانم کہ تو سنگے ہستی نہ زیان می رسانی و نہ سود میدہی و اگر نمی دیدم کہ رسول خدا صلعم
ترا بوسہ میکرد هرگز نمی بوسیدم این در بخاری و مسلم متفق علیہ است از حدیث ابن عباس
[illegible] ضعیف ست [illegible]
ثابت شده است کہ آنحضرت صلعم [illegible] استلام رکن یمانی و تقبیل آن [illegible]

رواه مسلم عن ابی الطفیل و ترمذی صحیح حدیث طواف آنحضرت صلعم بطریق اضطباع
بیرون خبر کرده و نزد صحابه یکی بر دیگری عیب تحلیل یا تکبیر آنکه رمی کرد اگر یکی تحلیل ست
پس دیگری تکبیر و ابن عباس را همراه سامان یا ضعفه از مزدلفه بشب روانه ساخت
و جواز عدم مبیت تحقیق درچنین صورت ست پس بس همین ام المومنین سوده را که گران اندام
و بطی بود شب مزدلفه رخصت روانگی پیش از هجوم مردم ارزانی داشت و این در احادیث متفق علیها
آمده و نادری جمره قبل از طلوع شمس منع فرموده ولیکن در سندش انقطاع ست ام سلمه
شب نحر قبل فجر رمی کرده بعده طواف افاضه بجا آورده این باذن آنحضرت بود صلعم و اسنادش
بر شرط مسلم ست و گفت هر که حاضر نماز صبح شد با ما در مزدلفه و استاد تا آنکه روانه شویم و
پیش ازین بعرفه هم استاده بود در شب یا در روز پس حج او تمام ست و چرک او دور کرد این
حدیث را ترمذی و ابن خزیمه تصحیح کرده اند و عادت مشرکین چنان بود که تا هنگام برآمدن آفتاب از مزدلفه
نرفتند و اشرق ثبیر می گفتند رسول خدا صلعم بر خلاف ایشان افاضه پیش از طلوع آفتاب
فرمود و تلبیه گویان ماند تا آنکه جمره عقبه را رمی کرد و درین هنگام خانه کعبه را جانب یسار و منی
را جانب یمین گردانید و هفت سنگریزه زد و این رمی روز نحر بهنگام چاشت بود و بعد ازان
در سه روز دیگر بعد از زوال رمی می کرد جمره اولی را که نزدیک مسجد خیف ست هفت
سنگ می زد و با هر سنگی تکبیر می گفت و پیشتر بزمین نرم میرفت و تا دیر رو بقبله استاده دست
بر داشته دعا می کرد بعده برمی جمره وسطی می پرداخت و بجانب چپ در زمین نرم آمده
رو بقبله قیام می فرمود و تا دیر هر دو دست برداشته دعا می کرد پس جمره ذات العقبه
را از بطن وادی سنگریزه می انداخت و نزدش وقوف نمی فرمود و این در بخاری ست مانند
حدیث ابن عمر مرفوعا دو بار اللهم ارحم المحلقین گفت و در کرت سیوم بر عرض مردم
والمقصرین هم افزود و در حلق قبل از ذبح و در نحر پیش از رمی لا حرج ارشاد کرد و بالجمله
آن روز از تقدیم و تاخیر هیچ سخنی پرسیده نشد مگر آنکه همین عدم حرج را در فعل آن کار

ہدایت نمود و این متفق علیہ ست از حدیث ابن عمرو بن العاص بلکہ در بخاری از مسور بن
مخرمہ آمدہ کہ خودش نحر قبل از حلق کرد و صحابہ را بدان امر فرمود و گفت چون رمی جمرۂ عقبہ
کردید و موی سر تراشید بد خوشبو و ہر چیز جز زنان شما را حلال گردید و در سند این حدیث
ضعف ست و فرمود نیست بر زنان حلق بلکہ ایشان قصر می کنند و سندش حسن ست و
عباس را اذن مبیت مکہ در لیالی منا بنا بر سقایہ داد و برعاء ابل در عدم بیتوتت منی
رخصت ارزانی داشت و فرمود رمی کنند روز نحر بعدہ فردای آن از برای دو روز بستیر
روز چہارم کہ یوم النفر ست و این حدیث را ترمذی و ابن حبان صحیح گفتہ اند و خطبہ خواند آن
وی صلعم در روز نحر در حدیث متفق علیہ آمدہ و ہمچنین در روز ثانی نحر کہ یوم الرؤس ست خواند
خطبہ کرد و گفت الیس ھذا اوسط ایام التشریق الخ و عائشہ را ارشاد کرد کہ طواف
بخانہ و سعی تو میان صفا و مروہ حج و عمرہ ہر دو را کافی ست و ابن عباس گفتہ در طواف
افاضہ رمل نکردہ و ظہر و عصر و مغرب و عشا گزاردہ اندکے در محصب بخواب رفت سپس سوار
شدہ بخانہ آمد و طواف وداع نمود و این در بخاری ست و عائشہ نزول نبوی را در ابطح
بطریق نسک انکار کردہ و گفتہ کہ نزول درین منزل بنا بر سماحت خروج بودہ نہ از مناسک
حج و مردم را امر کرد تا آنکہ آخر عہد ایشان بخانۂ کعبہ باشد مگر بر حائض تخفیف کردہ و فرمودہ نماز
در مسجد من بہتر از ہزار نماز در مسجد دیگر ست جز مسجد حرام و نماز در مسجد حرام بہتر از نماز درین
مسجد من ست بصد ہزار نماز رواہ احمد عن ابن الزبیر و صححہ ابن حبان۔

باب در بیان فوات و احصار

در حدیبیہ آنحضرت صلعم محصور شد پس حلق راس کرد و بزنان را مجامع شد و ہدی را
قربانی نمود و در عام قابل عمرہ بجا آورد و ضباعہ بنت زبیر را کہ بیمار بود و قصد حج بر آمدہ امر کرد
تا آنکہ احرام بندد و شرط کند کہ محل من جائیست کہ انجا مرا حبس کنی و این حدیث عائشہ متفق علیہ
بخاری و مسلم ست و فرمود ہر کہ پای او شکست یا لنگ گردد وی حلال شود و از احرام برآید و سال

آمیت و حج بگذارد و عکرمه که راوی این حدیث ست می گوید که ابن عباس و ابو هریره تصدیق
این حدیث کرده اند و ترمذی تحسینش نموده **فصل** در حدیث خذوا عنی مناسککم
که در صحیح مسلم وغیره ست امر ست باقتدای افعال و اقوال وے صلعم و امر مفید وجوبست
پس مناسکے که رسول خدا بیانش فرموده همه واجب ست نیست خارج ازین وجوب مگر چیزیکه
دلیلش خاص کرده ست اما آنکه صحت حج جز بفعل جمیع مناسک یا اختلال حج باختلال بعض
مناسک می شود دلیلی بران نیست و آنچه عدمش مؤثر در عدم باشد آن شرط ست نه وجوب
و در ادله مناسک حج آنچه مفید تاثیر عدمش در عدم حج باشد جز وقوف بعرفه نیست و شک نیست
که استدلال ببعض افعال آنحضرت صلعم بر وجوب و ببعض بر ندب تحکم ست و همچنین بعض
افعال را نسک و بعض را غیر نسک گفتن نیز تحکم باشد بلکه ظاهر آنست که جمله افعال صادره
در حج مناسک ست چه آنحضرت صلعم بیان نفرموده که نسک فلان فعل ست و فلان
فعل نسک نیست ولکن لابد ست که این افعال مقصود بالذات باشند چو احرام و وقوف
بعرفه و طواف و سعی و رمی جمار نه آنچه غیر مقصود بالذات ست چو مبیت بمنی در لیالی رمی
یا بسبب غیر حج باشند چو جمع دو نماز در مزدلفه و نحو آن از آنچه تفصیلش گذشت ومن
امعن النظر کثیرا من الاعمال الواقعة منه صلعم فی حجه المعدودة مناسک
مستقلة وفرضا وسننا ومندوبات وجد اکثرها مما ولدته الآراء
الاول بعد انا من غیر نص فیه الاجتهاد حقه کما لا یخفی علی ذی لب **فصل**
مراد باهلال رفع صوت باشد و ظاهر ادله آنست که واجب نیست مگر نیت احرام حج و در آن
آن امری دیگر نیست و اشتراط مقارنت این نیت با تلبیه یا تقلید بی دلیل ست بلکه تلبیه
ذکری مستقل و سنتی مفرده است و همچنین تقلید هدی و نیست کلام در ثبوت مشروعیت
این هر دو امر بلکه سخن در آنست که این هر دو شرط نیست در احرام حج و من ادعی ذلك
فعلیه البرهان **فصل** ثابت نشده که احدی را امر کرده باشد بغسل از برای احرام حج

حائض ونفساء غسل این هر دو بنابر تقذر بوده وغسل آنحضرت بحدیث ضعیف ثابت
است و محتمل است که از برای احرام باشد یا از باب وعثاء سفر یا تبرد یا نحو آن پس
با وجود احتمال در فعل و عدم صدور امر بدان ثبوت مشروعیتش نمی تواند شد و همچنین دلیلی
بر استحباب ازالهٔ تفث قبل از احرام نیست و قیاس بر تطییب فاسد است ولا سیما نزد ورود
ارشاد نبوی ترک شعر و بشر بعد رویت هلال ذی حجه برای مرید اضحیه و حاج اولی تر است
بنسبت او بنابر آنکه در شغل شاغل است و در صفت حاج آمده هو الشعث التفل و ابن عمر
چون بعد از رمضان عزم حج می کرد تا حج هیچ شیء از راس و ریش نمی گرفت و حاصل آنکه
تساهل در اثبات احکام شرعیه بلا دلیل بلکه اثبات خلاف دلیل دأب اهل الحدیث
نیست **فصل** استمرار محرم بر طیب بدن در حالت احرام جائز است اگر قبل از احرام بوده
و حدیث یعلی بن امیه بغسل ثیاب و نزع جبه در جعرانه بود در سنهٔ هشتم بلا خلاف و حدیث
عائشه در حجة الوداع در سنهٔ دهم بود و نیز در قصهٔ یعلی خلوق آمده نه مطلق طیب و خلوق
مخالط زعفران باشد و از زعفران مطلقا نهی آمده و آنانکه زینت همچو کحل و دهن که در آن
طیب نباشد پس وجهی از برای منع از آن نیست بلکه در حدیث حسن نزد ترمذی تدهین
آنحضرت صلعم در حالت احرام ثابت شده و کریمهٔ قل من حرم زینة الله التی اخرج لعباده عام است
نیست فرق در آن میان محرم و غیر او و کیف که خطابات تحلیل و تحریم شامل مکلف در وقت
احرام است چنانکه شامل اوست در غیر وقت احرام پس بر زاعم تحریم تزین بوقت احرام
بر کلف دلیل آوردن واجب است و حدیث الحاج الاشعث الاغبر با آنکه در آن
مقال است دال بر ایجاب فدیه بر مزیل شعث و غبرت نیست نه بمطابقت و نه بتضمن و نه
التزام **فصل** سنیت اغتسال از برای دخول در حرم و وضو قبل از طواف ثابت نشده
آری طهارت از حیض شرط است و حدیث الطواف بالبیت صلوة ضعیف است و وضوی
آنحضرت صلعم مجرد فعل است مقتضی بر وجوب نیست و نه وضو داخل در عموم مناسک است

کرپایان خذوا عنی مناسککم باشد **فصل** تمام روز عرفه وقت وقوف ست نزد
آنحضرت صلعم بعد از زوال سابق آن نیست زیرا که در جزوی از روز بوده و نیز بوده
و اتی عرفات قبل ذلک لیلا او نهارا و همین ست مذهب احمد و قول او راجح ست
از قول جمهور و تجویز وقوف در هر موضع از عرفه برابرست که بطن عرنه باشد یا غیر آن
و اگرچه احادیث وارده در نبودن بطن عرنه جای وقوف همه ضعیف ست لکن قاصر از
صلاحیت احتجاج نیست بنا بر کثرت طرق زیرا که از طریق شش صحابی آمده **فصل** احق
چنان می نماید که ذکر نزد مشعر حرام واجب باشد بلا شک بود زیرا که با وجود بودنش منقول
از آنحضرت صلعم و مندرج زیر حدیث خذوا عنی مناسککم نص قرآنی بعینه امر هم
بدان وارد گشته واذکروا الله عند المشعر الحرام و قول بندب آن از وادی تقلید
آخر اول ست و بقول قائل حجیت اجماع که مستند کاهی معروف ست و گاهی غیر معروف
منتهی نباید بود چه ادله کتاب و سنت همواره محفوظ و مدون و معروف ست و هر که بعض ذکر
را غیر واجب گفته بلکه مخلش از مرکز انصاف نابد لغو چه در اذکار که در حج وارد آمده
بعض واجب و بعض غیر واجب ست بخصوص ادله فاتقنا و فهمک تستریح **فصل**
قطع تلبیه نزد رسیدن جمره عقبه بصحت رسیده و در کتابی از کتب حدیث حرفی مخالف
آن ثابت نشده و روایت علی در موطا که قطع تلبیه روز عرفه بعد از زوال شمس می کرد معارض
این حدیث صحیح نمی تواند شد **فصل** در بارهٔ فضیلت نماز در جوف کعبه حدیثی بالخصوص
نیامده مگر در فضل صلاة در مسجد حرام پس استلزام ثبوت آن از برای کعبه بفحوای خطاب بطریق
اولی باشد و در حدیث صحیح دخول خود در کعبه و نماز گزاردن در آن آمده **فصل**
مبیت منی مقصود بالذات نیست بلکه مشروع بغرض ست زیرا که فعل ست و زمان
و مکان از ضروریات فعل باشد پس حق قول حنفیه و بعض شافعیه ست که مبیت منی
فی نفسه واجب نیست و کیف که اگر واجب می بود هرگز اذن بترک آن از برای فاعل شده

از مندوبات ہیچ سقایہ یا مباحی از مباحات ہیچ رعی نمی داد و لفظ رخص در حدیث این باب نزد الفظ آنحضرت ست صلعم **فصل** طواف زیارت در یوم النحر از ان حضرت در صحیحین ثابت شده و این دلیل ست بران که وقت این طواف ہمین ست و لم یتعبد نا الله بغیره

فصل تمتع از حاضرین مسجد حرام صحیح ست چنانکه از آفاقی صحیح ست و بناے عدم صحتش بر یکے از دو احتمال در آیۂ کریمہ باشد و مراد بحاضر مسجد حرام اہل حرم اند که مشاہدۂ مسجد حرام کنند و در بعض اوقات نماز و نحو آن حاضر انجامی شوند نه آنکه مراد بحضور را استقرار دائمی باشد **فصل** اولی قطع تلبیہ ست نزد استلام حجر زیراکه آنحضرت صلعم ہمچنین کرده و قول بقطع آن نزد دخول حرم اقرب بدلیل نیست **فصل** ادلۂ وجوب یک طواف و یک سعی بر قارن بقول و فعل ہر دو ثابت شده اما قول پس حدیث ابن عمر ست قال قال رسول الله صلعم من قرن بین حجه و عمرته اجزأه لهما طواف واحد اخرجه احمد و ابن ماجة و لفظ ترمذی اینست من احرم بالحج والعمرة اجزاه طواف واحد و سعی واحد منهما حتی یحل منهما جمیعا و گفته که این حدیث حسن ست و آنکه طحاوی اعلالش بوقف کرده جماعۂ حفاظ ردش کرده اند و اما فعل پس نزد شیخین و غیرہما ست از عائشه ان الذین جمعوا بین الحج والعمرة طافوا طوافا واحدا و درین باب احادیثہا ست و احادیث دالہ بر دو طواف و دو سعی از براے قارن ضعیف ست و در بعض متروک تا آنکه ابن حزم گفته که از آنحضرت صلعم و صحابہ چیزے درین باب صحیح نشده و لیکن این متعقب ست بحدیث ابن مسعود علی که سندش لاباس بہ ست و لہذا بیہقی و غیره بسوے جمع رفته اند و گفته که طواف قدوم و طواف افاضه کرد و گفته آرے در سعی چیزے ثابت نشده و حافظ در فتح الباری از جعفر صادق عن ابیه روایت کرده یک طواف از علی مرتضی براے قارن کرده و این خلاف قول اہل عراق ست حاصل آنکه اگر نزاع بجمع مذکور رد و رشود فبها و رنه مصیر

بسوی تعارض و ترجیح واجب ست و عالم بحدیث خبیر شاک ست در انکه او دلوات
تا احد وسعی و احد ارجح ست فصل دلیل تحریم مسئله عام ست و صوری که شرع بجوازش
آمده مثل اشعار بدنه و اوسم ابل بنا بر ستاخت و قطع سارق و نحو آن خاص پس بنای
عام بر خاص واجب باشد و اشعار بدی بسنت صحیحه ثابت ست از بدعت گفتنش موی
بر تن می خیزد و خطاب درینجا با اهل علم بفن حدیث ست و رد مقلد اعمی زعم می کند که
ابتداعش در ام الکتاب ست والحاصل ان مثل هذا الکلام لیس من من علم
الشرع فی ورد ولا صدر کما انه لیس من علم العقل فی قبیل ولا دبیر والمغرور
من احق بمثله و تقلید به مع تمکنه من النظر والکشف فصل حکم بجبر بعض
مناسک بدم و عدم جبر بعض بآن احوج ست بسوی دلیل و دلیلی که الا دم این ست
کن موجود نیست و در روایت من ترک نسکا فعلیه دم اگر بصحت رسد هر نسک را که
جبر بدم باشد و بر مدعی تخصیص آوردن دلیل واجب گردد و لکن بر وجهی که صنعش ابرای
استدلال باشد ثابت نشده و غایتش آنست که در موطا از قول ابن عباس آمده
در رفع سندش صحیح نیست بنا بر آنکه در ان دو مجهول اند و نیست حجت در قول وی رضی الله عنه
بر احدی از عباد و رحم الله ابن عباس فلقد ضیق السبیل بایجاب الدماء علی من
ترک شیئا من نسک پس لائق حال طالب حق آنست که در محل این تشریع عام البلوی
نظر فرماید اگر دلیلی مفید این معنی یابد در جبر اختصاص بعض مناسک بدم نه بعض دیگر
و در جبر ایجابش در مثل ترک ترتیب و موالات در بعض اعمال حج بنگرد اگر دلیلی یافت
فیها و رنه و توقف بر محل ماکند و آن قول این ست که در بسیاری از مسائل حج بیکی
تقلید دیگری کرده و آنرا امت مقید بآرای اهل علم گشته با آنکه بنایش بر شفا جرف
هار ست والله المستعان و آنچه گفتن آن در هر جایی می زیبد آنست که جنب یا حائض
حال الف عام ست و تحریم متقرر است و ایجاب کدام شی بر وی جز بدلیل صحیح صریح

می تواند شد و دلیل موجود نیست **فصل** اقرب والله اعلم آنست که طواف موافق صلوة
است هر که در شمارش شک کند که شش شوط کرده یا هفت وے طرح شک کرده
تحری صواب نماید اگر می تواند ورنه بنا بر اقل کند چنانکه دلیل صحیح بدان وارد گشته
فصل جماع قبل وقوف بعرفه مفسد حج نیست و در اقوال صحابه که بطریق بلاغ در موطا آمده
حجت نباشد چه در اصول مقرر شده که قول صحابی حجت نیست و اگر هست در اجماع
ایشان ست آنهم نزد کسیکه قائل بحجیت اجماع ست و حدیث ان رجلا جامع امرأته
وهما محرمان فسألا النبی صلعم فقال اقضیا نسککما واهدیا هدیا مرسل است
و مرسل علی ما هو الحق حجت نیست گو رجالش ثقات باشد و مراد برفث در آیه کریمه
اگر جماع دارند غایتش منع از وقوع باشد نه آنکه مفسد حج ست ورنه جدال هم مفسد شی
ولا قائل بذلک و در بارهٔ ایجاب یک یا دو بدنه بر زوج و زوجه دلیلی نیامده و در مرفوع
مذکور مطلق ایجاب هدی بر هر دو ست و آن بر گو سفند و گاو و شتر همه صادق ست پس
ایجاب اشد مصداق هدے چرا و آنکه در موطا از ابن عباس امر بنحر بدنه مرویه در سے
پیش از افاضه وقاع کرده آمده تقیید مطلق و تفسیر مجمل بدان صحیح نیست حاصل آنکه برائت
اصلیه مستصحب ست و جز ناقل صحیح که حجت بدان قائم شود از ان نقل نمے تواند کرد و در اینجا
این چنین ناقل موجود نیست پس واطی قبل یا بعد وقوف پیش از رمی یا قبل طواف زیارت
عاصے مستحق عقوبت ست و با توبه درخور مغفرت و حجش غیر باطل و هیچ شے لازم او
نیست و آنکه جزین زعم دارد دلیل پسندیده بیارد چه میان هیچ یکے و میان حق عداوتے
نیست **فصل** ادلهٔ صحیحه مقتضی تسویه اند در بدنه و بقره در تمتع و هر یکے از طرف هفت کس
باشد پس در کفاره هم این تسویه می باید بنا بر عدم ورود دلیل دال بر فرق میان هر دو
آری در ضحیه دلیل دال بر تفرقه میان هر دو آمده که بدنه از ده و بقره از هفت کس باشد
ولکن الحاق بعض مباحث حج ببعض اولے تر از الحاق بعض آن بابواب ضحایا ست

فصل در آیهٔ کریمهٔ فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم به ذوا عدل منکم دو چیز است
یکی اعتبار مماثلت دوم حکم عدلین وظاهر آنست که اگر عدلین حکم بغیر مماثل کنند این حکم لازم
نباشد چه مراد بیحکم به یحکم بالمماثل است وحق عدالت همین است که حکم بغیر مماثل واقع
نشود مگر بنا بر غلط یا طرو شبهه تا آنکه معتبر در مماثلت این وصف است نه آن وصف و واقع خلاف
اوست وظاهر آنست که حکم حکم در سلف لازم خلف نیست چه تحکیم عدلین در هر حادثهٔ قتل صید
ثابت است **فصل** در عمرهٔ قضا نیست بلکه اتیان آن در عام دیگر است وعذر عارض
موجب سقوط حج نیست وتعیین عام قابل تقیید آنست که تا دیر آنچیزی که مانع از ان منع کرده
فوری است تراخی از ان جائز نیست وعمرهٔ حدیبیه قضا نبود بلکه شرط بود در قریش ودر اتقا
مسلمین در سال آینده وتسمیه اش بعمرهٔ قضیه بنا بر وقوع مقاضاة بود در میان میان آنحضرت
صلعم ومیان قریش **فصل** نفوذ وصیت میت از اجرت حج بنا بر آنست که در ثلث مال او دوثلثان
بتصرف است ودر خصوص حج آنچه دال باشد بر آنکه این نفاذ از راس المال است بان
ثلث چیزی نمانده وحدیث فدین الله احق ان یقضی دفع اجرت از راس مال مراد
نیست بلکه مراد آنست که حج وا از دلیل صحیح ثابت شد چنانکه قضای دین پدر از پسر صحیح است
ونتوان گفت که لفظ عام است پس بدان اعتبار روز زیرا که این عموم نیست مگر باعتبار
فعل ونیست حج نه باعتبار دفع مال از راس مال که این معنی دلیلی وارد نشده وازینجا
شناخته باشی که وصیت میت بدادن اجرت حاج از طرف او خارج از ثلث است که
بدان ماذون است وحج از غیر قریب ثابت نشده **فصل** احادیث وارده در باب
زیارت قبر مطهر مقدس نبوی صلعم که در رسالهٔ سبکی وامثال او مذکور است همه اش بین
ضعیف ومنکر وموضوع است هیچ از ان برتبهٔ صحت وحسن نرسیده چنانکه از عبارت
سبکی در آن ثابت می شود مگر دو سه حدیث که سندش لاباس به است وما التمس تفضیل
زیارت است وبس ودر تعلق زیارت نبویه را شیخ الاسلام ابن تیمیه در منسک خود بوجه

صحیح ذکر کرده پس اقتصار بر ما ذکر و عدم مراد بر خلاف آن داب کسے ست که ایمان بخدا و روز آخرت دارد و ایجاب غیر ما وجب و اثبات مالم یثبت شیوهٔ تقلید مشوم و هنجار رای پرستان از حلاوت ایمان محروم ست

کتاب النکاح

معنی حقیقی این لفظ وطی ست و تسمیهٔ عقد بدان بنا بر ملابست ست زیراکه عقد راهی بسوی وطی ست چنانکه خمر را اثم نامند زیراکه سبب ست در اقتراف اثم و کثرت ورود این لفظ در قرآن بمعنی عقد منافی آن نیست زیراکه مجاز در قرآن بسیار ست و کثرت نه از خواص حقیقت ست و نه مخرج لفظ از مجازیت و آنکه زمخشری گفته که در قرآن جز بمعنی عقد نیامده ممنوع ست چه در حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ هرگز عقد مراد نمی تواند شد چنانکه سنت بران دال ست و جماهیر امت بدان رفته و همچنین الفاظ نکاح که در کتاب الدما از برای حملی کا سنت وارد شده جز از برای وطی نمی تواند بود چه آنجا عقد نیست

باب در بیان حکم نکاح و صفت منکوحه

هرکه از جوانان استطاعت باءة داشته باشد وی نکاح کند که اغض از برای بصر و احصن از برای فرج ست و هرکه استطیع چه دبر وی صوم ست و این وجا ست از برای او و آنحضرت صلعم گفته من نماز می گزارم و روزه می گیرم و افطار می کنم و زنان را بزنی می گیرم و هرکه از سنت من رو گرداند وی از من نیست و به باءت امر کرده و از تبتل نهی شدید فرموده و گفته تزوجوا الودود الولود که روز قیامت بشما انبیا را مکاثره کنم و آمر مقتضی وجوب ست با قدرت بر تحصیل مؤن نکاح و ابن حزم گفته فرض ست و جمهور گویند امر برای ندب ست و نزد حنفیه سنت و نزد شافعیه مستحب و با یجاد نکاح افضل است از تجرد و تخلی برای عبادت حاصل آنکه هرکه حاجتمند نکاح باشند و نکاح از برای او ادای

از ترک بود بدون احتیاج پس شک نیست که اتمّ احوال در حق او ندب ست بنا بر
او دادرده درین باب و هرکه محتاج نکاح نیست و نه شغل آن او را سلب ست از برای
او هیچ حصور و عنین پس در حق وی مکروه باشد نزد خوف اشتغال از طاعات نحو
طلب علم و جز آن از آنچه بدان حاجت می باشد یا زن بترک جماع متضرر می گردد
بدون اقدام بر معصیت و اگر از شغل از طاعات بی نیاز ست و زن بترک جماع
غیر متضرر و در نکاح نفعی راجح بسوی بارث حاصل نیست پس ظاهر آنست که مباح
باشد اگرچه ادله مقتضی این تفاصیل نیامده اما درینجا ادله دیگر و توجیه اسد کلیه آخر مقتضی
آنست و اگر درین صورت اخیر مباح نه گویند بلکه مکروه گویند بنا بر ورود ادله در ترغیب
و عزلت در آخر زمان چندان دور از صواب نیست و نکاح با زن از برای چهار
خصلت باشد یکی از جهت مال که دولتمند ست مال خود بر شوهر صرف کند دوم از جهت
حسب که دختر عالم نامی یا امیر نامدار ست سوم از برای حسن و جمال که بدان فراغ خاطر
و شکر نعمت خدا ست چهارم از برای دین و صلاح و عفت و عصمت او ولیکن تقدیم درین
همه زن دیندار است که با صنف دیگر جائز یا مستحب باشد و لهذا آمده فاظفر بذات
الدین تربت یداک و در رفای انسان نزد تزوج این دعاست بارك الله لك و
بارك عليك وجمع بينكما بخير و این در حدیث ابی هریره ست مرفوعا و ترمذی
و ابن حبان تصحیحش کرده اند و ابن مسعود گفت آنحضرت صلعم تشهد حاجت مارا چنین آموخت
أَنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا
مَنْ يَهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا
إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ با سه آیت یکی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ دوم وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي
تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا سوم يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَ مَنْ
یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا وابن را احمد و دارمی و ابو داود و نسائی
و ابن ماجہ وغیرہم روایت کردہ اند و ترمذی تحسینش و حاکم تصحیحش نمودہ و در روایات دیگر
بعض الفاظ کم و بیش ہم آمدہ چنانکہ در آخر کتاب موعظۂ حسنہ بما یخطب بہ فی شہور السنۃ
مذکور ست و نظر کردن زن مخطوبہ اگر تواند جائز ست بلکہ یکے را کہ زن خواستہ بود پرسید او را
دیدہ گفت نہ فرمود برو ببین وابن در مسلم ست و آر خطبہ بر خطبہ برادر مسلمان تا آنکہ خاطب
اول ترک کند یا اذن دہد نہی فرمودہ و جمع میان دو خواہر حرام ست حرتین باشند
یا امتین یا یک حرہ و دیگر امہ زیرا کہ آیۂ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اعم ست از آنکہ
ہر دو حرہ باشند یا امہ و قولہ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اعم ست از انکہ ہر دو خواہر یکدیگر
باشند یا غیر آن پس میان ہر دو آیہ عموم و خصوص من وجہ ست و در سنت آنچہ تعیین
راجح کند نیامدہ ولیکن نہی از جمع میان مراۃ و عمہ و خالۂ او تقویت منع جمع میان اختین ازا
اما می کند چہ لفظ مراۃ شامل حرہ و امہ ہر دو ست و شک نیست کہ قرابت میان دو خواہر
زائد بر قرابت میان زن و عمہ و خالۂ اوست و ہر کہ دعوے کند کہ مراد بقولہ بین الاختین
حرائر اند نہ اماء این سخن از وے جز بدلیل پذیرا نشود و این قول کہ سوق آیات از برائے
تحریم حرائر ست باطل ست چہ در قول وے سبحانہ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّہٰتُکُمْ تا قول او
وان تجمعوا بین الاختین حرائر و اماء مستوی بودہ اند چہ در تحریم ام مملوکہ و ہمچنین
اخت و بنت مملوکہ و آنچہ بعد از ینہا ذکر یافتہ خلافی نیست فصل اول دال اند بر تقلیل
مہر بدون تقیید بمقدار بلکہ ہر چہ قیمت دارد مہر بودنش صحیح ست چہ حدیث ولو خاتما
من حدید و حدیث نکاح زن بر نعلین و حدیث حلت زن بر صداق طعام ملء یدین
و حدیث تزوج عبد الرحمن بن عوف بر وزن نواۃ از زر دال بر عدم تقیید بحد در جانب
قلت ست و این احادیث در امہات ست بلکہ زنے را در زنی یکے بر چند سورۂ قرآن کریم

واو فرمود اذهب فقد ملكتكها بما معك من القرآن ودر لفظی از مسلم آمده
زوجتكها فعلمها من القرآن آمده ولفظ بخاری امكناكها بما معك من القرآن
است ولفظ ابو داود این ست ما تحفظ قال سورة البقرة والتی تلیها قال
فعلمها عشرين آية ودرين الفاظ دلالت ست برانکه ایجاب وقبول را الفاظ
معین نیست واما در جانب کثرت پس آنرا نیز حدی معین نیست ولهذا در قرآن شریف
ذکر قنطار آمده ومشهور مهر یکی از زوجات مطهرات دوازده اوقیه ونصف بود که پانصد
درهم باشد وهرکه زعم کند که مهر چنین قدر یا آن قدر نباشد بروی دلیل است
که مغالاة در مهر مکروه ست وصداق صفیه عتق او بود ودر یسر مهر احادیث
صحیح باشد وآنچه علی بفاطمه قبل دخول زره در مهر داد دانید این دلیل استحباب
تقدیم صداق وجبایات قبل از رخصت نکاح برای زن ست وهرچه بعد از
نکاح باشد از ان معطی ست. واحق چیزیکه بران اکرام مرد توان کرد دختر یا خواهر
ونکاحی که دران فرض صداق نکرد وپیش از دخول بآن زن مرد آن زن را مثل
صداق زنان قوم خود ست باشد بلا وکس وشطط وحلال میشود زن بدادن سویق
در مهر وابن البطریق وقفه از جابر آمده. وقول علی که مهر کمتر از ده درهم نباشد وارد
مقال ست بحجت نمی ارزد وبهتر مهر آن ست که آسان تر باشد بر مرد وعمره دختر جون
در امدن آنحضرت صلعم تعوذ کرد آنحضرت صلعم لقد عذت بمعاذ فرموده طلاق داد وابو
اسامه جامه در متعه اش داد دانید ودر سندش راوی متروک ست لیکن اصل قصه در صحیح
ونیست دلیل بر وجوب مهر کامل بمجرد خلوت وتمسک بغیر دلیل حلال نیست لا سیما در قطع
اموال عباد که اصلش تحریم ست بکتاب وسنت وحز بدلیل ازان منتقل نمی تواند شد تنبیه
امر باعلان نکاح ثابت ست وحدیث لا نکاح الا بولی مرسل ست وفرموده هر زنیکه
بی ولی نکاح کرد نکاحش باطل شد ونزد دخول مهر لازم آید بنابر استحلال فرج واگر

استئجار رود و هر سلطان ولی کسے باشد کہ او را ولی نیست و این حدیث را ابن عوانہ
و ابن حبان و حاکم صحیح گفتہ اند و دران دلالت ست بر ابطال ولایت اولیا بتشاجر
لو بتشاجر ملحق ایشان ست بعدم پس ہر کہ غائب ست نزد حضور کفو و رضای مکلفہ بدان
اگرچہ در جای قریب باشد دمیکہ خارج از بلد زن و مریدہ نکاح بود پس آن ولی در حکم
معدوم ست و سلطان ولی اوست مگر آنکہ بانوی و شوہرے راضے بانتظارش گردند کہ
درین صورت انتظار قدوم آن غائب حق این ہر دو ست اگرچہ مدت دراز گردد و یا
عدم رضا وجہی از برای ایجاب انتظار نیست و لا سیما با وجود حدیث ثلاث لا یؤخرن
اذا جاءت و از انجملہ ایم ست چون کفوش بہم رسد و معول علیہ در اعتبار ولایت
نکاح قرابت قریبہ زن ست کہ نزد تزوج زن با غیر کفو غضاضتے لاحق ایشان گردد
و مزوج او غیر ایشان باشد و این مختص بعصبات نیست بلکہ در ذوی السہام یافتہ
می شود ہمچو برادر از جانب مادر و در ذوی الارحام ہمچو پسر دختر و گاہ غضاضت
این ہر دو اشد تر از غضاضت بنی اعمام و نحوہم باشد و شکے نیست کہ بعض قرابت
ادخل ست درین امر از بعض دیگر پس آبا و ابنا اولی تر اند از غیر خود باز برادران
یک پدر و مادر اند پستر برادران از جانب پدر یا مادر پس اولاد بنین و اولاد بنات
پس اولاد برادران و اولاد خواہران بعدہ اعمام و اخوال قد ہکذا من بعد
ہؤلاء و بر نزاع اختصاص بعض دون بعض آوردن تحکمے ست و اگر بدستش چیزے
از اقوال من تقدم نیست ما را بران تعویل نباشد و حدیث لا نکاح الا بولی و شاہدی
عدل اگر ثابت شود و بصحت رسد دلیل باشد بر آنکہ اشہاد شرطے از شروط نکاح ست
بنا بر آنکہ نفی ذات مستلزم اوست و توجیہ نفی بسوی کمال محتاج قرینہ است چہ تقدیر
کمال ابعد المجازین ست و لکن در حدیث مقال ست پس متعین از برای استدلال نشود
فصل در نثار چیزے ثابت نشدہ و لکن نثر چیزے از ماکولات لا باس بہ ست زیرا کہ

مستحباً و طعام سنت و بیاست سخن در حکم شروعیت استحباب است بلا ورود احادیث صحیحه در شتی
از نبی و ظاهر آنست که این استحباب سوی از ثیب است و دلیلی دال بر تخصیص وارد نشده
سازد و صحیح رجیبن و ضعیف متحیر فصل نیست نکاح ایم بدون استیمار و نکاح بکر بدون
استیذان و اذن بکر سکوت اوست و در روایتی چنین است که ثیب احق است بنفس خود
از ولی خویش و بکر را استیمار کنند و اذن او خاموشی اوست و در لفظی این است که نیست
ولی را با ثیب امری و اختیاری و از یتیمه امر خواهند و یک زن نکاح زن دیگر بولایت
خود نکند و نه نکاح خودش نماید چه ولایت و وکالتش مقبول نیست و این را ابن ماجه و
دارقطنی روایت کرده اند و رجال سندش ثقات اند و از نکاح شغار نهی آمده و آنچنان
باشد که یکی دختر خود را بنکاح دیگری بشرط نکاح خود با دخترش بدهد و میان این هر دو مهر
نباشد و این نه خاص دختران است بلکه خواهران و دختران برادر را نیز همین حکم است
که نکاح شان بی مهر بر طریق سابق حرام و باطل است و معنی انعقاد عقد نیست بلکه واجب
بر هر یکی از زوجین توفیر مهر از برای زوجه است بنابر استحلال فرج گویا بمنزله فساد تسمیه
بود و فساد تسمیه مستلزم فساد عقد نکاح نیست و مهر شرط عقد نباشد و نهی از شغار
مقتضی فسخ و تحریم است نه مقتضی فساد عقد و زنی بکر را که پدرش نکاح او کرده بود و وی
کاره بود آنحضرت صلعم مخیر کرد و هر زن که دو ولی نکاحش کرده اند از برای اول است
و عبد متزوج بغیر اذن اهل خود عاهر باشد و جمع میان زن و عمه و خاله او حرام است
و محرم را از نکاح و انکاح و خطبه و مخطوبه شدن نهی آمده و ابن عباس گوید نکاح میمونه
در حالت احرام کرد و میمونه گفته نکاح در حالت احلال بود و اول در حدیث متفق علیه است
و ثانی در مسلم و همین است راجح که اهل البیت ادری بما فی البیت و احق شروط بوفا
شرطی است که بدان فرج را حلال ساخته اند مادامیکه محرم حلال یا محلل حرام نباشد
و فصل در عام اوطاس تا سه روز رخصت در متعه داد پس از آن نهی کرد رواه مسلم و در

حدیث متفق علیه از علی آمده که نهی کرد از متعه در عام خیبر و سبره رضی الله عنه گفته نهی فرمود
از متعه زنان و از لحوم حمر اهلیه و این در صحیحین و غیر هما ست و در حدیث ربیع بن سبره آمده
که فرمود شما را اذن داده بودم در استمتاع از زنان و اکنون او تعالی تا روز قیامت حرام
ساخته پس هر که نزد وی چیزی از جنس این زنان باشد او را بگذارد و از آنچه باو داده ست
هیچ نگیرد و این نزد مسلم و ابو داود و نسائی و ابن ماجه و احمد و ابن حبان ست و در این
دلالت ست بر نسخ نکاح متعه تا ابد و هو الحق الذی لا محیص عنه چه این نهی
در حجة الوداع بود و وقوع این نهی مؤبد در آخر مواطن از مواطن سفر آنحضرت ست صلعم
و بعد چهار ماه از آن وفات یافته پس مصیر بسوی آن واجب باشد و سخن درین مسئله
دراز ست حاصل آنکه ناسخ تحلیل مجمع علیه تحریم مجمع علیه مقید بتقیید تابید ست و ناسخ و منسوخ
هر دو قطعی اند و این بر تقدیر یست که ناسخ قطعی جز قطعی نباشد چنانکه جمهور اهل اصول گویند
ورنه ما را درین قول با جمهور موافقت نیست

فصل محلل و محلل له ملعون اند بر لسان رسول خدا
صلعم و احادیث این معنی بطرق جماعه از صحابه باسانیدی آمده که بعضش صحیح و بعضش
حسن ست و نمی باشد لعن مگر بر امر ناجائز در شریعت مطهره بلکه بر گناهی که از اشد ذنوب
باشد پس تحلیل غیر جائز ست در شرع و اگر جائز می بود فاعل و راضی را بدان لعنت نمی فرمود
و چون حرام و غیر جائز در شریعت آمد پس غیر آن نکاح ست که در کریمه حتی تنکح زوجا
غیره ذکر یافته و آمده که نکاح نمی کند زانی مجلود مگر بهمچو خود و این حدیث ابی هریره که نزد
احمد و ابو داود ست و رجالش همه ثقه موافق قول او تعالی ست وحرم ذلك على
المؤمنين پس نکاح با زانیه جائز نباشد و ظاهر حدیث ان امرأتی لا ترد ید لامس
آنست که کنایه از زنا باشد و لیکن اختلاف ست در وصل و ارسالش بلکه نسائی گفته انه
لیس بثابت و نیست وجه از برای منع نکاح با دختری که این کس با مادرش زنا کرده زیرا که تحریم
مجموع محرمات بشرع ست نه بعقل و شرع بتحریم بنت شرعی آمده و این دختر بنت شرعی نیست

تا او حلال باشد بقوله تعالی و بنا بر آنکه نتوان گفت که ام بنت لاحق مخلوقه باب اوست
زیرا که این لحوق اگر بشرع ست پس باطل ست و اگر مراد آنست که غیر شرعی ست پس
مضر نیست چه اگرچه مخلوق از آب اوست لیکن این آب نه آبی ست که بران لحوق نسب
ثابت شده بلکه آبی ست که صاحب او را اجر مجر حاصل دیگر نیست **فصل**
اگر یکی زن خود را سه طلاق داد و آن زن بشوی دیگری رفت آن دیگر هم او را طلاق
داد پیش از دخول پس زوج اول اراده تزوجش کرد و آنحضرت صلعم ازان پرسیده فرمود
لا حتی یذوق الآخر من عسیلتها ما ذاق الاول اخرجه مسلم و این دلیل ست
بر وجوب وطی و با وجود آن مجرد دخول کافی ست و انزال شرط نیست +

باب در بیان کفاءت و خیار

ابن عمر گفته آنحضرت صلعم فرمود بعض عرب اکفاء بعض اند و همچنین بعض موالی اکفاء
بعض مگر حائک و حجام و این را حاکم روایت کرده و در سندش راوی بی نام ست و
ابو حاتم منکرش گفته و لیکن شاهدی دارد نزد بزار از معاذ بن جبل بسند منقطع و فاطمه
بنت قیس را گفته نکاح کن با اسامه و این در مسلم ست فاطمه قرشیه بود و اسامه مولی زاده
و بنی بیاضه را امر بنکاح ابا هند و نکاح با وی فرموده و او حجام بود و سندش نزد حاکم
جید ست پس مقدم باشد بر روایت اولی و ناسخ بود ازان و کفاءت در نسب غیر معتبر
بود و هر که باعتبار رشته مجرد خیال بی استدلال آویخته و بودن بنات بتول رضی الله
عنها ارفع و ارشد و اعلی در نسب مستلزم آن نیست که بر کسی از غیر او جز برضای اولیا
حرام باشند و قرون مشهود لها بالخیر ازین مسائل بدور بودند و خلافت احدی از مردم
در آن معلوم نشده مگر بعد از گذشتن چهار صد سال از هجرت نبویه با آنکه مسئله استثنای
بنات فاطمه از ازدواج با دیگران قریش باشند یا غیر آن مسئله دولیه ست نه مسئله
دلیلیه و تعصب بیجا بر نهج ست نه قضیه شرعیه دینیه و اگر لابد باشد اعتبار انساب اصناف

پس شک نیست که اشرف انساب نسب بنی هاشم و افضل احساب حسب علم ست و بس و
شروط اہل فروع در باب کفاءت بکار بکار از برای تزوج و تزویج اشبه بخرافات ست
نسبت باجتهادات و کم لها من اخوات عندهم لیس علیها اثارة من علم و
حدیث خیار بریره نزد عتق متفق علیه ست و در رد وایتی نزد مسلم آمده که زوجش عبد بود و در
روایتی دیگر آمده که حر بود و اول اثبت ست و در بخاری از ابن عباس بصحت رسیده که
بنده بود و فیروز دیلمی را که زیر او دو خواهر نزد اسلام آوردن بود ارشاد کرد که طلق
ایتهما شئت و سندش را بخاری اعلال کرده مگر ابن حبان و دارقطنی و بیهقی تصحیحش
و ترمذی تحسینش نموده اند و غیلان بن سلمه ثقفی نزد قبول اسلام ده زن نزد خود داشت
و همگنان همراه او مسلمان شدند آنحضرت او را امر کرد باختیار چهار زن از آنها و این را
اگرچه ابن حبان و حاکم تصحیح کرده اند مگر بخاری و ابوزرعه و ابوحاتم اعلالش نموده و ابن
عبدالبر گفته کلها معلولة و اعله غیره من الحفاظ لعلل اخری و چون مقام
مقام وجوب تحریم و تحلیل و موضع موضع عامة البلوی ست حال دلیل برین منوال ست
پس چنانکه باید و شاید نتهض از برای استدلال بر منع زیادت بر اربع نشود و آیه کریمه
فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع بر محاوره عرب عربا و ائمه
لغت مفید تجویز از نکاح دو دو و سه سه و چهار چهار نسا در یک بار ست و در ان تعرضی از برای
مقدار عدد زنان نیست و نه دلیلی بر مفارقت دفعه اولی نزد دفعه ثانیه ست و اگر نزد کسی
نقل مخالفت این معنی از ائمه لغت و اعراب باشد پس مقام استفاده از وی ست
این تفصیل فرماید و قعقعه بدعوی اجماع نزد غیر مفزع بابن جلیها اهون و ایسر خطب ست و چه
قسم این اجماع بصحت خواهد رسید حالانکه ظاهریه و ابن صباغ و عمرانی و قومی از محققین متاخرین
برخلاف این اجماع رفته اند و هم قرآن کریم و فعل رسول رحیم که نه زن یا زیاده در بعض
اوقات فراهم آورده خلاف اجماع مذکور ست و دعوی خصوصیت مفتقر بدلیل ست و برائت

اصلیه همراه دارد و نقل ازان جز بناے قلیلے که نزد وی همه ساقط و منقطع گردد ممکن نیست و در
متقدم جبلان بالاعلائی که دران هست کجا تخصص از براے نقل از دلیل قرآنی و نقل مستطور
می تواند شد و هر که تصحیح این حدیث بر وجهی که بآن قیام حجت می تواند شد بکند یا
دلیلی دیگر در معنے این حدیث بیارد خدا ایش جزاے خیر دهد چه بیان آن سبکی و بیان
حق مداورت و انصاف نیست و بر عالم ایفای حق اجتهاد ولاسیما در مقامات تحریر و تقریر
چنانکه در همه ابحاث این کتاب و جز آن کرده ایم و می کنیم واجب هست و نزد جوک جیری
و رصد تورع در عمل باید کرد نه در تقریر صواب فایاك ان تحامی الصرایح بالحق الذی
سلع الیه ملکتك بقیل و قال ولاسیما بل من اطی تجس حبا کتین من
الرجال فانك لا تسأل یوم القیامة عن الذی ترتضیه منك العباد بل عن
الذی یرتضیه المعبود واذا جاء نهر الله بطل نهر معقل ع ومن ورد البحر
استقل السواقیا **فصل** آنحضرت صلعم دختر خود زینب را بر ابو العاص بن الربیع بعد
از شش سال بنکاح اول برگردانید و نکاح تازه نکرد و این حدیث نزد احمد و حاکم
بصحت رسیده و در حدیث دیگر آمده که نکاح جدید کرد ولیکن ترجیح اول را اجرا از روے
اسناد گفته و یکے که اسلام آورده نکاح کرده بود و شوی او گفت می دانی که من مسلمان
شده ام پس آنحضرت آن زن را از شوهر دیگرش کشید و بشوهر اول داد و این را ابن
حبان و حاکم تصحیح کرده اند **فصل** چون در پهلوی عالیه که زنے از بنی غفار بود و دخول
در جمع تماب ملاحظه بیاض کرد فرمود جامهٔ خود پوش و بکسان خویش را بسپرد و او را کابین
وادن کرد و در سندش مجهولی هست و از عمر بن خطاب آمده که زن برص یا مجنونه یا مجذومه
را صداق هست عوض مسیس و این صداق بر ذمهٔ فریب دهنده هست یعنی اگر ولی آنست
ورنه بر جاهل نادان نیست و از علی مرتضی هم نحو آن بزیادت قرن آمده و قضاء
عمر رضی الله عنه در عنین اجل یک سال هست ولیکن این همه موقوفات هست و حجت نمی انگیزد

گو اسانیدش رجال ثقات باشند چه در امثال این مقامات استناد بمرفوعات باشد نه بغیر آنها و آن موجود نیست و بضرورت دینیه ثابت شده که عقد نکاح لازم ست و بدان احکام زوجیت از جواز وطی و وجوب نفقه و نحو آن و ثبوت میراث و سائر احکام ثابت می شود و همچنین از ضرورت دینیه خروج از آن بطلاق و موت ثابت ست پس از برای زعم خروج از نکاح بسببی از اسباب دلیلی صحیح مقتضی انتقال از ثبوت بضرورت دینیه باید و در بارهٔ فسخ نکاح از عیوب بجهتی نیره نیامده و مرفوعی بثبوت نرسیده و لفظ الحقی باهلک صیغهٔ طلاق ست و بر فرض احتمال حمل بر تیقن واجب باشد نه بر ما سوای آن و همچنین در فسخ بعنت دلیلی صحیح نیامده و اصل بقا بر نکاح ست تا آنکه موجب انتقال بیاید و من اعجب ما یتعجب منه تخصیص بعض العیوب بذالک دون بعض لا بمجرد دلیل فسبحان الله وبحمده

فصل در بیان عشرت با زنان

ملعون ست آنکه در دبر زن بیاید بلکه او تعالی بسوی چنین کس نظر نمی فرماید و اول مرسل ست و ثانی موقوف ولیکن چون بطرق چند از جماعهٔ از صحابه آمده مجموعش منتهض بعض برفرض این معنی که مراد از انی شئتم این شئتم باشد و آنکه ابن عمر نزول این آیه در مردی از انصار که بدبر زن خود آمده بود نشان داده حبر است ابن عباس تفهیم او درین باب نموده کما فی سنن ابی داود و آنحضرت وصیت فرموده است بخیر و نیکی در حق زنان و گفته که آفرینش زنان از استخوان پهلوست و اعوج شی در ضلع اعلای اوست اگر بروی که راست کنی بشکنی و اگر همچنان بگذاری همواره کج ماند و استمتاع بدان همراه کجی ست و شکستن آن طلاق اوست و نیز و قتیکه در مدینه از غزوه جابر را گفت که بمان تا هنگام مسا یاس بخانه در آی یعنی بشب و اخل شو تا ژولیده موی شانه زند و مغیبه استره بکار برد و گفته هر که غیبت او دراز گردد وی شب هنگام ناگهان بخانه نه درآید و بدترین مردم نزد خدا روز قیامت کسی ست

کردن رسد و زن بوی رسد بستر راز او را بر ملا کند و چون معاویه بن حیده از حق زن بر
شوهر پرسید فرمود چون نان خوری او را بخوران و چون جامه پوشی او را هم بپوشان
و بر روی او مزن و او را بد مگوی و از وی جز در خانه جدا مشو و این نزد احمد و ابو داود
و نسائی و ابن ماجه ست و نزد بخاری تعلیقا آمده و منذری از ان سکوت کرده و ابن
حبان و حاکم تصحیحش نموده اند و یهود می گفتند که اندر آمدن مرد بقبل زن از جانب
دبر فرزند احول می شود پس ﴿فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ فرود آمد اخرجه مسلم عن جابر و فرمود
اگر یکی از شما نزد زن خود بیاید و این دعا خواند بسم الله اللهم جنبنا الشيطان وجنب الشيطان
ما رزقتنا اگر میان هر دو فرزندی مقدر بوده است هرگزش شیطان زیان نرساند
این در حدیث متفق علیه ست و بخاری از ابی هریره مرفوعا آورده که چون مرد زن را
بفراش خواند و وی اباکرد و نیامد ملائکه تا صبح بر وی لعنت کنند و لفظ مسلم اینست که آنکه
در آسمان ست بر وی خشمناک گردد تا آنکه مرد از ان زن خوشنود شود و همچنین در متفق علیه
لعنت بر واصله و مستوصله و واشمه و مستوشمه آمده و وصل پیوند موی بموی ست و وشم
خلانیدن سوزن با خار در پوست و فرموده خیال فارس و روم را زیان نمی کند تا آن
جماع ست با زن در حالت رضاع و عزل را وأد خفی گفته اخرجه مسلم و در حدیث دیگر
گفته یهود که عزل را وأد صغری گویند کاذب اند اگر خدا خواهد که خلق کند نتوانی که
برگردانی و رجالش ثقات اند و جابر گفته ما عزل می کردیم و قرآن نازل می شد پس اگر
ناجائز می بود از ان ممنوع می شدیم و این متفق علیه ست و مسلم زیاده کرده فبلغ النبی
صلعم فلم ينهنا و بالجمله عزل جائز ست و کراهت تنزیه را با آن منافات نیست و احادیث
قاضیه بمنع محمول ست بر مجرد کراهت نه دلالت بر تحریم و بعد الجمع بینها باک نیست و در صحیحین طواف
آنحضرت صلعم بر همه زنان بیک غسل مروی شده

باب در بیان ولیمه

چون عبد الرحمن بن عوف بآنحضرت گفت که من تزوج کرده ام فرمود بارك الله لك
اولم ولو بشاة این لفظ مسلم ست از حدیث انس و فرمود چون یکے را از شما بسوے
ولیمه خوانند باید که بیاید و این متفق علیه ست از حدیث ابن عمر و در لفظی نزد مسلم چنین آمده
که اجابت کند خواه عرس باشد یا نحو آن و فرمود شر طعام طعام ولیمه ست که آینده را
منع کنند و ابا آرنده را بخوانند و هر که اجابت دعوت نکرد عاصے خدا و رسول ست آری اگر صائم
باشد دعا کند و اگر مفطر ست بخورد و در روایتی آمده ان شاء طعم و ان شاء ترك
و این لفظ مسلم ست از جابر و از ابن مسعود مرفوعاً آورده که طعام ولیمه روز اول حق ست
در روز ثانی سنت در روز سوم سمعه و هر که سمعه کند سمعه کند بوی خدا تعالی لیکن سندش نزد
ترمذی غریب ست با آنکه رجالش رجال صحیح اند و نزد ابن ماجه شاهدے از حدیث
انس دارد و آنحضرت ولیمهٔ بعض زنان خود بدو مُد جو کرد و در ولیمهٔ صفیه بر تمر و اقط و سمن
تنسر فرمود و حسابی از خبز و لحم بر نگرفت و نزد اجتماع دو داعی اجابت از برای اقرب
در باب و اگر یکے از دیگری سبقت کند اجابت مر سابق را ست و این بسند ضعیف
آمده و فرمود من تکیه زده نمی خورم رواه البخاری و عمرو بن ابی سلمه را گفت اے کودک
بسم الله کن و بدست راست و از پیش خود بخور متفق علیه و در بارهٔ قصعهٔ ثرید فرمود از جوانبش
بخورید نه از وسط آن چه برکت از وسط فرود می آید و سندش صحیح ست و هیچ طعام را عیب
نکرد اگر خوش آمد بخورد و اگر ناخوش گرفت بگذاشت و از خوردن بدست چپ نهے کرد
و گفت شیطان بشمال می خورد و از تنفس در انا و نفخ اندران نهے فرمود و این همه
در امهات ست **فصل** احادیث امر با جابت ولیمه صحیح ست و آنچه مقتضے صرف آن از وجوب
باشد نیامده آری حضور ولائم مشوبه بمنکرات با عدم قدرت بر تغییر ناجائز ست چنانکه
حدیث نهے از جلوس بر مائده که بران ادارت خمر باشد دال ست بران و سائر معاصے
مقاس باشد بران **فصل** بعض اهل علم بر کراهت کلام بحالت جماع استدلال بقیاس

بکراہت کلام بحالی تمنای حاجت کرده اند و این قیاس اگر بجامع استحباب ست
باطل ست چه حالت جماع حالت مستلذ ست نه حالت مستحبه بلکه در مکالمه درین حالت
نوعی از احسان عشرت ست بلکه لذت تمامان دارد کما قال بعض الشعراء
ویعجبنی منک حال الجماع لین الکلام وضعف النظر
واگر جامع کلام شئ دیگر ست آن حیثیت آنکه رسول خدا صلعم ملاعبت ومداعبت را
مشروع ساخته بوقت جماع اولی تر باد ست **فصل** ایجاب کار و بار خانه وخدمت وکلی
دربیت بر زن غیر ظاهر ست ولکن زنان صحابه اعمال ساخته معیشت بلکه خارج ازان که
تبالع در مشقت ست بجا می آوردند ومسموع نشد که زنی ازان ممتنع شده باشد یا گفته که
این کار بر ذمه من نیست یا من این کار نکنم بنابر کمال معاشرت یا مل جمال بلکه در صحیحین
وغیرهما آمده که سنگ آسیا در دست بتول ومشک در گردن زهرا اثر کرده بود وی الا
شرف کثیر منها رضی الله عنها وارضاها پس هر زنے که گمان عدم وجوب چیزے
بر خود چیز نکین ربع بوطی کند واراده رجوع با جرت خود نماید اجابتش برین امر نه نیست
اشکال دران ست که از ابتدا از مباشرت اعمال سرکشیده وگفته که عمل بر من غیر واجب ست
پس اجبار ش بر عمل محتاج دلیل ست اگر ثابت شود که آنحضرت صلعم بتول را امر بخدمت
زوج وی فرموده صلعم باشد از برای تمسک بر اجبار ممتنعه ومجرد تقریر نبوے زنان خود را
زنان مسلمین را بر عمل در بیوت ازواج مفید جواز ست نه وجوب

باب در بیان قسم

آنحضرت میان زنان خود قسمت می کردو می گفت اللهم هذا قسمی فیما املک فلا
تلمنی فیما تملک ولا املک وی فرمود هر کرا دو زن ست ووی مائل بیکے ست روز
قیامت بیاید وشق او مائل باشد وانس گفت سنت آنست که چون بکر بر ثیب آرد نزدش
هفت شب بماند باز قسم نماید واگر ثیب آرد نزدش سه شب بگذراند وآنحضرت چون نزد

ام سلمه شب بسر کرد فرمود ترا هوانی بر اهل تو نیست اگر خواهی نزدت هفت شب بمانم
ولیکن باز با دیگر زنان خود نیز همچنین کنم و سوده بنت زمعه نوبت خود بعائشه بخشید
آنحضرت صلعم نزد عائشه دو شب می ماند عائشه گوید در قسم بعض ما را بر بعض فضیلت نمی داد
بلکه نزد هر زن بی مسیس می شد تا آنکه شب هنگام بخانه صاحب یوم می رسید و این دور
بر نساء و دو تو بانها بعد از نماز عصری بود ولیکن در مرض موت این انا غدا گفت و اراده
یوم عائشه کرد همگنان دستوری دادند که هر کجا که خواهی بمان پس در خانه عائشه ماند
و نزد سفر در زنان قرعه انداخت و سهم هر زن که بر آمد با همان زن بیرون آمد و اعتبار
قرعه در شرع در غیر باب آمده بخلاف قافه که مستقل باثبات نسب و جز آن نیست
اگرچه استبشار نبوی بدان ثابت شده و آزردن و کوب زنان در رنگ بندگان نهی فرموده
این نزد بخاری ست

باب در بیان خلع

زن ثابت بن قیس رض در آنحضرت صلعم آمد و گفت بروی عتابی در دین و خلق نمی کنم
ولیکن کفر را در اسلام مکروه می دارم فرمود بستان را بر وی باز می گردانی گفت آری
ثابت را فرمود اقبل الحدیقة وطلقها تطلیقة اخرجه البخاری عن ابن
عباس و در روایتی امره بطلاقها آمده و در لفظی آمده که ثابت مردی بد روی بود
زن او گفت اگر خوف خدائی بود نزد در آمدنش بر خود خیو بر رویش می افگندم و این
زیادت نزد ترمذی و ابوداود ست و احمد آورده که این اول خلع بود در اسلام و بانکه
این خلع طلاق بائن ست نزد جمعی از اهل علم منهم الشوکانی فی الوبل والفتح الربانی و
فسخ ست نزد جمعی دیگر منهم الحافظ ابن القیم والشوکانی ایضا فی الدرر والدراری ولعل
ذلک هو الراجح و موید او ست آنکه رسول خدا عدتش یک حیض گردانیده و این حدیث
حسن ست نزد ترمذی و عموم قوله تعالی فلا جناح علیهما فیما افتدت به دال ست بر جواز

اختلاف بسیار دارند بعضی زیاده از مهر گرفته ولکن حدیث اما الزیادة فلا را دارقطنی
تصحیح کرده پس مخصص عموم مذکور باشد چنانکه حق نزد ما جواز تخصیص عموم قرآن باحادیث
و مذاهب صحابه و من بعدهم درین مسئله مختلف و مبسوط است در مطولات

باب در بیان طلاق

آنحضرت فرمود دشمن ترین حلال بسوی خدا طلاق است و این را ابو داود و ابن ماجه
مرفوعاً از ابن عمر روایت کرده اند و حاکم صحیحش گفته و ابو حاتم ترجیح ارسالش نموده و چون
ابن عمر زن خود را در حیض طلاق داد عمر از آنحضرت صلعم پرسید فرمود بگو او را که مراجعتش کند
بعده تا طهر رسیدن بگذارد پس تر حائض شود و پاک گردد پس اگر خواهد نگاه دارد و اگر خواهد
پیش از مس بگذارد و این است آن عدت که او تعالی امر بتطلیق زنان بدان کرده و این حدیث
متفق علیه است و در لفظی از مسلم آمده مره فلیراجعها ثم لیطلقها طاهرا او حاملا
و در لفظی از بخاری است که حسبت تطلیقة و در روایتی از مسلم چنین است ان رسول الله
صلعم امره ان یراجعها ثم امسك حتى تحیض حیضة اخری و در لفظ دیگر
این است که گفت فردها علی و لم یرها شیئا و قال اذا طهرت فلیطلق او لیمسك
بالجمله این ادله دال اند بر آنکه طلاق سنی آنست که زن حائض نباشد و همچنین نفساء
زیراکه طهر را دربان شرط کرده و نفاس طهر نیست و در آن طهر که طلاق داده جماع نکرده باشد
و زیاده بر یک طلاق نداده زیراکه آنحضرت صلعم بسه طلاق جمیعا خشمناک شده و فرمود
ایلعب بکتاب الله و انا بین اظهرکم و نیز این طلاق در طهرے نداده باشد که پیشتر
متقدم بران او را طلاق داده است و مسئله وقوع و عدم وقوع طلاق بدعی از زمان صحابه
تا حال دائر و جاری است و در تحقیق آن غیر از افراد رجال بر تحقیق حق واقف
نمی گردند و این مقام از تحریر این مسئله چنانکه تنقیح مطلوب باشد تنگ می گردد
رای قوت در هر مسئله باشد جهد می لازم است که مؤلفات ابن حزم و محلی مستوفی است

همچو هدی و محررات شوکانی همچو شرح منتقی و رساله مستقله اش را درین باب ملاحظه
فرمایند و علامه محمد بن ابراهیم وزیر را نیز درین باب مصنفی هست و بالجمله اتفاق کائن است
برانکه طلاق مخالف طلاق سنت را طلاق بدعت گویند و از آنحضرت صلعم ثابت شده
که هر بدعت ضلالت ست و نیست خلاف در انکه این طلاق مخالف چیزی ست که او تعالی
مشروعش ساخته و رسول خدا در حدیث ابن عمر بیانش پرداخته و آنچه خلاف شرع
خدا و رسول ست مردود باشد بحدیث عائشه عنه صلعم کل عمل لیس علیه امرنا فهو
رد و این حدیث متفق علیه ست شوکانی گفته فمن زعم ان هذه البدعة یلزم
حکمها وان هذا الامر الذی لیس من امره صلعم یقع من فاعله ویعتد به
لم یقبل منه ذلک الا بدلیل انتهی گویم خلاصه چیزیکه قائلان وقوع طلاق بدعی
بران تعویل کرده اند اندراج این طلاق ست زیر آیات عامه و تصریح ابن عمر بحسبان
او بیک تطلیقه و جوابش آنست که اندراجش زیر عمومات ممنوع ست بنابر آنکه از جنس
طلاق ماذون به نیست بلکه طلاقی ست که او تعالی امر بخلاف آن کرده و غضب نبوی
برام حلال نمی تواند شد و در قول ابن عمر انها حسبت تبیان حاسب نیست که کیست
بلکه در روایت صحیح نزد احمد و ابوداود و نسائی لم یرها شیئا آمده کما تقدم و دران تصریح ست
بانکه رائی آن غیر رسول خداست صلعم پس قول ابن عمر معارضش نمی تواند شد چه حجت
در روایت اوست نه در رای او و در روایت مره فلیراجعها و یعتد بتطلیقه صحت
نرسیده کما جزم به ابن القیم فی الهدی و درین باب روایاتی دیگر ست که در اسانیدش
مجاهیل و کذابین اند و لا تثبت الحجة بشئ منها **فصل** ابن عباس گفته طلاق
بر عهد رسول خدا و ابی بکر و دو سال از خلافت عمر سه بار در حکم یک طلاق بود عمر گفت
مردم شتابی کردند در کاریکه ایشان را دران مهلت بود پس بیاری کنیم آنرا برایشان
و جاری کرد رواه مسلم و محمود بن لبید گفته خبر داده شد آنحضرت را از مردی که زن خود را

سه طلاق یکبارگی پس خشمناک برخاست و فرمود بازی کرده می شود بکتاب خدا و من
در میان شمایم تا آنکه مردی باستاد و گفت اگر حکم شود آن کس را بکشم رواه النسائی
و رجاله موثقون و ابن عباس گوید که ابورکانه ام رکانه را طلاق داد آنحضرت فرمود
رجوع کن زن خود را گفت من سه طلاق داده ام فرمود میدانم رجوع کن رواه ابن ماجه و
ابو داود ست و لفظ احمد چنین آمده که ابورکانه سه طلاق در یک مجلس داد و غمگین شد
آنحضرت فرمود این هر سه یک طلاق باشد و در سندش محمد بن اسحاق ست و در وی
مقال کرده اند و اسلم عدم قدح در اوست و ابو داود در روایتش بوجه احسن ازین طریق
کرده و لفظ این ست که ابورکانه زن خود سهیمه را طلاق البته داد و گفت واللہ جز یک طلاق
اراده نکرده ام پس آنحضرت صلعم زن او را بر وی بازگردانید و این خلاصه صحیح ست
درین مسئله طویلة الذیول کثیرة النقول متشعبة الاطراف قدیمة الخلاف و احاطه جمیع
اقوال وارده با تصحیح و تسقیم آن محتمل مصنفی مستقل ست شوکانی رح درین باب رساله
فراهم ساخته و در آن بعض بسط کرده و صاحب هدی تحقیق مقام بر وجه شفای اوام نموده
و حجت درین موضع حدیث ابن عباس ست که در صحیح مسلم و جز آن باسنادی که رجالش
همه ائمه اند ثابت شده ان ابا الصهباء قال له ألم تعلم ان الثلاث كانت واحدة
على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وابى بكر وصدرا من امارة
عمر قال نعم و این را الفاظ دراست بود ست و هر که محاوله تخلص ازین حجت کرده وی
حجتی ناقصه بیاورده و تمسک بتقیید این بطلاق قبل از دخول چنانکه در بعض روایات ست
بی وجه باشد زیرا که در طلاق تفاوت میان حال قبل از دخول و بعد از آن نیست و چون حکم
در یکی ثابت شد در دیگری هم ثابت گردد و من ادعى الفرق فعليه البيان و
قد انتهى بهذه المسئلة جماعات من العلماء منهم شيخ الاسلام ابن تيمية وجماعة
من تلامذته والحق بايديهم ولكن لما كان مذهب الائمة الاربعة ابي حنيفة و

مالك والشافعي واحمد ان الطلاق يتبع الطلاق كان المخالف لذلك عند عامة اتباعهم وكثير من خاصتهم كالمخالف للاجماع ولكن سه
جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند
و آز ادله متقدمه ظاهرست که سه طلاق بیک لفظ یا الفاظ در یک مجلس بدون تخلل رجعت یک طلاق باشد اگرچه بدعی بود و این صورت منجمله صور طلاق بدعی واقع ست با آنکه فاعلش آثم باشد نه سائر صور بدعی که در انها طلاق واقع نمے شود **فصل** در الفاظ و کنایات طلاق ناگزیرست ازانکه معنے آن مقصود باشد و همین ست مراد اهل علم به نیست چه مجرد تکلم بغیر اراده مدلولش بلکه مجرد تصویت بحروف چنانکه از پریشان خاطر سر بر می زند و یا الفاظے هزیان می کند که اراده معانی آن نکرده و نه در حال نطق بیالش خطور نموده اثبات احکام شرعیه و نفے آن جائز نیست لاسیما در چنین امر عظیم و خطب جسیم که فرقت میان زوجین و حکم بتحریم یا نوی بر شوے و تحلیلش از برای غیر زوج ست و اهل اصول اتفاق کرده اند برانکه فهم شرط تکلیف ست یعنے فهم ترکیب و مراد فهمیدن معنے اوست چه فهم نفس حروف معتبر نیست و هیچ عاقل بدان قائل نشود تا بعالم چه رسد آری نزد صدور لفظ صریح طلاق از عاقل اگر زن و مرد باهم اختلاف کنند زن گوید که مرا باین الفاظ طلاق داده است و مرد گوید نداده ام بلکه تکلم باین لفظ بلا قصد کرده ام قول قول زن باشد بنا برانکه صدورش از عاقل در غایت ندرت ست و نزد عدم منازعت متکلم عمل بلفظ کنند پس اگر قصد مدلول کرده است مطلقه شد ورنه زن زن اوست باقے زیر نکاح و نیست دیانت باتش را هیچ حکم نباشد و اگر از لفظ طلاق مدلول آن را که فرقت است نزد تکلم بدان قصد کرده باشد ولکن اراده فرقت زن با آنکه مخاطب باوست و غیر را از طلاقش اخبار نموده پس هیچ کس هازل ست و هزل طلاق جد باشد. کما ورد بذلك الدليل **فصل** سه چیز ست که جدش جد و هزلش جد ست نکاح و طلاق و رجعت و سندش حسن ست رواه الاربعة

عن ابی هریره و صححه الحاکم و در لفظی بسند ضعیف نزد ابن عدی بجای رجعت عتاق
آمده و در روایتی مرفوع باین لفظ است که جائز نیست لعب در طلاق و نکاح و عتاق
هر که این هر سه بازی گوید واجب گردد و فرمود او تعالی تجاوز کرد از امت من حدیث
نفس را مادام که عمل نکرده است یا بر زبان نیاورده روایت متفق علیه است از حدیث ابی هریره
بلفظ ابن عباس آمده است که تجاوز کرده است من خطاء و نسیان و ما استکرهوا علیه روایت
ابن ماجه و حاکم در مستدرک است. ابو حاتم گفته ثابت نیست و هم از وی رضی الله عنه
موقوفا آمده که حرام کردن زن بر خود چیزی نیست رواه البخاری بلکه یمین است کفاره
آن یک روایت مسلم و در این مسئله سیزده مذهب است با این القیم گفته که نزد من ثابت
واجح همین است که تحریم نه از صرائح طلاق است نه از کنایات آن بلکه یمینی است از ایمان
و اینکه مسمی است با ان الحقی باهلک که دختر جون را فرمود کنایه از طلاق است
نیست طلاق مگر بعد از نکاح و نه عتق مگر بعد از ملک و سندش معلول است و در حدیثی
آمده نیست نذر و نه عتق و نه طلاق در آنچه مالک آن نیست بخاری گفته این اصح ما ورد
نیست و مرفوع است قلم تکلیف از سه کس برداشته تا آنکه بیدار شود و از کودک تا آنکه
بزرگ گردد و از دیوانه تا آنکه به اندیا بهوش آید روایت نزد احمد و ابو داود و نسائی و
ابن ماجه است و حاکم تصحیحش نموده

باب در بیان رجعت

عمران بن حصین گفته بر طلاق و رجعت گواه باید گرفت و سند این موقوف صحیح است
و حدیث مرفوع متفق علیه ابن عمر بلفظ قال النبی صلعم لعمر مره فلیراجعها نص است
بر ثبوت رجعت و مشروعیت آن بعد از طلاق و تفویض طلاق بسوی زن تفویض
ایقاع مطلق طلاق است مقید با امتناع رجعت که بائن باشد ولکن در حدیث بودن اینکه
طلاق زن سنت هیچ فائده تخییر نیست چه ثبوت رجعت بر زن متعت موقوف بسوی نکاح مرد است

اگرچه کاره باشد پس رجحان بائن بودن این طلقه باین حیثیت ست **فصل** طلاق مشروط را حکم سائر کلمات مشروطست و این در کتاب خدا وسنت رسول چندان ست که زیر حصر نمی درآید ولکن کلام مشروط بصیغه از صیغ مفید و در لغت عرب بروجهی باشد که احدی انکار آن نتواند کرد مگر کسیکه هیچ شئ از زبان تازی نشناسد در طلاق سکران صحیح نیست زیراکه مناط تکلیف عقل ست وچون عقل زائل شد هر حکم شرعی زائل گشت پس طلاق مجنون هم رد است وجه مدار بر بقای آن قدر عقل ست که گفته خود بشناسد وباوجود این مقدار عاقل ست بنابر آنکه قدر معتبر موجود نیست واگر باقی نیست مجنون ست فرق میان جنون وجنون وجنون فنون ست وحدیث لا طلاق فی اغلاق اکراه نزد ابو حاتم ضعیف ونزد حاکم صحیح ست وهو الارجح پس منتهض باشد از برای احتجاج بر عدم وقوع طلاق مکره وهو الحق واصل در شریعت مطهره اختیار طلاق باخذ ساق ست پس سید را طلاق از عبد خود نمیرسد بلکه این کار بدست بنده ست وهرکه زعم کند که طلاق از غیر زوج صحیح ست وی دلیل آرد **فصل** دلیل صحیح که دلالت کند بر آنکه خلوت همچو دخول ست در ایجاب مهر موجود نیست پس حکمش حکم غیر مدخوله باشد زیراکه قوله تعالی ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن شامل خلوت ست ومس درینجا بمعنی جماع باشد چنانکه در قوله تعالی او لامستم النساء ست واگر مراد بمس درینجا اعم از جماع دارند همچو مس بشره ببشره باید که بمجرد وضع ید زوج بر ید زوجه در خلا یا در ملا مهر وعدت لازم آید ولا قائل بذلك

باب در بیان ایلاء

عائشه گوید آنحضرت صلعم ایلا کرد از زنان خود وحلال را حرام گردانید ویمین را کفاره ساخت وروات این حدیث نزد ترمذی ثقات اند ابن عمر گفته مولی را بعد از چهار ماه حبس کنند تا طلاق دهد ونمی افتد طلاق تا آنکه طلاق دهد اخرجه البخاری وسلیمان

بس بسیار گفته‌اند و چند کس را از صحابه دیدیم که همگان قائل بودند بوقف یعنی حبس مولی برد او التماس فئے وآرا ابن عباس نزد بیهقی آمده که ایلای تا نیست یک سال بود لیکن بود او تعالی توقیتش بچهار ماه فرمود پس آنچه کمتر از چهار ماه باشد ایلا نیست کریم حرمت ایلا نبوی بیک ماه ثابت شد و پس عدم صدق اسم ایلا بر کمتر از چهار ماه یعنے چه وگر بنابر آیہ کریمه است پس در آیہ همین قدر است که مولی از زن خود مطلقا یا موقتا زیاده بر چار ماه تربص چار ماه کند و بعد از ان اگر رجوع کرد حکم یمین مرتفع شد و اگر نی کرد او را مطالبه فئی یا طلاق میرسد این کجاست که بمادون اربع اشهر اطلاق ایلا نیست غایت آنکه مطالبه فئی یا طلاق جز در ما فوق چار ماه نباشد و ایلای مذکور در قرآن مجید بغیر ار یا غضب نیست و مردی از علے محمول بر اجتهاد است چه مقام مقام او است نه مقام توقیت و قائل بحبسش آن را اجماع تقیید سے گرداند

باب در بیان ظهار و کفارۂ آن

ابن عباس گفت مردی با زن خود ظهار کرد و بروے بیفتاد و نزد آنحضرت آمده ماجرا باز گفت عرض کرد که پیش باز کفاره بروافتادم فرمود نزدیک مشو بآن زن تا آنکه امر خدا بجا آری اخرجه اهل السنن وصححه الترمذی ورجح النسائی ارساله و در روایتے باین لفظ است کفاره ده و عود مکن وظاهر آنست که مراد بعود در کریمۂ والذین یظاهرون من نساهم ثم یعودون لما قالوا رجوع از مدلول لفظ ظهار است که آن تحریم زوجه باشد چنانکه برگشتن زن بسوی خود خواه اراده وطی کند یا نکند پس حصر معنے عود در اراده وطی بی وجه است وسلمه بن صخر در رمضان بخوف آنکه مبادا بزن برسد ازوی ظهار کرد ناگهان شبے از وے چیزی نمایان شد بروی بیفتاد آنحضرت فرمود گردنی آزاد کن گفت جز گردن خود ملکے ندارم فرمود دو ماه پیاپی روزه گیر گفت از روزه باین حرکت رسیدم فرمود شصت مسکین را از یک زنبیل خرما بخوران را این نزد احمد و دیگران جز

نسائی ست و ابن خزیمہ و ابن الجارود و ترمذی وغیرہم تصحیحش کردہ اند و اگرچہ درینجا مطلق عتق رقبہ آمدہ مگر دلیل بر اعتبار ایمانش ذا روست و این دلیل نہ آنست کہ در قرآن در کفارۂ قتل آمدہ چہ در اصول متقرر شدہ کہ تقیید یکی از دو مختلف در سبب بدیگرے صحیح نیست بلکہ دلیل بران سوال رسول خدا صلعم ست از ایمان رقبہ و این اللہ و من انا گفتن بعدہ اعتقہا فانہا مومنۃ فرمودن چنانکہ در حدیث معاویہ بن حکم سلمی ست و از وجوب این رقبہ بران کس استفصال نکرد کہ این از کفارۂ ظہار ست یا قتل یا یمین یا جز آن و ترک استفصال در مقام احتمال نازل بمنزلۂ عموم در مقال ست کما تقرر فی الاصول

باب در بیان لعان

اصل درین شان ماجرائے عویمر عجلانی ست ابن عمر گفتہ وے نزد آنحضرت صلعم آمد و گزارش نمود چہ می فرمائی اگر یکے از ما زن خود را بر فاحشہ بیند چہ کار کند اگر می گوید سخن گران می گوید و اگر می خموشد بر امر عظیم خاموشے می گزیند عرگویم مشکل و گرنہ گویم مشکل + آنحضرت صلعم پاسخ نداد چون فردا شد آمد و گفت از ہرچہ ترا پرسیدم بدان مبتلا شدم پس آیات سورۂ نور فرود آمد و بروی خواند و پند کرد او را و تذکیر داد و فرمود عذاب دنیا آسان تر است از عذاب آخرت وی گفت سوگند بکسیکہ ترا بحق فرستادہ بروی دروغ نہ بستہ ام آنحضرت صلعم زن را بخواند و پند داد چنانکہ مرد را اندرز فرمودہ بود وی گفت قسم بکسیکہ ترا بحق برانگیخت این مرد دروغگوست پس آنحضرت شروع بمرد کرد و وے چار گواہی بخدا داد بعدہ بزن آغاز فرمود وی نیز چہار گواہے داد پس میان ہر دو جدائی فرمود این را مسلم روایت کردہ و ابن عمر گفتہ آنحضرت صلعم متلاعنین را فرمود کہ حساب شما ہر دو برخدا است و یکی از شما دروغگو ست نیست ترا راہے بران زن وی پرسید کہ مال من چہ حال دارد فرمود اگر راست گفتہ در حق آن زن پس مال زن راست بنا بر استحلال فرج او و اگر بروی دروغ بستہ پس رجوع آن مال بسوی تو ابعد ست متفق علیہ و در روایت انس کہ متفق علیہ شیخین ست

چنین آمده که آنحضرت فرمود ببینید آن زن را اگر فرزند سفید رنگ فروهشته موی آرد از آن
شوهر اوست و اگر سرمگین چشم پیچیده موی یا کوتاه قد آرد از زانی است و ابن عباس گفت
یکی را امر فرمود که نزد شهادت پنجم دست بر دهان خود نهد و گفت انها موجبة رواه النسائی
و ابو داود و در نسائی ثقات اند و از سهل بن سعد در قصه ملاعنین آمده که چون هر دو از
تلاعن فارغ شدند عویمر گفت دروغ گفته باشم بر آن زن اگر او را نگاه دارم پس طلاقش
داد پیش از آنکه آنحضرت امر فرماید و این متفق علیه است و ابن عباس گفته مردی نزد رسول خدا آمد
و گفت زن من دست لامس را رد نمی کند فرمود تغریبش کن یعنی طلاق ده گفت میترسم
که جانم در پی او رود فرمود بهره گیر از وی و این نزد ابو داود و بزار است و رجالش ثقات اند
و در لفظی آمده لا اصبر عنها فرمود امسکها و مراد و لمس درینجا جماع است و تفسیرش
بغیر زنا باعتبار محل نزاع بی فائده است و مذهب جمهور عدم فسخ نکاح بزنا است و چون آیه
لعان فرود آمد آنحضرت صلعم ارشاد کرد هر زن که بر قومی کسی را در آرد که از آنها نیست وی
از خدا در چیزی نیست و او را در بهشت داخل نکند و هر مرد که انکار فرزند خود کند و او می بیند
بسوی او وی وا مرکه زاییده اوست پرده کند خدا تعالی از وی و رسوا سازد او را بر سر
خلائق اولین و آخرین رواه ابو داود والنسائی وابن ماجة عن ابی هریرة
وصححه ابن حبان و عمر بن خطاب گفته هر که اقرار کرد بفرزند خود یک چشم زدن او را نفی
آن نمی رسد و این موقوف حسن است و مردی گفت ای رسول خدا زن من پسری
سیاه زاییده فرمود ترا اشتران است گفت آری فرمود رنگهای آنها چیست گفت سرخ رنگ
اند پرسید درآن سیاه فامی هم هست گفت آری فرمود این رنگ از کجا آمد گفت شاید
رگی کشیده باشد فرمود پسر ترا هم شاید عرقی نزع کرده باشد متفق علیه من حدیث
ابی هریرة و در روایت مسلم گفته و هو یعرض ان ینفیه و در آخرش آورده

ولم یرخص له فی الانتفاء

باب در بیان عدت و احداد

سبیعهٔ اسلمیه بعد مرگ شوهر خودش بعد از چند شب بچه زایید و از آنحضرت اذن نکاح
خواست اذن داد و نکاح کرد چنانکه در بخاری ست از مسور بن مخرمه و اصلش در صحیحین ست
و در لفظی بعد از چهل شب آمده و در لفظی از مسلم آمده که زهری گوید باکی نیست در تزوج و
وی در خون ست مگر آنکه زوج با او نزدیک نشود تا آنکه پاک گردد و این دلیل ست بر آنکه
عدت حامل وضع حمل ست اگرچه متوفی عنها زوجها باشد و بریره مامور شد بعدت تا سه
حیض گویا امه آزاد کرده ست در عدت و اگرچه رواة این حدیث ثقات اند نزد ابن ماجه
لیکن معلول ست و فاطمه بنت قیس در مطلقه ثلثه از آنحضرت لیس لها نفقة ولا سکنی
روایت کرده اخرجه مسلم و از ام عطیه آمده که آنحضرت منع کرد زن را از احداد بر مرده زیاده
بر سه روز مگر زوج که بر وی چهار ماه و ده روز کند و هیچ جامهٔ رنگین جز ثوب عصب که یمنیش
بجو نزی خوانند نپوشد و نه سرمه کشد و نه خوشبو مالد مگر نزد طهارت پارهٔ از قسط و اظفار بکار برد
و این لفظ مسلم ست و حدیث متفق علیه ست و نزد ابوداود و نسائی زیادت عدم خضاب
هم آمده و هم نسائی نهی از شانه افزوده و ام سلمه چون بعد از مرگ شوهر صبر بر چشم نهاد نشست
فرمود صبر یعنی ایلوا روی می افروزد پس در شب بنهی و در روز بکشی و بخوشبو و حنا شانه
نکنی که این خضاب ست پرسید کدام شانه کنم فرمود ببرگ کنار رواه ابوداود والنسائی
و سندش حسن ست و در حدیث متفق علیه از ام سلمه آمده که زنی گفت شوهر دخترم مرد
و چشم او درد می کند او را سرمه کشم فرمود مکش و جابر گفته خاله ام مطلقه شد خواست که
برآمده نخل خود ببرد مردی او را از برآمدن زجر کرد وی از آنحضرت صلعم پرسید فرمود آری
نخل خود ببر نزدیک ست که صدقه دهی یا معروفی بکنی رواه مسلم و فریعه بنت مالک را امر کرد
بماندن در خانه تا آنکه کتاب باجل خود برسد با آنکه زوجش نفقه و سکنی از برای او نگذاشته بود
فریعه گوید آخر چهار ماه و ده روز عدت کردم و بعد از آن عثمان نیز همچنین حکم کرد ترمذی و ذهلی

وابن حبان وحاکم تصحیح این حدیث کرده اند مگر در مسلم از فاطمه ثبت قیس آمده که وی
از آنحضرت گفت شوهرم سه طلاق داده است و می ترسم که کسے بر من ناگہان در آید
پس او را امر بتحول کرد و بنای این جواز بر ضرورت و احتیاج ست یا خروج تی بنا بر
بذارت لسان بود و ادنی ہمان اول ست و در قرآن کریم ست ولا یخرجن الا ان
احاح و ان حرجن فلا جناح علیکم عمرو بن العاص گفته سنت پیغمبر را بر ما تلبس
نکنید عدت ام ولد چون سیدش بمیرد ہمان چار ماه و دو روز ست و اگرچه سندش
نزد دارقطنی منقطع ست لیکن حاکم تصحیحش کرده و احمد و ابن ماجه و ابوداود در قراتش نموده
ولیکن راجح آنست که واجب علم ست بخلو رحم او و از برای آن یک حیض کافی ست و
عائشه اقراء را باطہار تفسیر کرده و سندش صحیح ست و ابن عمر گفته طلاق کنیزه و طلاق ست
وعدت او دو حیض و رفع آن ضعیف ست ولیکن از کثرت طرق تا حد حسن لغیره رسیده
پس مخصص کبیر باشد خواه زوج او حر بود یا عبد و عمومات شامل ہر مکلف ست با حکام شرعیه
وعبد مکلف ست ہمه آن احکام مگر در احکام خاصه معروفه و ہر که زعم دارد که عبد را نکاح
چار زن یا سه طلاق یا عدت او بتجوات حره روا نیست بر وی دلیل ست و فرموده
حلال نیست مردی را که ایمان دارد بخدا و روز آخرت اینکه آب خود بکشت غیر دہد و این
کنایه ست از وطی با زن حامل از غیر و غیر حامل را استبرا ست و این حدیث نزد
ابوداود و ترمذی ست بزاز حسنش گفته و ابن حبان تصحیحش نموده و بالجمله این ادله
دال اند بر احکام عدت ہر عدت که باشد و گذشت که مجرد خلوت بے وطی موجب مهر و
عدت نیست و ابتدای عدت از روز مرگ شوهر یا طلاق ست نه از روز علم بدان پس
ایام ماضیه معتد بها باشد و دلیل بر خلاف کسے ست که زعم عدم احتساب ہیچ عدت یا
بعض عدت قبل از علم دارد و فرق میان بعض معتدات نه بعض دیگر در اعتبار علم و عدم
آن چنانکه در کتب فروع واقع ست ہر خیالات مختلفه مستندی ندارد و نکاح با هر زن در

زنان مدت ممنوع ست لقوله تعالی ولا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتاب
اجله و احداد خاص بمرگ شوهر ست در طلاق بائن وجز آن نیامده و زن مشرکه چون
مسلمان شد عدت بیک حیض کند بعد از ان او را نکاح کردن جائز باشد اگر شوهرش
بعد از نکاح آمد او را حقے دران زن نماند و اگر پیش ازین نکاح آمد بروی مردود گردد
گو بعد از مدت دراز باشد چنانکه آنحضرت صلعم زینب دختر شریف خود را بعد از شش سال
برابی العاص باز گردانید و این اصح ست از حدیث ردش بمهر جدید و نکاح جدید پس
درینجا تجدید عقد و تراضی معتبر نیست و این بحسب مقتضای ادله ست اگرچه خلاف اقوال
مردم باشد و همین ست حکم درا رتداد یکے از دو زوج که چون مرتد بسوی اسلام برگردد حکمش
حکم اسلام کسے باشد که پیش ازین کافر بوده است

باب در بیان زن مرد مفقود

عمر بن خطاب گفته زن مفقود چار سال تربص کند بعده چار ماه و ده روز عدت نماید
اخرجه مالک والشافعی و مغیره بن شعبه از آنحضرت صلعم آورده که زن مفقود زن اوست
تا آنکه بیانش بیاید و این حدیث اگر بصحت رسد نص باشد در محل نزاع ولکن اسنادش
ضعیف ست و جمعی از حفاظ همچو ابو حاتم و بیهقے و ابن قطان و عبد الحق و دار قطنی و غیرهم
تضعیف آن کرده اند فلا ینتهض للاحتجاج به ولا تقوم بمثله الحجة و اما مذاهب
درین مسئله پس تشعب بشعبی ست که آثاری از علم ندارد و لا سیما تحدیدات بمقادیر عدد ایام
از اوقات یک نیم صد سال و دو صد عام و نود یا چهار سال و همچنین تفرقه میان حمایت
اهل و مال و بیان فاقد اهل و مال که اینهمه رای محض ست و نزد ما آنست که تحریم نکاح
محصنه نص قرآنی آمده و اهل اسلام بران مجمع بوده اند بلکه معلوم از ضرورت دینیه ست
و زن مفقود محصنه ست و اصل اصیل دران تحریم نکاح ست ولیکن چون نفقه ندارد اساکش
درین حین و الزام او باستمرار نکاح غائب که دران اضرار اوست وجهی قوی از برای

فسخ ست آنچنین چون مدت دراز شود و زن بترک نکاح متضرر گردد و فسخش با حاکم بود
سائغ باشد و بیک فسخ بنا بر سنت صائر می دارند پس چه از آن از بهای غیبت طویله
اولی باشد چه از نفقه و حبس کتاب و سنت تحریم امساک ضرار آمده و منع از وقوع از ضرر در غیر
یک در جمیع معلوم ست پس منع ضرار از آن زن بهر ممکن واجب ست و چون جز بفسخ ممکن
نگردد فسخ آن جائز بلکه واجب باشد و در حکم الحبس مقاس ست بر غائب طویل الغیبة و
حکم زنش همان حکم زن غائب یا مفقود باشد والله اعلم **فصل** مرد را شب گذرانیدن
نزد زن روا نیست مگر آنکه ناکح یا ذی محرم باشد چنانکه در حدیث مرفوع جابر نزد مسلم ست
و ابن عباس از آنحضرت صلعم روایت کرده که هیچ مرد با هیچ زن تنها نشود مگر آنکه ذی محرم
باشد اخرجه البخاری و در باره سبایای اوطاس فرموده حامله موطوءه نشود تا آنکه بار
نهد و نه غیر ذات حمل تا آنکه یک حیض آرد و این نزد احمد و ابوداود ست و سندش حسن و
حاکم تصحیحش کرده و شاهدی وارد از ابن عباس نزد دارقطنی و ولد فراش را ست و عاهر
را حجر ست وهو متفق علیه من حدیث ابی هریرة ومن حدیث عائشة فی قصة و
عن ابن مسعود عند النسائی وعن عثمان عند ابی داود

باب در بیان رضاع

عائشه گوید آنحضرت صلعم فرمود یک دو مصه محرم نیست اخرجه مسلم و فرمود ببینید
کیستند برادران شما رضاعت نیست مگر از مجاعت و این متفق علیه ست از حدیث وی
رضی الله عنها مرفوعا و هم از وی آمده که سهله بنت سهیل آمد و گفت ای رسول خدا سالم
مولای ابی حذیفه با ما در یک خانه می ماند و بمبلغ رجال رسیده فرمود شیر نوشانش او را حرام
گردی بر وی رواه مسلم گویا رضاع کبیر بنا بر تجویز نظر جائز ست لان سالما کان لهما کالا
وکان فی البیت الذی هما فیه وفی الاحتجاب مشقة علیهما فرخص صلعم فی الرضاع
علی تلک الصفة فیکون رخصة لمن کان کذلک وهذا لا محیص عنه و افلح

برادر ابو القعیس بعد از حجاب بر عائشہ استیذان کرد عائشہ ابا نمود تا آنکہ رسول خدا آمد
و بصنیع خود خبرش داد آنحضرت فرمود دستوریش دہ وی عم تست و این متفق علیہ ست
عائشہ گفتہ در قرآن دہ رضعہ معلومہ فرود آمدہ بود و پنج منسوخ شدہ پنج ماند تا وفات آنحضرت
صلعم خواندہ می شد رواہ مسلم ابن عباس گوید بارادۂ آنحضرت صلعم بر دختر حمزہ کردند فرمود مرا
حلال نیست زیرا کہ دختر برادر رضاعی من ست و حرام ست از رضاعت آنچہ حرام ست از
نسب متفق علیہ و فرمود حرام نمی گرداند از رضاع مگر آنچہ اشکافد رودہا کودک را و پیش
از طعام باشد رواہ الترمذی وصححہ هو والحاکم من حدیث ام سلمۃ و ابن عباس
گفتہ نیست رضاع مگر در دو سال و ابن مسعود گفتہ آنحضرت فرمود صلعم رضاع نیست مگر آنچہ
ناشز عظم و مثبت لحم باشد اخرجہ ابو داود و چون عقبہ بن حارث ام یحییٰ بنت ابی اہاب
را بزنی گرفت زنی آمد و گفت من شما ہر دو را شیر دادہ ام وی از آنحضرت صلعم پرسید فرمود
کیف وقد قیل عقبہ او را جدا کرد و وی با دیگری جفت شد اخرجہ البخاری و از استرضاع
حمقی نہی فرمود مگر این حدیث از مراسیل ابو داود و از زیاد سہمی ست و او را صحبت نیست

باب در بیان نفقات

عائشہ گفتہ ہند بنت عتبہ مادر معاویہ چون با آنحضرت صلعم گفت کہ شوہرش ابو سفیان
مردی بخیل ست آنقدر نفقہ ام نمی دہد کہ مرا و فرزندان مرا بسند باشد مگر آنچہ از مالش
بغیر علم او بستانم بر من درین کار گناہی ہست فرمود از مال او بقدریکہ ترا و فرزندان ترا
کفایت کند بمعروف بگیر و این حدیث متفق علیہ را الفاظ ست و طارق محاربی نزد قدوم
مدینہ از آنحضرت صلعم بر سر منبر شنید کہ می گفت ید معطی علیا ست و بداءت بعیال کن و آن
مادر و پدر و خواہر و برادر تو اند رواہ النسائی وصححہ ابن حبان والدارقطنی و فرمود
طعام و کسوت مملوک بر مالک ست و تکلیف عمل بالا یطاقش نباید داد رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ
و در صحیحین و غیرہما بلفظ ہم اخوانکم فمن کان اخوہ تحت یدہ فلیطعمہ مما

یاکل ویلبه مایلبس مرد وسلف صالح ارقاسی خوردرا از ملبوس ومطعوم خود می داد ومروئی تبعًا
مسلم للملوك طعامه وکسوته بالمعروف معارض این حدیث نیست زیراکه این معروف
مطلق ما مقید بحدیث اول ست وچون معاویہ بن حیده از آنحضرت پرسید که حق زن
یکے از ما بروی چیست فرمود بخورانی اوراچون بخوری وبپوشانی اوراچون بپوشی
ودرحدیث طویل حج از جابر مرفوعاً آمده که درباره زنان ارشاد کرد ولهن علیکم رزقهن
وکسوتهن بالمعروف اخرجه مسلم وفرمود بس ست مرد را این بزه که ضائع گرداند کسے را
که قوت می دہد او را این روایت نسائی ست ودر لفظی ان یحبس عمن یملك قوته ست
درحامل بیوه لا نفقة لها فرمود اخرجه البیهقی ورجالش ثقات اند ولکن محفوظ وقف
اوست وعدم ثبوت نفقه در حدیث فاطمه تبیین گذشت پس حق آنست که مطلقه
بائنہ را نفقه وسکنی نیست مگر آنکه حامل باشد وہمچنین بیوه را حامل باشد یا حائل زیراکه
سبب نفقه بسبب موت زائل گشته گویا متوفی عنها ہمچو مطلقه بائنه ست در عدم وجوب
نفقه وسکنے اگر بار دار نباشد واگر باردار ست مطلقه بائنه را نفقه باشد نه سکنے ومطلقه رجعیه
را هر دو ست خواه حامل باشد یا حائل ومر مطلقه قبل از دخول عدت نیست ونفقه ساقط ست
بلا ریب وہمچنین سکنے ومتعه مذکوره در قرآن از برای مطلقه قبل از دخول عوض مهر ست
وہمچنین ملاعنه را نه نفقه ست ونه سکنے زیراکه ہمچو مطلقه بائنه ست یا ہمچو متوفی عنها زوجها
وشك نیست که فرقت او اشد تر از فرقت مطلقه بائنه ست چه نکاح با مطلقه بائنه در بعض
از احوال جائز ست بخلاف ملاعنه که نکاح با او ابدا روا نیست ودر حدیث جابر اشتراط نفقه ست
وشروع سیال باید کرد زن می گوید بخوران مرا یا طلاق ده وابن را اسناد حسن ست
نزد دار قطنی از ابی هریره **فصل** النفاق مختلف ست باختلاف ازمنه وامکنه واحوال و
اشخاص ونفقه زمن خصب در خصب معروف ست ودر زمن جدب ونفقه معروف اهل
بوادی ہمانست که غالب دران اقوام ست وآن در اهل مدن غیر معروف باشد وہمچنین

نفقهٔ معروف اغنیا علی اختلاف طبقاتهم غیر معروف ست از نفقهٔ فقرا و نفقهٔ معروف
اہل ریاسات و شرف غیر معروف ست از نفقهٔ اہل وضاعات پس معروف مشار الیه در حدیث
شئی محدود نیست بلکه مختلف ست باختلاف اعتبار **فصل** دال ست بر نفقهٔ اقارب قوله تعالی
وبالوالدین احسانا وبذی القربی وقوله تعالی وآت ذا القربی حقه وشک نیست که
ہر که متقلب در نعم ست وقریب او راجوع وعری گزند میرساند پس این کس نه محسن اوست و
نه قائم بحق او ونفقهٔ موروث بر وارث ست و در صحیحین ست که چون یکے از آنحضرت ﷺ پرسید
من ابر فرمود امک واباک واختک واخاک ومولاک الذی یلی ذاک حق
واجب ورحم موصولة ونسائی ثم ادناک ادناک زیاده کرده و ہم در صحیحین ست
بلفظ من احق الناس بحسن صحابتی یا رسول الله قال امک قال ثم من قال امک
قال ثم من قال امک ثم قال ثم من قال ابوک ثم ادناک ادناک واخرجه الترمذی
ایضا وحسنه وقال ثم الاقرب فالاقرب ودرین مسئله مذاہب ست صاحب ہدی
بسط آنها کرده و نتوان گفت که مراد بمثل این ادله صلهٔ رحم ست زیرا که او تعالی نام آن
حق نهاده و اگر گیریم تاہم قادح در استدلال نیست زیرا که تارک قریب بغیر نفقه وکسوه باوجود
حاجت قریب بسوی نان وجامه واصل رحم نیست نه لغةً ونه شرعًا ونه عرفًا وہر که انکار کند
خیر وہر که صله مختص برحم چیست و بدان از اجنبیے ممتاز می تواند شد ممکن نیست که تعیین چیزے
از چیزہا که بدان صله واقع شود بکند مگر آنکه نفقه اولی واوجب از آن چیز باشد چنانکه ممکن نیست که
تعیین مسقط نفقه کند مگر آنکه ما عدای نفقه اولی باسقاط خواہد بود **حاصل** آنکه ہر که واجد
مقدار کفایت ست و زیادت مستغنی عنها دارد بروی انفاق آن بر قرابت محاویج واجب ست
والاقرب فالاقرب را مقدم کند چنانکه ادلهٔ سالفه بر آن دال ست وهذا هو معنی الغنی
ای الاستغناء عن فضلة تفضل علی الکفایة به لا ما ذکره الفقهاء من ذلک والتقدیرات
التی لا ترجع الی دلیل عقل ولا نقل ابو ہریره گفته مردے بآنحضرت گفت نزد من دینارے

بست فرمود بر جان خود صرف کن گفت دینار دیگر هست فرمود بر فرزند خود نفقه ساز گفت
دیگر هست فرمود بر اهل خود صرف نما گفت دیگر هست فرمود بر خادم خود نفقه کن گفت دیگر هست
فرمود تو نیک می دانی که مصرف چیست اخرجه الشافعی واللفظ له واحمد وابو داود
وابن حبان واخرجه النسائی والحاکم بتقدیم الزوجة علی الولد **فصل**
آنحضرت فرمود چون خادم یکی از شما طعام آرد اگر او را با خود ننشاند باری یک دو لقمه باو
بدهد واین متفق علیه است از حدیث ابی هریره و فرمود معذب شد زنی در گربه بسبب آنکه حبس کرد آن را
تا آنکه بمرد و در آمد آن زن در نار نه طعام و آب داد چنانکه حبس کرد و نگذاشت که از خشاش
ارض بخورد واین نیز متفق علیه است از حدیث ابن عمر و در آن دلیل است بر نفقه خدام اگرچه
حیوانات باشند **فصل** سعید بن مسیب در باره مرد عاجز از وجدان نفقه بر اهل گفته یفرق بینهما
وگفته که سنت است واین مرسل قوی را سعید بن منصور روایت کرده وعمر بن خطاب بامراء
اجناد در باره مردان غائب از زنان نوشته که از ایشان مواخذه کنند بر انفاق یا طلاق اگر
طلاق دهند نفقه زمان حبس بفرستند گویا سقوط نفقه بمطل نیست وهو الحق واین اثر فیه
باز بیهقی باسناد حسن آورده و قرآن کریم و برهنه در حالت راهنه در ضرار است وحق تعالی گفته
لا تضاروهن ونیز غیر معاشرة بمعروف است وحق تعالی فرموده وعاشروهن بالمعروف
وهم غیر مسک بمعروف است واو تعالی گفته فامساک بمعروف او تسریح باحسان بلکه در
مسک ضرار است وحق تعالی فرموده ولا تمسکوهن ضرارا و آنحضرت ارشاد کرده که لا
ضرر ولا ضرار و در فسخ بعدم نفقه حدیث مرفوع ابو هریره آمده که قال رسول الله صلعم
فی الرجل لا یجد ما ینفق علی امرأته یفرق بینهما واین نزد دار قطنی است و زعم ابن القطان
که دار قطنی را در آن وهم شده و غیر ظاهر است و از اعظم ادله جواز فسخ بنا بر عدم نفقه آنست
که او تعالی تشریع حکمین میان زوجین نزد شقاق فرموده و حکم را میان زن و مرد بدست
ایشان نهاده و اعظم شقاق آنست که میان هر دو شقاق در نفقه باشد و چون دفع ضرر از

زن جز بتفریق ممکن نباشد حکمین را جدائی میان شوی و یا نوہی می رسد وچون این
تفریق بحکم حکمین رواست پس جوازش از قاضی بالاولی باشد وہیچ شئ معادل تضرر
بترک نفقہ نیست ولہذا فسخ در عیوب ثابت نشده ونزد وجود عیب در زوجہ ہمچو جنون وجذام
وبرص ونحو آن فوت شئ واجب از برای زوج ست ولکن او تعالی بدست او طلاق نہاده
ودر حبس زوج بنا بر نفقۂ زن تفویت کسب اوست

باب در بیان حضانت

عبد الله بن عمرو بن العاص گفتہ زنی آنحضرت صلعم را گفت این پسر من ست لبطن من او را
وعاء وثدی من او را سقاء وکنار من او را حوا بود پدرش مرا طلاق داده وخواست کہ
او را از من برباید فرمود تو احق بوده بآن پسر مادام کہ نکاح نکرده واین نزد احمد وابو داود
وحاکم تصحیحش کرده وابو ہریرہ گوید زنی آمد وگفت ای رسول خدا شوہر من می خواہد کہ پسر
مرا ببرد حالانکہ وی مرا نفع داده واز چاه ابی عنبہ مرا آب نوشانیده درین اثنا شوہر او نیز
آمد آنحضرت فرمود ای غلام این پدر تست واین مادر تست دست ہر کدام کہ خواہی بگیر وی
دست مادر گرفت وآن زن او را با خود برد رواه احمد والاربعۃ وصححہ الترمذی وچون رافع بن
سنان مسلمان شد وزنش از اسلام ابا کرد آنحضرت صلعم صبی را میان ہر دو بنشاند وصبی
میل بمادر کرد آنحضرت گفت اللہم اہده پس میل به پدر نمود پدر صبی را بگرفت اخرجہ
ابو داود والنسائی وصححہ الحاکم واین دلیل ست بر آنکہ احق بحضانت مادر ست ولیکن
این ولایت مقید ست بعدم بلوغ صبی بسن تمییز وبعد از بلوغ نزد تنازع تخییر ثابت شده
وہر کرا صبی بگزیند ہمان اولی باشد از برای او درین باب وبعد از مادر خالہ ست چنانکہ براء
بن عازب گفتہ کہ آنحضرت صلعم در دختر حمزہ حکم بخالہ او فرمود واین نزد بخاری ست واحمد
اخراج این روایت از علی مرتضی کرده وزیاده نموده کہ جاریہ نزد خالہ ماند وخالہ مادر ست
حاصل آنکہ مادر اولی ست وام احق بصبی ست پس خالہ احق باشد بصبی پس پدر وباد لو بیت

بعد از مادر بنا بر علل بعد از مادر دلیل است و پدر و غیر او را از رجال و نساء پس بعد از بلوغ
صبی پس تمیز حضانت نیست و نزد عدم مادر و خاله دیگر کار بدست اولیا است اگر موجود
باشند ورنه بدست قرابت است که اولیا را باشند و اقرب فالاقرب مقدم است ولیکن
مقتضای دلیل مذکور است بلکه چون حضانت و کفالت حسب امرالله بدست قرابت
اولی تر است از اجانب بلا ریب و بعض قرابت اولی تر از بعض باشد پس احق آن نسبت
بعد از عدم کسانی که نصوص ثبوت حضانت آنها آمده همین اولیا اند زیرا که در ولایت نظر در
مصالح صبی بسوی ایشان است و نزد عدم اولیا حضانت بسوی اقرب فالاقرب باشد
این است مقتضای نظر صحیح و هر گاه قصد وقوف بر جمیع علل تقدیم و تاخیر درین باب داشته
باشد ما حصل هدی نبوی که حافظ ابن القیم فرماید ولکن راجح نزد ما همان است که درینجا ذکر کردیم
و می توان گفت که حدیث انت احق به ما لم تنکحی مفید ثبوت اصل حق در حضانت از برای
مادر است بعد از مادر کسیکه بجای او است و آن خاله است پس اهل حضانت در بسیار مسائل پدر را باشد

کتاب البیوع

معتبر در بیع مجرد تراضی است بشعور رضا نه حصر در الفاظ مخصوصه مقید بقیود نیست بلکه هر چه اشعار
برضا کند گو اشاره از قادر باشد یا کتابت از حاضر یا کنایه یا معاطاة بدون لفظ یا بسند بیع مجرد
وجود آن صحیح است چه ظاهر ادله قرآن و حدیث شرطیت صدور بیع از تراضی است و تراضی
مستقل است با انتقال ملک و الفاظ قرائن رضا اند در لفظ مخصوص از جانبین دلیلی نیست
و حدیث اذا بعت فقل لا خلابة و حکایت بیا بعت نبوی با اعرابی و آنچه مانا است
چنانکه مورد در تیسیر البیان میان استدلال کرده غیر نافع است زیرا که استعمال لفظ بعت و نحو
آن بر رضا موجب نیست ممنوع و دعوی تخصیص بعض افراد است فانه از صیغ مخصوصه است و از عجائب
لایحه است که قول فقهاء لا یدل ای المعاطاة باطل است وهکذا الحق اتبعه

باب در بیان شروط بیع و بیع منهی عنه

آنحضرت صلعم را پرسیدند که اطیب کسب چیست فرمود عمل مرد بدست خود و هر بیع مبرور روایت نزد بزار ست از رفاعه بن رافع و حاکم تصحیحش پرداخته و جابر بن عبدالله از آنحضرت صلعم روز فتح بشنید که می فرمود الله و رسول بیع خمر و مردار و خوک و اصنام حرام ساخته اند گفتند شحوم میته را حکم چیست بدان اطلا سفن و تدهین جلود می کنند و چراغ می افروزند فرمود حرام ست و بکشد خدا یهود را چون او تعالی شحوم را برایشان حرام کرد گداخته فروختند و بهای آن خوردند و این متفق علیه ست و فرمود نزد اختلاف متبایعین که میان آنها بینه نباشد سخن سخن بائع ست و این را اہل سنن از ابن مسعود مرفوعا اخراج کرده اند و حاکم تصحیحش گفته درمیان این حدیث و میان حدیث البینة علی المدعی والیمین علی من انکر عموم و خصوص من وجه ست زیرا که ظاہر این حدیث آنست که قول قول اوست خواه مدعی باشد یا مدعی علیه و ظاہر حدیث بینه بر مدعی آنست که قول قول منکر ست بایمین او خواه بائع باشد یا غیر او و مقرر شده که نزد تعارض دو عموم مصیر بسوی ترجیح واجب ست اگر ممکن باشد و ترجیح درینجا ممکن ست چه حدیث البینة علی المدعی اصح ست از حدیث فالقول ما یقول البائع و مقتضای این ترجیح آنست که قول قول بائع نیست مگر وقتیکه منکر غیر مدعی باشد بدون فرق درمیان مبیع باقی و تالف و زیادت والسلعة قائمة در حدیث القول ما یقول البائع ارشاد بجمع می کند لیکن اسناد این زیادت ضعیف ست پس صالح جمع میان هر دو حدیث نباشند و نهی از ثمن کلب و مهر بغی و حلوان کاہن در حدیث متفق علیه ابو مسعود انصاری وارد شده و جابر در بیع جمل خود دیده ست آنحضرت استثناء حملان تا خانه خود وقت کرده و این ثابت ست در حدیث متفق علیه عمل بدان متعین اگرچه خلاف بعض فقها ست و آنحضرت عبد مدبر مردی را که جز آن مال نداشت بفروخت و اینحدیث نیز متفق علیه شیخین ست پس بیع مدبر بنابر حاجت بچو دین و اعواز نفقه و نحوها جائز باشد نیوه گویند وقتش در ثمن انعتاد به برداآنحضرت گفته اداو ما حول او را بیفگنید این لفظ بخاری ست و احمد و نسائی زیاده کرده که در سمن جامد افتاده

و در حدیث ابو هریره مرفوعا آمده که اگر مانع باشند بدان نزدیک نباید شد لیکن بخاری و
ابو حاتم حکم بوهم کرده اند و نزد مسلم از روایت جابر زجر نموی از ثمن گربه وارد شده و نسائی
زیادت استثنای بیع کلب صید روایت نموده و ولا از برای معتق باشد چنانکه در حدیث
عائشه بقصه بریره در بخاری آمده و اصل حدیث در صحیحین ست و مسلم آورده که عائشه را امر نمود باشتراء
بریره و اعتاق و اشتراط ولا فرموده و ابن عمر گفته که عمر از بیع امهات اولاد نهی کرده و گفته که
بیع و هبه و ارث نباید بلکه تمتع شود تا انکه مناسب نماید و بعد از مرگ مالک آزاد است
و رفع این موقوف وهم ست و جابر گفته که ما سراری خود امهات الاولاد را می فروختیم و نکیر نمیکرد
صلعم زنده بود و باکی بدان نمی دید و سندش صحیح ست نزد ابن حبان و در اختلاف صحابه
درین مسئله اشعار است بانکه نهی بر علم سست و آنچه علی مرتضی موافقت عمر مروی ست و عجیب از کسی ست
که تحریم این بیع قطعی می داند **فصل** جابر گفته رسول خدا صلعم نهی فرموده است از فروختن فضل ماء
رواه مسلم و در روایتی نهی از ضراب جمل زیاده کرده و در حدیث مرفوع ابن عمر نهی از عسب
فحل نزد بخاری آمده و هم از بیع حبل الحبلة و این متفق علیه ست و در صحیحین نهی از بیع و هبه ولا
از حدیث ابن عمر در صحیحین ثابت گشته و ابو هریره روایت نهی از بیع حصاة و بیع غرر از اخراج
مسلم کرده و در مسود طعام خریده را تا بکیل نپیماید نفروشد و دو بیع در یک بیع نکند و اگر کرد اورا
اوکس هر دو یا ربا ست و لا بد ست که درینجا هر دو ثمن مختلف باشند مثلا بنقد بیک هزار ست و
بنسیه بدوازده صد و تفسیرش چنان نیز آمده ولیکن ظاهر حدیث همین ست و حلال نیست سلف
و بیع و نه دو شرط در یک بیع و نه ربح شی غیر مضمون و نه بیع چیزی که نزد وی نیست و
طبرانی نهی از بیع و شرط ست و سندش غریب و این حدیث عام ست
و حدیث جابر و بریره و نحو آنها خاص پس عام را بر خاص بنا کنند و هر بیع و شرط ممنوع باشد
مگر بیعی که جوازش بفعل یا قول آمده که آن خارج ازین عموم ست و بیع عربان منهی عنه ست
و نهی کرد از بیع سلعه در جای خرید تا آنکه بجای خود گرد آرد و تبدیل دراهم بدنانیر و بالعکس در

مجلس تقابض جائز ست بحدیث ابن عمر نزد اهل سنن و حاکم تصحیحش رفته، آری بخش
ممنوع ست در حدیث متفق علیه که مرفوعاً از ابن عمر آمده و جابر از آنحضرت صلعم نهی از
محاقله و مزابنه و مخابره و ثنیا روایت کرده مگر آنکه این ثنیا معلوم باشد و این حدیث نزد ترمذی
صحیح ست و از طریق انس نزد بخاری هم بدون ذکر ثنیا مروی ست و فرمود تلقی رکبان مکنید
و حاضر بدست بادی نفروشد ابن عباس گفته یعنی سمسار او نشود و این متفق علیه ست از حدیث
وی رضی الله عنه مرفوعاً و ابوهریره گفته تلقی جلب نکنید و اگر کسی تلقی کرده چیزی بخرید پس سید وی
نزد رسیدن بسوق خیار دارد و اخرجه مسلم مرفوعاً و نهی کرد از بیع بر بیع برادر مسلمان و از خطبه
بر خطبه او و از آنکه زنی طلاق خواهر مسلمان خود خواهد تا آنچه در آوند او ست نگون کند و این
متفق علیه ست از حدیث ابی هریره و مسلم نهی سوم مسلم بر مسلم زیاده کرده و ابو ایوب انصاری
از آنحضرت صلعم شنیده که می فرمود هر که جدائی کند میان والده و ولد او جدائی کند خدا میان او
و دوستان او در روز قیامت رواه احمد و صححه الترمذی ولیکن حاکم گفته که در اسناد وی مقال ست
اما شاهدی دارد و حکم سائر ارحام نیز همین ست و چون علی مرتضی دو غلام برادر یکدیگر را جداگانه
بفروخت آنحضرت فرمود دریاب هر دو را و باز گردان و مفروش مگر همه را یکجا رواه احمد و رجالش
ثقات اند و جمعی از حفاظ تصحیحش کرده اند **فصل** در زمن نبوی نرخ در مدینه گران شد مردم
گفتند نرخ مقرر کن فرمود مسعر و قابض و باسط و رازق خدا است و امیدوارم که خدا را ملاقی شوم
و هیچ یکی را از شما مطالبه کدام مظلمه از من در دم و در مال نباشد و این را اهل سنن از انس
روایت کرده اند و ابن حبان تصحیحش گفته و این دلیل ست بر منع تسعیر از طرف حاکم **فصل**
حدیث نهی از بیع کالی بکالی اگرچه ضعیف ست و اسحق و بزار و دارقطنی آنرا از ابن عمر روایت
کرده لیکن نزد شافعی بلفظ نهی عن بیع الدین بالدین آمده و حکایت اجماع بران بشاد
عضد او ست چه متلقی بالقبول گشته و موید او ست نهی از بیع ملاقیح و مضامین و حبل حبله زیرا که
علت در این همه بودنش بیع معدوم ست **فصل** معمر بن عبدالله گفته آنحضرت صلعم فرمود

احتکار نمی کند مگر خاطی رواه مسلم در روایت ادخار آنحضرت صلعم قوت یک ساله را از برای
عیال خود تعلیق بعدم صحت است و احوال ترغیب در باره قوت خود و عیال خود در غایت
غیر مخفی است آری هر یکے را از زبان خود صدق از خبری داد ولیکن ولا التفت بر جواز
ادخار مثل این مقدار وقتے می تواند شد که بود ولیکن در وقت احتیاج مردم بسوے
طعام و تضییق حاجت مسلم گردد و در جواز احتکار قوت یک ساله بحث بلکه احادیث مطلقه در
تحریم احتکار بقصد الطعام است پس قیاس تحریم احتکار قوت بهائم بر قوت آدمی قیاس
مع الفارق است و حرمت احتکار بهائم باشد که بقصد غلا بر مسلمین کند چنانکه در حدیث
ابی هریره نزد احمد و حاکم آمده و لابد است از اعتماد این قید و بر غیر قاصدش حرام است و
ظاهر آنست که قاصد غلا را احتکار داخل در نہی است خواه مسلمانان را حاجت
بدان باشد یا نه چه مجرد این قصد کافی است تا اجبار محتکر بر بیع منع نیست بلکه اگر واجب
باشد جائز است بنا بر آنکه از باب امر معروف و نهی عن المنکر است و آن هر دو واجب اند
بر هر مکلف **فصل** بیع از تصریه ابل و غنم حدیث متفق علیه از ابو هریره مرفوعا آمده و در
آخرش گفته هر که بعد از تصریه خرید کرد وی مخیر است بعد از حلب در آنکه نگاه دارد و یا رد کند با صاعی
از تمر باز گرداند و در مسلم خیار سه روز آمده و در تعلیق بخاری صاعی از طعام است از گندم آمده
بخاری گفته که تمر اکثر است و لفظ ابن مسعود اینست که مشتری شاة محفله صاعی را با وی بس دهد
و این نزد بخاری است و اسمٰعیلی تمر زیاده کرده و معارض این حدیث وارد شده و لفظ
طعام یا بر روایت بصحت نرسیده بلکه صاعی از تمر صحیح گشته لکن در این مسئله میان حنفیه
رسول خدا صلعم خلاف است فسبحان الله و بحمده **فصل** امام شوکانی در وبل الغمام
وللحنفیة اجوبة عن الحدیث کثیرة ولیس علی شیء منها اثارة من علم قال ولا نص
علی نص الشارع شنا ... اذا تبایع بائع المصراة ومشتریها فی قیمة اللبن
المستهلک ویرد المشتری صاعا من تمر وجب علی البائع قبوله ولا التفات الی عین

ولو كان المثل موجودا لنعم اذا عدم التمر كان الى احب الرجاع الى قيمته و
كذلك اذا اتفق البائع والمشتري على قيمة اشتري كان الرضاء له حكمه فيصل
آنحضرت صلعم بر صبره یعنی انباری از طعام بگذشت و دست دران کرد تری یافت فرمود ای
صاحب طعام این چیست چرا این را بالای طعام نکردی که مردم می دیدند غاش یعنی خائن
از ما نیست راوی این حدیث مسلم ست از ابی هریره و در باره حابس عنب بزبان قطافی
تا بدست باده ساز نفروشد فرمود که وی دیده و دانسته در نار در آمده و اسناد این حدیث نزد طبرانی
در اوسط از روایت عبدالله بن بریده حسن ست و از عائشه نزد اهل سنن مرفوعا وارد شده
که خراج بضمان ست و بخاری تضعیف سندش کرده مگر ترمذی وغیره تصحیحش نموده اند و این
عام ست در هر خراج و قصر آن بر سبب جائز نیست و خراج آماده ست لیس داخل نشود زیر
این لفظ مگر همین آمد و این حدیث معارض حدیث مصراة نیست زیراکه اطلاق اسم خراج
بر لبن مصراة نمی آید ولکن می توان گفت که چون خراج بضمان ست پس میان
مصراة و عبد فرق نباشد چه استحقاق خراج چون در مقابله ضمان مشتری رقبه عبد یا ضمان
نفقه بران باشد پس مشتری مصراة نیز همچنین ست زیراکه وی ضامن اوست باین معنی
و منفق ست بران و در تخلص ازین معنی می توان گفت که صاع مردود با مصراة در مقابله لبن
موجود در ضرع بحال عقد ست چه عقد بران مشتمل ست ولیکن بعد این توجیه غیر مخفی ست و اولی
آنست که چنین گویند که شریعت مطهره همچنین آمده و قیاس مذکور فاسد الاعتبار ست بنص
صریح صحیح در آن در مصراة ست با یک صاع از تمر و عروه بارقی بیک دینار دو گوسفند از برای
قربانی خرید باز یک گوسفند را بیک دینار فروخت باز دیگر و یک دینار نزد آنحضرت صلی الله
آمد حضرت صلعم او را دعای برکت در بیع داد تا آنکه اگر خاک می خرید دران سود می کرد این بیع
و شرا نزد فقها موسوم ست بعقد موقوف که نفاذ آن برضای موکل می شود و قد وقع فی حدیث اخرجه
اهل السنن وله شاهد من حدیث حکیم بن حزام عند الترمذی و نهی کرد از

نهی نمود از خرید چیزی که در شکم انعام ست تا آنکه بنهند و از بیع چیزی که در ضرع ست و از خرید بنده
هنگام آبق و از شرای مغانم تا آنکه قسمت گیرد و از شرای صدقات تا آنکه بدست آید و از ضربهٔ
غائص روایتش ابو سعید خدری ست نزد ابن ماجه و بزار و دارقطنی و سندش ضعف دارد
و فرمود مخرید ماهی را در آب که این غرر ست و صواب وقف اوست بر ابن مسعود و نهی
کرد از بیع ثمر تا آنکه خورده شود و از فروختن صوف بر پشت چارپا و از لبن در ضرع روایتش طبرانی در
اوسط از ابن عباس و بیهقی ترجیح وقفش بر وی کرده و نهی نمود از بیع مضامین و ملاقیح روایتش
بزار از ابی هریره مروی ست ضعیف ست مضامین آنست که در شکم ناقه باشد و ملاقیح آنکه در
پشت شتران بود و آمده که هر که اقالهٔ مسلم در بیع کند او تعالی اقالهٔ عثرت او فرماید رواه
ابو داود عن ابی هریرة و صححه ابن حبان

باب در بیان خیار

تا هر دو جدا نشده اند و یکجا هستند هر یکی خیار دارد یا یکی دیگری را مخیر سازد و مخیر که بیع کرد
بیع او واجب شد همچنین اگر جدا شدند بعد عقد و یکی از آن هر دو ترک بیع نمود این بیع هم
واجب گردید روایت این حدیث مرفوع از ابن عمر متفق علیه ست و لفظ مسلم راست و لفظ عمرو
بن شعیب عن ابیه عن جده مرفوعا این ست که بایع و مبتایع خیار دارند مادام که متفرق نشده اند
مگر آنکه صفقهٔ خیار باشد و حلال نیست فراق بخوف استقاله و در روایتی حتی یتفرقا من
مکانهما آمده و این حدیث نزد اهل سنن ست پس معتبر تفرق ابدان باشد نه تفرق اقوال و یکی
که در بیوع مخادع می شد او را آنحضرت گفتن لا خلابة امر کرد و این متفق علیه ست از حدیث ابن عمر

باب در بیان ربا

جابر گوید لعنت کرد رسول خدا صلعم خورندهٔ ربا و خوراننده او را و کاتب و شهود آن را و گفت
هم سواء اخرجه مسلم و نزد بخاری مانند این حدیث از ابی جحیفه عن ابیه ست و فرمود
ربا هفتاد و سه باب ست ایسرش مثل نکاح مرد با مادر باشد و اربی ربا آبروی مرد مسلم ست

و این را ابن ماجه مختصر و حاکم باتمام از ابن مسعود روایت کرده و ابو سعید گفته آنحضرت صلعم
فرموده نفروشید زر را بزر الا مثل بمثل و نیفزایید بعض آن را بر بعض و نفروشید سیم را بسیم الا
مانند بمانند و نیفزایید بعض آن را بر بعض و نفروشید از ان غائب را بناجز یعنی نسیه را بنقد و این
متفق علیه ست و لفظ عباده بن صامت از آنحضرت صلعم چنین بوده که زر بزر و سیم بسیم و
گندم بگندم و جو بجو و خرما بخرما و نمک بنمک مانند بمانند سوا بسوا دست بدست ست و چون
این جنسها مختلف شود بهر طور که خواهید بفروشید اگر دست بدست باشد رواه مسلم و لفظ ابو هریره
این ست زر بزر وزن بوزن مثل بمثل و سیم بسیم همچنین و هر که افزود یا زیاده خواست پس
آن ربا ست اخرجه مسلم ایضا و ابو سعید و ابو هریره گفته اند که مردی را رسول خدا
عامل بر خیبر کرد وے تمر جنیب یعنی خرمای جید آورد پرسید همه تمر خیبر همچنین می باشد گفت
نه بلکه یک صاع ازین تمر بدو صاع و دو صاع بسه صاع می گیریم فرمود چنین مکن بلکه همه را
بدراهم بفروش و از دراهم تمر جنیب بخر و در باره میزان نیز همچنین فرمود یعنی حکم مکیل همچو تمر و
حکم موزون همچو زر و سیم یکسان ست و این حدیث متفق علیه ست و لفظ مسلم و کذلک
المیزان ست و معنے هر دو یکے ست و این ادله دال اند بمنطوق خود بر ثبوت ربای
تفضل درین اجناس پس عموم مفهوم لا ربا الا فی النسیئة مخصص باشد باجناسے که بر تحریم
ربای تفضل دران تنصیص آمده و این واضح ست مخفی نیست و بدان معلوم می توان کرد
که میان این دلیل و احادیث متقدمه تعارض نیست که حاجت بسلوک مضیق ترجیح افتد چه مرجح
نزد تحقیق افتد و کیف که جمع مقدم ست بر ترجیح بلا خلاف و مشتغلین قیاس که در علت ربا اختلاف
دارند بر اقوال شان حجت نیره موجود نیست بلکه مجرد تظننات و تخمینات ست که بادعاوی
عریضه و طویله بلا طائل منضم گردیده یکے گوید که سالک باین علت تخریج مناط ست دیگرے
سراید که سبر و تقسیم ست و نزد ما اثبات احکام شرعیه به همچو مسالک ممنوع باشد بلکه از اندراج
این علت مر عموم درین مقام زیر چیزے از انها منع می کنیم و ما احسن الاقتصار علی

نصوص الشریعة وعدم التکلیف بما اوتی والتوسع فی تکلیفات العباد بما ہو کما
مخصوص وبی گوئیم کہ قیاس منتفی ست ولکن میع از تعبد بقیاس در ما عدای علت منصوصہ
یا انجہ طریق تو تش فحوای خطاب ست تسع می کنیم وانچہ اہل فروع وریجا ذکر کردہ اند
ازین قبیل نیست و باید کہ این بحث بیاد تو ماند کہ در مسائل بسیار بدان منتفع شوے تو
مرجع در وزن ہر موزون میزان مکہ مکرمہ ست چنانکہ مرجع در کیل ہر مکیل کیال مدینہ منورہ ست
چنانکہ در خبر آمدہ پس نزد وقوع اختلاف مثلا در مقدار درہم یا مثقال ونحو آن چون امر آن
مختلف باشد اعتبار میزان مکہ خواہد بود وہمچنین مثلا نزد اختلاف در مقدار صاع یا مد اعتبار
بکیال مدینہ باشد **فصل** مفہوم شرط در آیۂ فان تبتم فلکم رؤس اموالکم دال ست
بر جواز اخذ مال حربی با عدم توبہ ونیز دران دلالت ست بر جواز اخذ ربح مرسلے از رباوان
ہمانست کہ زیادہ بر راس المال باشد برابرست کہ توبہ کردیا نکرد و بالجملہ اخذ ہمہ مال او
چہ ربح وچہ اصل با عدم توبہ جائز ست وبا توبہ فقط اخذ ربح جائز باشد نہ اخذ راس المال ہم
اما بیع وشرای ائمۂ جور بار عایاے خود در جیہ تجارت پس ناجائز ست ولیکن این مفسدہ
تا انجا عام وطام شدہ کہ نزدیک ست کہ اطباق زمین را فرا گیرد ودر کتب تواریخ انچہ از
جملۂ ملوک مصر دیدہ ایم اشد واعظم ست در جبر وظلم چہ نزد مارادۂ بیع کدام شئے اکراہ تجار
بر شرای آن باضعاف ثمن می کردند وہر کہ از آن ممتنع می شد او را ضرب مبرح می زدند
ومال او را اگر ہا می گرفتند واز ہمین وادی ست منع مردم از شرا یا تجارات تا آنکہ مال ایشان
مروج گردد یا این ہنگام ثمن آن مرتفع شود ودہ دہ تر بفروختن روددر دول گفتہ بیاید این
ازین قبیل اخذ است انچہ ازانکہ سکہ منقوش می زنند کہ دوان نصف نحاس ونصف سیم
باشد وقرش را بمقدار معہود مرسوم می سازند رعایا امتثال این رسم نمی کند بلکہ بقدر ثلث
یا ربع زیادہ برین رسم تعامل می نماید وچون این نقد خارج می گردد از مال دولت بسوی
رعایا واجناد بر ہمین رسم ناقص باشد وچون در اموال دولت می در آید جز قروش فرانسہ

صرف زمانہ کہ میان رعایا مروج ست نمی گیرند باین حیلہ گویا ثلث یا ربع مال رعایا ظلما
هضم می شود باز چون دیدند که صرف قروش در رعیت زیاده است این سکه را شکسته ضرب
دیگر می زنند که در قدر خالص کمتر و در غش اکثر از سکهٔ مکسوره می باشد و از سکهٔ سابق منع
می نمایند پس رعایا و رنگا این سکه بدست شان می فروشند تا آنکه قیمت یک ثقلا از ان
بنصف ثقلا ازین ضربهٔ اخری می رسد یا قدری کم و زائد می آید باز سکهٔ اولی را گرفته
برین سکهٔ دیگری زنند و رعایا را از برای صرف بر مقدار مرسوم حواله می سازند و باین ذریعه
نصف مال عباد یا قریب بنصف را می خورند حالانکه رعایا را قدرت استمرار بران رسم نیست
بلکه در بسیاری از احوال محتاج بسوی قرش فرانسه ست و منجملهٔ انواع اکل بباطل یکی جعل
ضرائب بر باعه در اسواق ست که ایشان را بر تسلیم آن مجبور می سازند و اذن زیادت در اسعار
می دهند تا بهر نرخ که خواهند بفروشند و بخرند مگر ضریبه را داخل سرکار نمایند و اگر فریاد
خواهی استغاثه گرانی نرخ می کند یا منکری بر باعه انکار این زیادت می نماید می گویند
این زیادت از جانب خدا است و دهان او را باین لقمهٔ حجر بند می سازند و کم احد دلك
من هذه الاجولات الشیطانیة التی هی السحت بلاشك ولا شبهة نسأل الله ان
یصلح الجمیع انتهی گویم این انواع مخصوص بدیار یمن ست بلکه مطبق ارض گردیده چه
بلاد عرب و چه امصار عجم و چه شهر کلان و چه قصبهٔ خرد و اکثر مردم در ضرب این ضرائب
واظلم نوع انسان در اخذ این مکوس گروه فرنگ و جرگهٔ ترک ست و شکوه از فرنگ بیجاست
که حسابی از کتاب و دین جز نام نمی گیرند دریغ بر احوال ترک ست که دعوی اسلام دارند
و معهذا در جده از حجاج و عمار بحد مکس می ستانند تا بموضع دیگر چه رسد و این نیست مگر از اسباب
قرب قیامت عظمی و حضور ساعت کبری اللهم امتنا علی الاسلام فی اتباع سنة نبیك
خیر الانام انك علی ما تشاء قدیر و بالاجابة جدیر **فصل** باب مصارف درین
ازمنه چنان عام گردیده که هیچ یکی متمکن از خلوص از در آمدن بدان در ربای بحت

هست الّا انتها، امید تعالی بیافتش آید سکه‌جات ملوک که از بسکه مردم زنند نقره و مغشوش است
نحاس را در آن هم سهم می‌گردانند و کم و بیش و زیاده مردم را می‌گویند که صرف قرش فرنگیها
رفرنج بیشتر زنند آن از این سکه چندان و چنان ست حاله که اگر سهم این ضرب را از
نحاس مجرد سازند بعضا از نصف قرش فرنجی کمتر رسد قطعا و این را یک ذریعه خورد و برد
اموال ربا ساخته‌اند چنانکه در فصل سابق شناخته شد مردم را در تصرفات و تقلبش حاجت
بتقابل این ضرب می‌افتد و در مصارفت بدان بسوی قرش فرنجی باین مقدار مرسوم ناچار
و مضطر می‌گردند و نقد را بالنقد با وجود علم بتفاضل می‌فروشند و این ربای بحت است و هر که
از ایشان عارف این حال است وی با آنچه در کتب فروع که غالبش غیر رائج بسبب
دلیل غیر مغشوشی است از تقدم ست تمسک می‌شود و غالب حیل که بدان تخلص از ورطه ربا
گمان می‌کنند آنست که بعض متفقهه که از علوم اجتهاد ناآشنا تا آنجا رسیده‌اند این مساکین
را فتوی داده‌اند که ربا در معاطاة نیست و فرسنگها دور از مردم بدان کار رشد شده‌اند
معاطاة درست نابر مدعوم نوع عقد این مقصر بیچاره ندانند که ادله کتاب و سنت صریح
بتحریم ربا اند بدون نظر بسوی عقد و جنان بلکه معتبر نیست در بیع مگر تراضی و در کتاب و
سنت و اقوال خیر القرون والذین یلونهم ثم الذین یلونهم آنچه دال باشد بر اعتبار
الفاظ مخصوصه در بیع که انعقاد بیع نشود مگر بدان و در معاطاة باشد بیع نیامده و از این حیلهاست
آنچه بعض متفقهین در فروع و مفتیین در آن گفته‌اند که غش در هر یکی از دو بدل مقابل غش
دیگر باشد و این حرفی است که هیچ عاقل بدان رضا ندهد و چه قسم عاقل بدان راضی
گردد که ده اوقیه فضه را بیک اوقیه نحاس بفروشد پس اگر مراد قائل باین قول آنست که
این تخلص از رباست خواه هر واحد از متبایعین راضی ببدل شده باشد پس این حرف
علم نیست و از این وادی است آنکه غش در هر واحد از بدلین جدیده مسوغه صرف باشد و لیکن
مردود است بحدیث قلاده و برای که در آن قسم غیر نقشه لعنت است و این قسم را رسول خدا صلعم سوغ

هیچ نگردانیده بلکه امر بتفصیل و تمییز میان هردو فرموده و تعبیر ازین امور حیل دیگر ذکر کرده اند که از
سقوط بجائی ست که هر که ادنی فطنت دارد بروی مخفی نمی ماند اگر گوئی که بار مخلصی
ازین ورطهٔ مهلکه که مردم دران افتاده اند هست یا نه گوئیم بلی مخلص ازین گرداب چنانچه
عمر ازین عقبهٔ کوه و خراب آنست که رسول خدا صلعم بسوی آن ارشاد فرموده و آن قول
اوست صلعم برای خریدار تمر جید بتمر ردی که یکی ازان دو تمر جمع بوده دیگر جنیب چون خبر
کرد که وی یک صاع جید را بدو صاع ردی خرید کرده است رسول خدا صلعم فرمود این ربا ست
پرسید چه کنم فرمود تمر ردی را بدراهم بفروش و بآن دراهم تمر جید بخر پس این وسیلهٔ شرعیه
و معاملهٔ نبویه ست هر که صرف دراهم مغشوشه بفروش فرنجیه خواهد صاحب دراهم مذکور مثلا
بقدار صرف قرش سلعه از صاحب قرش بخرد بعده آن سلعه را بدست وی بقرش دیگر بفروشد
که جز این صورت مخلصی از ربا نیست و هر کرا زعم باشد که اینجا غیر این صورت مخلصی هست
وی مخادع نفس خود باشد. بانچه صریح ربای متوعد علیه بحرب خدا و رسول ست و بر حضار
این دراهم مغشوشه نصیبی از اثم باشد زیرا که حامل مردم بر ربا و ملجی خلق بسوی دخول در سود
اوست و بیان این سنت ملعونه بقصد حطام و اکل اموال مردم بباطل از وی صورت گرفته
این ست که شمشیر ستم آخته این ست   این ست که کار همه را ساخته این ست
واگر ممتثل امر الهی را از رفق برعیت و عدل در قضایای رعیت می بود اورا در ضرب فضه
خالصه از غش مند وحه حاصل ست پس چرا سر و پا نا سره می آمیخت و بهلاک خود و دیگر ابنای
نوع راضی می گشت شوکانی رح درین مقام چه خوش کلام ارشاد کرده که افضل احوال مسلم
آنست که در رعایت مصالح رعیت همچو فرخ باشد و ضربت خود را همچو ضربت این قوم گرداند
تا ربا از مصارفت برخیزد و بر دادن ربا برای حفظ دین و مال و جان خود دلیلی از کتاب و
سنت بلکه اجماع و قیاس نیامده بلکه استقراض بربا داخل ست زیر عموم ادلهٔ تحریم ربا چه
ربا از اکبر کبائر و اعظم جرائم ست بنص کتاب عزیز و احادیث مستفیضهٔ مشهوره و تمامی را در

نقل این مسئله از بحر الرائق ضعیف نموده و در فتاوی که بجای لفظ ربح ربا آورده و در اصل عبارت
زین بن نجیم یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح ست و نحو آن در اشباه و قنیه و مختار
ابراهیم شاهی و جز آن از کتب فروع حنفیه آمده و مقصود از لفظ ربح نفع حاصل بکسب جائز
شرعی خارج از معنای ربا ست مثلا شئی یسیر را بثمن غالی نزد حاجت بسوی قرض بخرد که
این جائز ست بکراهت نزد محققان و بعض این کراهت را حمل بر حرمت کرده اند اگر در نفس
استقراض این بیع مشروط باشد و حق عدم جواز او ست علی کل حال بنا بر آنکه دلیلی دال
بر اباحت این وارد نیست و قیاس جواز استقراض بربا بنا بر احتیاج بر جواز اعطاء رشوت بقاضی
یا سلطان بغرض دفع خوف یا ظلم یا تعدی او بر جان و مال خود بنای فاسد بر فاسد ست
زیرا که دلیل مخصص از برای احادیث وارده در لعن راشی و مرتشی بکر الرائش که میان هر دو
میانجی ست نیامده و باب مدارات و مصانعت که دران درء مفاسد منظور باشد مثل دادن
چیزی بشاعر هاجی و امثال او باب دیگر ست از باب رشوت نیست و در حدیث احثوا
فی افواه المداحین التراب اشارت بسوی این مصانعت ست نزد جمعی از اهل علم
همچو بیضاوی و ساوی و طیبی و غیرهم و نزد بعض مراد حرمان و تخییب و عدم اعطای شئ
است و اگر حدیث مرسل عکرمه که اتی شاعر النبی صلعم فقال یا بلال اقطع عنی لسانه
فاعطاه اربعین درهما بصحت سند نقل باشد در محل نزاع در حجیت مرسل غیر قائم ست
و اصل مصانعت بتصریح اهل لغت همچو ابن اثیر و صاحب مجمع البحار و تاج العروس و غیرهم
احسان و مدارات و ملاینت ست و بمعنی رشوت مجاز المجاز ست فصل جابر گوید آنحضرت
صلعم نهی کرده است از بیع انبار تمر که کیل آن معلوم نیست بکیل مسمی تمر رواه مسلم یعنی
فروختن جنس بجنس با عدم علم بمساوات هر دو حرام ست و معمر بن عبد الله گفته حضرت سالته
می فرمود طعام بطعام مثل بمثل ست و طعام ما دران روز جو بود این نیز در مسلم ست و فضالة
عبید روز خیبر گلوبند دوازده دینار خرید دران زر و مهره جواهر بود آن را جدا کردم یا دم

دوازده دینار یافت چون ذکرش برسول خدا کرد فرمود فروخته نشود تا آنکه جدا کرده شود رواه
مسلم و درین مسئله میان فقهاء خلاف ست وارجح منطوق حدیث است وبسیاری از
سلف بسوی عمل بظاهرش رفته و آن عدم جواز بیع ذهب با غیر او از ذهب ست تا آنکه زر
را از ان غیر جدا ساخته بفروشند ورنه این عقد باطل و تدارکش واجب باشد و درین مسئله
خلاف حنفیه با صاحب این حدیث صحیح واضح ست فصل نهی بیع حیوان بحیوان بطریق
نسیا از آنحضرت صلعم بحدیث سمره بن جندب ثابت شده و ترمذی و ابن الجارود تصحیح سماعش
رفته و این عام ست از ماکول و غیر ماکول و تقیید آن بماکول در دلیلی ثابت نشده آری حدیث
سمره در نهی از بیع شاة بلحم رسیده از دلالت دارد علی ما فیه من عاج و در حدیث ابن عمر
آمده که از آنحضرت صلعم شنیده ام که چون شما بیع عینه کنید و دمهای گاوان بگیرید و به کشت
راضی شوید و جهاد بگذارید خدا خواری را بر شما مسلط کند و هیچ آن را نکشد تا آنکه بسوی
دین خود برگردید و در سندش نزد ابی داود مقال ست و لیکن احمد نحو آن از عطا آورده و
رجالش ثقات اند و ابن القطان تصحیحش نموده و شک نیست که تا مسلمانان از جهاد برگشته اند
و بکشت راضی گشته خوار و ذلیل بوده اند و جز جهاد نازعی از برای این ذل نیست و عینه
عبارت ست از آنکه بازرگان کالای خود بدست یکی بقیمت معلوم تا یک مدت بفروشد
باز آن کالا را از وی بکمتر از آن قیمت بخرد و این بیع یکی از انواع رباست و لابد ست در آن
از اعتبار قصد حیله و از آنکه این تبایع از برای مجرد توصل بسوی قرض نقد بزیادت نیست
ورنه با عدم این قصد ناجائز نیست چرا و تعالی بیع را حلال و ربا را حرام ساخته و آنکه چیزی
را بهزار دینار فروخته ابدا جائز نیست که آنرا بده دینار از مشتری بخرد چه عقد صحیح که مقصود بدان توصل
بسوی ربا نیست ثمن قلیل را در رنگ ثمن کثیر حلال ساخته و همچنین زیادت بر سعر یوم بیع
از برای دوری وصدری نیست چه ربا زیادت احد المتساویین بر دیگر ست و در میان شیء
و ثمن آن نزد اختلاف جنس تساوی نیست تا تحریم این صورت بنا بر ربا بودن صحیح شود و توان گفت

که این زیادت در برابر تقابل باطل ست فقط چه مخفی نیست که تحریم تبعیه صورت منفرد بسوی ست
دلیل ست و سنان احتمال بسط دارد و علامه شوکانی را درین رساله منفرده ست مسمی به
تنبیه الفاضل فی حکم الزیادة لاجل الاجل **فصل** هر که سفارش برادر مسلمان خود پیش کسی کرد و آن
برادر او را بدین شفاعت هدیه فرستاد و وی آن را پذیرفت پس بابی عظیم را از ابواب
ربا آمد رواه احمد و ابو داود عن ابی امامة مرفوعا و در سندش مقال ست و
ابن عمر گفته لعنت فرمود رسول خدا راشی و مرتشی را رواه احمد وصححه الترمذی
و این دلیل ست بر تحریم هر دو تا و همین اجماع و هذا هو الحق و آنکه بعض فقها رخصت در جواز آن
رشوت داده اند و گفته که چون حاکم حکم بحق کند رشوت سبیل او از صواب دور نگردد و ایدا
عرضش جائز ست پس این مقاله باطل ست چه دلیلی مجمل ست بر حسب حسن در رشوت چشم
حاکم را کور می کند علامه شوکانی فرموده و لقد وجدت اثر ان هذه لهدایا من یهدی
لی مع ان بعد اتصالی بالقضاء ان دکل هدیة وان کانت من قریب او صدیق
لکن مجرد الارسال بها لا یخلو من اثر فی النفس مع ارجاعها فکیف مع قبولها
والانتفاع بها فقبح الله قضاة السوء فلقد صارت تلک المقالة الباطلة تجر الهم
یمس وسلما الی اکل اموال الناس بالباطل وقد عافانی الله وله الحمد علی هذه
ذلک المحرم البین علی تصاحب شهار بالقول والفعل اما القول فبما اودعته فی
مصنفاتی واما الفعل فبقیامی فی عزل قضاة السوء انتهی و همین قسم صنیع ارباب الاکثر
بنا ضعیف هم موجود آمده چه در کتب مؤلفه خود و بکلام بلیغ رد اخذ این هدیه نموده و هم قیاسی
رباست را در تحت چنین امور داشال آن از پایه اش بانداخته و منه الحمد علی ابطال
تلک الاقوال والاعمال خالصة لوجهه مقربة الی مرضاته **فصل** عبد الله بن عمرو بن
العاص آنحضرت را امر بتجهیز جیش داد و ابل تمام شد فرمود بگیر قلائص صدقه از کسی
چنانکه یک بعیر بدو بعیر تا آمدن ابل صدقه بگرفت رواه الحاکم والبیهقی و رجاله ثقات انتهی

و این دلیل ست بر جواز بیع یک حیوان بدو حیوان بطور نسیه و این حدیث ارجح و اثبت ست از حدیث سمره که سابق گذشته و ابن عمر گفته نهی کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از مزابنه یعنی فروختن تمر حائط اگر نخل ست بتمر بطور کیل و اگر کرم ست بزبیب بطریق کیل و اگر زرع ست بکیل طعام از ین همه نهی فرمود و این حدیث متفق علیه ست و سعد بن ابی وقاص شنید که آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزد سوال از شرای تمر برطب فرمود رطب نزد یبس کم می شود گفتند آری پس نهی فرمود از آن و این را اهل سنن روایت کرده اند و ابن المدینی و ترمذی و غیر هما تصحیحش پرداخته

باب دربیان رخصت در عرایا و بیع اصول و ثمار

زید بن ثابت رضی اللہ عنه گوید آنحضرت در بارهٔ عرایا رخصت بیع بخرص بطور کیل داده و این حدیث در صحیحین متفق علیه ست و لفظ مسلم آنست که رخصت داد در عریه که اهل بیت رطب را باندازهٔ آن از تمر از برای خوردن بگیرند و در حدیث ابی هریره زیادت ما دون خمس اوسق یا پنج وسق آمده و این نیز متفق علیه ست و چون اقتصار بر قدر حاجت در ساحه نوعی از انواع ربا ست واجب باشد لهذا تقدیر به پنج وسق مقدار محتاج الیه ست در غالب احوال و غنای فقیر به پنج وسق در مذهب معروف ست دلیلی بر آن دلالت ندارد و ابن عمر از آنحضرت آورده که نهی کرد از بیع ثمار تا آنکه صلاحش نمایان گردد و این نهی بائع و مبتاع هر دو راست چنانکه در حدیث متفق علیه آمده و در روایتی زیاده کرده که چون از صلاحش پرسیده می شدی فرمودی تا آنکه عاهتش برود و لفظ انس آنست که نهی کرد از فروختن میوه ها تا آنکه سرخ و زرد شود و این لفظ بخاری ست و هم انس گفته که نهی فرمود از بیع انگور تا آنکه سیاه گردد و از بیع دانه تا آنکه سخت شود و این را ابن حبان و حاکم صحیح الاسناد گفته اند و شک نیست که معنی نهی تحریم ست حقیقةً و محرم غیر جائز ست ولیکن چون این نهی از برای تشاجر ست نزد عروض آفت ثمار چنانکه در بخاری از حدیث زید آمده پس از برای ارشاد

باشد از بیان تحریم و تیر امر نبوے بوضع جوائح وارد شده چنانکه بیاید و ہر آفت کہ شیء را مستاصل نماید جائحہ ست و جائحہ موضوع ست بنابر گفتہ آنحضرت فرموداگر بفروشی بدست برادر میوہ را اما آن ۔ اجائحہ رسید ترا گرفتن چیزے از ان حلال نیست مال برادر را بغیر حق چسان می گیری این لفظ مسلم ست و در لفظی دیگر امر بوضع جوائح آمدہ و حق وضع اوست مطلقا قبل قبض باشد یا بعد آن پس ہر کہ شت با میوہ خرید و قابض شد لیکن حصد زرع یا قطف ثمر نہ کرد تا آنکہ آفتے بدان رسید این آفت از مشتری موضوع باشد و بائع را گرفتن ثمن آن حلال نبود زیرا کہ از دادی اکل اموال مردم بباطل ست ولہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ بم تاخذ مال اخیک بغیر حق درین اشارت ست بآنکہ تالف بجائحہ موضوع ست ۔ اخذ ثمن آن حرام خواہ پیش از قبض باشد یا پس و آنکہ مزدور ہر کہ نخلی خرید بعد ازان مؤبر کردن پس ثمرہ آن بائع را ست کہ فروختہ ست مگر آنکہ فروشندہ بدان راضی گردد و این حدیث متفق علیہ ست

باب دربیان سلم

ابن عباس گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدوم بمدینہ آورد و اہل مدینہ اسلاف در میوہ ہا می کردند یک سال و دو سال و سہ سال فرمود ہر کہ اسلاف در تمر کند باید کہ در کیل معلوم و وزن معلوم تا اجل معلوم کند و این حدیث متفق علیہ ست ولفظ بخاری من اسلف فی شیء ست و این عام ست از تمر و چون جزاف مجہول المقدار ست اعتبار کیل یا وزن معلوم پس ظاہر عدم جواز سلم در جزاف نیست زیست در حدیث ہم معلوم بودن کیل یا وزن سلم فیہ پس اشتراط تعیین جنس صحیح ست زیرا کیل متعلق بکیل ست چہ اگر جنس مکیل معلوم نباشد ذکر کیل ساقط و تبود دبر اعتبار تعیین نوع و صفت در حدیث دلیلے نیست و تعیین حدیث دلالت بر اشتراط تعیین مکان ندارد بلکہ اعتبار این چیزہا بنا بر تشاجر دربایہ ست ولکن مخفی نیست کہ رجوع بسوئے نوع معہود یا صفت معہود یا بسوی اوسط از ان

مانع تشاجرست و چنین مرتفع سے شود تشاجر در تعیین مکان برجوع بسوے اصل و آن عدم وجوب ایصال بر مسلم الیه و رجوع بسوی بلد او ست که وطن یا بلد اقامت ست و این رافع تشاجر باشد حاصل آنکه شروط سلم تعیین جنس مسلم فیه و معلوم بودن آن بکیل یا بوزن و تا اجل معلوم ست و این سه شرط ست و دلیلی بر اشتراط غیر آن وارد نیست عبد الله بن ابی اوفی و عبد الرحمن بن ابی ابزی گفته که با آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بمغانم می رسیدیم و نزد ما انباط شام می آمدند با ایشان در جو و گندم و زبیب تا اجل معلوم اسلاف می کردیم و در لفظی زیت آمده پرسیدند که ایشان را زرع بود یا نه گفتند از انها ازین معنے نمے پرسیدیم رواه البخاری و این دلیل ست بر صحت سلف در معدوم در حال عقد زیرا که ترک استفصال در مقام احتمال نازل بمنزله عموم در مقال ست ولیکن این استدلال بفعل یا ترک صحابی ست و آن حجت نیست تا تقریر نبوے بران بعد از علم ثابت نشود پس حدیث اول اولی ست در تمسک بر جواز آن

فصل در بیان قرض

ابو هریره گفته آنحضرت صلعم فرمود هر که مال مردم گیرد و اراده ادا دارد او تعالی از وی وا فرماید و هر که گیرد و اراده اتلافش کند حق تعالی او را تلف فرماید رواه البخاری و عائشه گفت ای رسول خدا صلعم فلانی جامه از شام آورده است یکے را بفرست که دو جامه تا میسره وام گیرد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرستاد ولیکن آنکس ممتنع شد اخرجه الحاکم والبیهقی و رجالش ثقات اند و حدیث دلیل است بر بیع نسیه و صحت تاجیل تا میسر جامه باشد یا جانور یا اجزاء آن و قرض نوعی مخصوص ست در بسیاری از احکام مخالف بیع باشد۔

فصل در بیان رهن

آنحضرت صلعم فرمود پشت مرکوب ست بنفقه چون مرهون باشد و لبن در مشروب ست بنفقه اگر مرهون بود و بر راکب و شارب ست نفقه آن مرهون اخرجه البخاری عن

ابی هریرة پس حق آنست که فواید رهن نه فواید آن مر مرتهن ست و فرود منع نمی کند
رهن از راهن مرهون را وار را ست غنم آن و بروی ست غرم آن رواه الدارقطنی
والحاکم عن ابی هریرة و رجال سندش ثقات اند مگر آنکه محفوظ ارسال اوست یعنی
منافع و زوائد رهن از برای راهن باشد و اگر هلاک شود در دست مرتهن تاوانش برذمه
از حق مرتهن هیچ نه ساقط نمی کرد بلکه رهن ملک راهن ست حاصل آنکه رهن چون
در دست مرتهن بدون جنایت و تفریط وی تلف شود وی مضمون علیه نباشد و اگر بجنایت
و تفریط اوست مضمون علیه باشد بنا بر جنایت و تفریط که از وی بوجود آمده از آن جهت
که مستحق حبس ست چه مجرد حبس بسبب رهن سبب ضمان نیست و مدارک شرعیه در نفی الضمان
لاعما علیه ولا شاهد علیه ابو رافع گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم از مردی
شتر جوان قرض گرفت چون ابل صدقه آمد فرمود قضای کن گفت نه یابم مگر بهتر
از شتر او فرمود همین بده که بهتر مردم احسن القضا است رواه مسلم فرمود هر قرض که جر منفعت کند
ربا باشد و این را حارث بن اسامه بسند ساقط از علی مرتضی مرفوعا آورده ولیکن شاهدی
ضعیف دارد نزد بیهقی از حدیث فضالة بن عبید و شاهدی دیگر ست نزد بخاری مگر موقوف بر
عبدالله بن سلام

باب در بیان تفلیس و حجر

ابو هریره گوید آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم را شنیدم می فرمود هر که مال خود بعینه نزد
مردی یابد وی احق ست بآن مال از غیر خود این حدیث متفق علیه ست و در طریقی
مرسل باین لفظ آمده که هر مرد که متاع خود بفروخت و مبتاع مفلس شد و ثمن آن بقبضه
بائع نیامد و متاع خود نزد او بعینه یافت پس وی احق ست بآن مال و اگر مشتری مرد
صاحب متاع اسوه غرما ست و بیهقی وصل ارسالش پرداخته و تبعیت ابوداود
ضعیف گفته و مؤید اوست حدیث عمرو بن ابی خلده نزد ابوداود و ابن ماجه باین لفظ که هر

ابو ہریرہ در بارۂ یاری که مفلس شده بود آمده گفت درین معامله بقضای نبوی
علم کنم ہر که مفلس شد یا مرد و مرد متاع خود بعینه یافت پس وے احق ست بآن و ابن
را حاکم صحیح گفته و ابو داود تضعیف آن مع زیادت ذکر موت کرده و حجت قائم ست باین
ادله بر اولویت صاحب سلعه بمتاع خود نزد افلاس خریدار و اگر حجت بمثل آن قائم نشود
بطلان اکثر شریعت لازم آید و در علم اصطلاح حدیث متقرر شده که مسند ارجح ست از
مرسل و بمرسل قیام حجت نمی تواند شد علی ما ہو المذہب الحق و فرمود لی واجد حلال می کند
عرض و عقوبت او را و این را ابو داود و نسائی از شرید روایت کرده و بخاری آن را تعلیقاً
آورده و ابن حبان صحیحش گفته و ابو سعید گفته آفت رسید بمردے بر عہد رسول خدا صلعم
در ثمارے که خریده بود و بسیار شده دین او و مفلس گردید آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
فرمود بر وے صدقه کنید مردم صدقه کردند لیکن بوفاے دین او نرسید فرضخواہان را فرمود
بگیرید آنچه یابید از برای او و نیست شما را مگر ہمین گرفتن شئ موجود رواه مسلم و ما
احسن ما قیل ؎

قرض از مرتبۂ مردمی انداخت مرا	بسکه این راه گران بود سبک ساخت مرا

و حجر کرد بر معاذ مال او را و فروخت آن را در قرضے که بر ذمۂ او بود و این نزد دار قطنی
از روایت کعب بن مالک و ابو داود مرسلاً آورده و بترجیح ارسال پرداخته و حاکم گفته
صحیح ست و این دلیل ست بر آنکه آنچه جائز ست گرفتن مال مفلس ست و نیست در ان
دلالت بر حبس مدعی اعسار لیکن چون حبس نوعے از عقوبت ست حدیث لی الواجد
یحل عرضه و عقوبته محل حجت باشد مگر علت حبس غنا یا وجدان ست پس لابد ست
که این وصف متحقق گردد و این محل نزاع نیست بلکه محل آن التباس امر ست و ملتبس الحال
که غنای او ظاہر نشده معاقب نیست و عقوبت بحبس اضرار ست و علتش جز بمسوغ معلوم
شرعی نمی تواند شد چه در حرمت اضرار آدمی با عدم تیقن مسوغ آن خلافی نیست و ظاہر تحریم

حبس غیر غنی باطل ست آرے حبس با تهمت ونزد خوف مضرت ذا حضرت شاه اسمعیل نزد
اطلاق جائز نیست زیرا که امر معروف ونهی از منکر واجب ست بقدر امکان وقیاسهم
از اذ حجة کرده که این چنین باشد حیلولت میان او ومیان مردم بحبس ممکن نیست پس
که عن ابی حنیفه کار کنند وحدیث حجر بر مدیون مخصص حدیث عدم حل مال آدمی مگر بطیبت
نفس اوست چه آن عام ست واین خاص ولیکن لائق آنست که اقدام بر حجر بعد از
ثبوت دین نزد حاکم جائز نباشد چنانکه غالب حکام عصر حجر بر ترکات قبل از تقریر دین میکنند
وبمساعدت طالبش هرکه باشد می پردازند که این اقدام ست بر مال معصوم وحیلولت ست
میان مالک وملک او بدون حجت نیره وخلاف ظلم **فصل** ابن عمر گوید عرض کرده شدم
بر رسول خدا صلعم روز احد ومن چهارده ساله ام پس مرا اجازت نکرد ومعروض شدم بوی
روز خندق ومن پانزده ساله بودم پس اجازت کرد این حدیث متفق علیه دال ست
بر آنکه هرکه پانزده ساله نیست تصرفات او از بیع وجز آن غیر نافذ ست ولیکن در روایت
بیهقی باین لفظ آمده که اجازتم نکرد ومرا بالغ ندید واین خزیمه تصحیح این لفظ کرده وعطیه قرظی
گفته معروض شدم بر آنحضرت صلعم روز قریظه پس هرکه موی زهار روئیده کشته شد وهرکه
نروئیده راه او گذاشته آمد ومن درمیان کسان بودم که موی عانه نروئیده بود پس
راه من سر کردند واین را اهل سنن روایت کرده اند وابن حبان وحاکم تصحیحش نموده و
عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده گفته که آنحضرت فرموده زن را عطیه جائز نیست مگر باذن
شوی خود ودر لفظی این ست که زن را در مال امری نیست وقتیکه زوج مالک عصمتش گشته
واین روایت نزد احمد واصحاب سنن جز ترمذی ست وحاکم گفته صحیح ست وجمهور اهل علم
حمل این حدیث بر حسن عشرت کرده اند وبظاهرش جز طاوس دیگرے نرفته **فصل** قبیصه
بن مخارق گفته آنحضرت فرموده مسئله حلال نیست مگر یکے را از سه کس مردیکه تحمل حماله کرده
او را مسئله حلال ست تا آنکه بآن رسد باز بایست آید پس باز ماند از سوال ومردیکه

اورا جائیکہ رسید و مال او را تباہ کرد مسئلہ او را حلال ست تا آنکہ بقوامی از عیش برسد و
مردے کہ او را فاقہ رسید تا آنکہ سہ کس از دانشمندان قوم او گفتند کہ فاقہ بوی رسیدہ
پس او را مسئلہ حلال ست اخرجہ مسلم و این دلیل ست بر لزوم دین تحمل حمالہ ولیکن او را
علم مفلس نیست در حجر کردن بروے بلکہ وے متروک باشد تا آنکہ از مردم سوال کردہ دین
خود قضا کند و این مستقیم ست بر قواعد و میکہ ضامن آن مال نباشد و نیست حجر مگر بعد از ثبوت
دین یا سفہ یا اسراف یا نحو آن

باب در بیان صلح

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماید صلح جائز ست میان مسلمانان مگر صلحی کہ محرم حلال
یا محلل حرام باشد و مسلمانان بر شروط خویش اند مگر شرطی کہ حلال را حرام و حرام را حلال
گرداند و این نزد ترمذی ست از عمرو بن عوف مزنی و روایت او ضعیف ست لہذا
بر ترمذی تصحیحش را انکار کردہ اند گویا اعتبار بکثرت طرق کرد ولیکن ابن حبان تصحیحش
از روایت ابی ہریرہ نمودہ و ظاہر آنست کہ مصالحہ از انکار جائز باشد مثلاً یکے بر دیگرے
دعوے صد دینار کردہ وی از جملہ منکر شد پس مدعے مصالحہ بر نیمۂ آن مقدار کرد این صلح جائز
باشد زیراکہ مناط صلح تراضی ست و منکر راضی ست ببعض آن و مقتضی منع موجود نیست
و حدیث ابی حمید ساعدی مرفوعاً کہ ہیچ کس را اخذ عصای برادر خود بغیر طیبت نفس او
حلال نیست نزد ابن حبان و حاکم ست و ہمچنین حدیث عدم حلت مال مرد مسلم مگر بطیبت
نفس او منافی این مدعا نباشد زیراکہ تسلیم بعض منکر بطیبت نفس کردہ ست و در حدیث
کعب اگر تنازع در مقدار باشد صلح از انکار ست و شارع آنرا جائز داشتہ و اگر در تعجیل یا
تاجیل ست نیز صلح از انکار ست بنا بر آنکہ با منکر اجل صلح بر تعجیل بعض دین شد و یا ستے
در برابر دعوی صاحب دین از برائے اجل ساقط گردیدہ و در اجل نیست درین باب صلح
در حدود و انساب زیراکہ مناط صلح تراضی میان خصمین ست و حدود کہ حقوق الہی ست یا

محض ست یا مشوب وامام را اگرچه ولایت این حدود بر تقدیر تسلیم اختصاصش
بدان حاصل ست مگر او را اسقاط حد خدا نشاید بر ورود وعید شدید دران تا بحدی رسد که
بعض اهل علم بتاخیر حدود واسقاط آن بنا بر شفاعت تصریح کرده اند آن باب دیگر ست
و صلح بثبوت بعض و سقوط بعض در برابر امری از امور ست واما نسب پس تابان جهت که
رضا بخروج از نسب و بدخول دران جز بجهت روا نیست زیرا که بر هر دو امر وعید شدید آمده
نیز نسب متبعض نمی شود تا این صلح میان مدعی نسب و منکر نصف آن صحیح شود واما ابراء
از حقوق مجهوله پس اسقاط شی فرع علم بآن شی ست و جاهل از چیزیکه اسقاطش می خواهد
یا بوجهی از وجوه آن را می داند یا از جمیع وجوه نمی داند پس اگر بوجهی از وجوه می داند که تمیز
بعض تمیز ست و در ظن غالب شده که این شی از فلان جنس ست و مقدارش متجاوز
ازین قدر نیست این اسقاط صحیح باشد و اگر از همه وجوه مجهول ست بر وجهی که جنس و
مقدارش کیفاً و کماً هیچ معلوم نیست پس این اسقاط غیر صحیح ست چه می تواند که بر نفسی
باشد که اگر علم بدان حاصل گردد نفس با سقاطش خوش نشود **فصل** ابوهریره گفته آنحضرت
فرمود همسایه همسایه را از خلانیدن چوب در دیوار خود منع نکند و اصل در امر ایجاب ست
چنانکه در نهی در لغت بمعنی نهی تحریم ست ولهذا ابوهریره در آخر این حدیث گفت مالی
اراکم عنها معرضین والله لارمین بها بین اکتافکم و این متفق علیه ست از حدیث
او و آنچه معارض این حکم باشد در متن صحیح نیامده مگر عمومات که او تخصیصش انکار نتوان کرد
پس لابد ست از جمع میان دو همسایه در خلانیدن چوب بر دیوار وهو الحق الا ضم که نفی
کردلالت حقیقی نهی بر تحریم ست و ترک حرام واجب ست و تعقب و این حدیث مخصص ادلهٔ دالهٔ
بر عدم جواز تصرف در ملک مالک ست مگر باذن و طیبت نفس او.

باب در بیان حواله وضمان

آنحضرت فرموده مطل غنی ظلم ست و چون یکی از شما حواله کرده شود بر توانگر باید که این حواله

بپذیرد چنانکه شیخین متفقا این حدیث را از ابوهریره روایت کرده اند و در لفظی از احمد بجاے فلیتبع فلیحتل آمده و بدعاوا حدیثست و چون محال علیه دیر کرد یا مفلس شد محال را مطالبه محیل بر دین خود میرسد زیرا که دین او بر ذمه اش باقیست ساقط نشده و آنکه در احادیث صحیحه از جابر و غیره امتناع آنحضرت صلعم از نماز جنازه بر قرضدار آمده پس منسوخ ست بحدیث ابی هریره که در صحیحین بلفظ فمن توفی و علیه دین فعلی قضاؤه آمده و حدیث را الفاظ است و از کفالت در حد نہے کرده و این در حدیث ضعیف از عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده نزد بیهقی ست

فصل مظلوم را تناول مال بقدر حق خود از ظالم جائز ست و از باب اکل مال مردم بباطل نیست و نه خیانت ست تا زیر نہے از ان در آید چه خیانت اخذ مال ست خفیۃ باکتم امر از مالک و اینکه مال گرفته در برابر مأخوذ از و بقهر گرفته است و حدیث لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیبة من نفسه مانع این کار نیست زیرا که این حکم جائیست که آنجا اعتدار بر غیر نیست و اگر اعتدا کرد اعتدا بمثل آن بروے هم جائز باشد چنانکه بر بدن یا مال یکے جنایت کند از وے ارش آن جنایت بگیرند شاء ام ابی و این ظاهر ست و ما احقه ان یکون مجمعا علیه و مراد بذکر مثل در آیه منع از زیادت ست نه تقیید جواز بمکیل و موزون و در لغت عرب بلکه کتاب و سنت اطلاق مماثلت بر غیر مثلیات مصطلحه بسیار آمده

باب در بیان شرکت

آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود حق تعالی می فرماید من ثالث دو شریکم تا یکے خیانت صاحب خود نکند و چون کرد از میان هر دو بیرون شدم و این حدیث از ابوهریره نزد ابوداود مرویست و حاکم صحیحش گفته و سائب مخزومی که شریک آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بود قبل بعثت روز فتح آمد و گفت مرحبا باخی و شریکی و این را احمد و ابوداود و ابن ماجه روایت کرده اند و ابن مسعود گفت من و عمار و سعد شریک یک دیگر شدیم در آنچه روز بدر بدان برسیم رواه النسائی و این دلیل ست بر صحت شرکت در مکاسب و انواع شرکت همچو مفاوضه و عنان و

وجوه و ابدان که در کتب فروع واقع شده این اسامی نه از شرع ثابت شده و نه از لغت بلکه
اصطلاحات حادثه است مجرد و نیست آنکه دو کس را از خلط مال و اتجار که معنی مفاوضه مصطلح باشد شرع
مانعی نیست مالک را در مال خود چنانکه خواهد تصرف حاصل است مادام که مستلزم محرم شرعی
نشود و سخن در شان اشتراط استوای مال در نقد و عقد بودن اوست که دلیلی باعتبار آن وارد
نگشته بلکه مجرد تراضی بجمع هر دو مال و اتجار در آن کافی است و همچنین مانع از اشتراک دو کس در
شرای کدام چیز نیست هر یکی نصیب خود بقدر ثمن بگیرد چنانکه معنی عنان مصطلح است و این شرکت
در زمان نبوت ثابت شده و جماعه از صحابه در آن در آمده و بسیار بود که یکی یا هر دو متولی
شرای شد و هر واحد قیمت آن بقدر نصیب خود می داد آری دلیلی بر اعتبار عقد و خلط نیامده
و همچنین وکیل ساختن یکی دیگری را در شناخت مال از برای خود و اتجار در آن با اشتراک
در ربح لاباس به است چنانکه معنی شرکت وجوه است اصطلاحا ولکن شروط مذکوره بی وجه است
و همچنین توکیل یکدیگر در عمل مستوجب علیه که معنی شرکت ابدان است اصطلاحا باکی نیست آری
اشتراط شروط در آن بی معنی است حاصل آنکه از برای دخول در جمیع این انواع مجرد تراضی
کافی است زیرا که آنچه از باب تصرف در ملک است مناطش تراضی است اعتبار امر دیگر در آن
تحکم نیست و هر چه از باب وکالت یا اجاره است در آن آنچه در این هر دو بسند است کفایت
می کند این انواع متعدده و شروط مشروطه از کجا است و کدام یک دلیل عقل یا نقل بچی بسوی
اوست چه امر بیشتر از این تهویل و تطویل است و کیف که مستفاد از این شرکت مفاوضه و عنان
و وجوه همین قدر است که دو کس در خرید و فروخت در ربح یک چیز شریک گردند و هر یکی بقدر
حصه خود از ثمن بستاند و این یک چیز واضح المعنی است عامی هم آنرا می فهمد تا بعالم چه رسد
و متفقه ران فتوی می دهند تا از کامل چه می باید سرود و در این عام است از آنکه ثمن در فرع هر
واحد مساوی باشد یا مختلف و نقد بود یا عرض و متجربه مال هر واحد باشد یا بعض آن و متولی
بیع و شرا یک کس باشد یا هر یکی و این تقسیم که در اصطلاحات مشاحت نیست یا رسمی با اعتبار آن

وچنین تکلف از برای شروط و تطویل مسافت و اتعاب بر طالب علم بتدوین این الاطلاعها
یعنی چه دمی دانند که اگر عراقی یا بقالی را از جواز اشتراک در شراء و بیع چیزی بپرسند نعم
گفتن بروی دشوار نشود و اگر او را گویند که عنان یا وجوه یا ابدان جائز ست یا نه بیچاره در
فهم معانی این الفاظ حیران و پریشان گردد بلکه بسیاری از متبحرین علم فروع را دیده ایم که تفاصیل
این انواع بر ایشان ملتبس می شود و نزد تمیز بعض از بعض متلعثم می گردد اللهم مگر آنکه قریب العهد
بحفظ مختصری از مختصرات فقه باشد که درین حین املا بحفظ خود بکند و نه مجتهد عبارت ست
از کسیکه توسیع دائرهٔ آرای عاطله از دلیل کند و بر هرچه از قال و قیل واقف گردد بپذیرد
که این داب اسرای تقلید ست بلکه مجتهد آنست که تقریب صواب و ابطال باطل کند
در هر مسئله از وجوه دلائل محض فرماید و میان او و میان صدع بحق مخالفت کدام مخالف
از صدور منفصرین بزرگ و معظم بوده است حائل نگردد فالحق لا یعرف بالرجال و از برای
همین مقصد در ابحاث این کتاب جز آن سلوک مسالکی کرده ایم که جز صافی الذهن از
تعصبات و خالص الفهم از اعتقادات مالوفات قدر آن نمی شناسد و تقلیل بیان در ذکر
این انواع و اقتصار بر بعض آن از همین جهت درینجا رفت که در اکثار از باطلات خیر نیست

فصل در بیان وکالت

جابر گفته خواستم که بسوی خیبر برآیم آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود چون نزد وکیل من
آئی پانزده وسق بگیر اخرجه ابوداود و صححه و گذشت حدیث عروهٔ بارقی در بارهٔ
فرستادن آنحضرت صلعم او را بدینار از برای خرید اضحیه و این نزد بخاریست و شیخین از ابوهریره
فرستادن آنحضرت صلعم عمر را بر گرفتن صدقه روایت کرده و این متفق علیه ست و جابر
گفته که سه و شصت شتر را بدست مبارک خود نحر کرد و بذبح باقی شتران امر علی مرتضی نمود
و این نزد مسلم ست و در قصهٔ عسیف آمده که فرمود برو ای انیس بر زن اینکس اگر اقرار کند
رجمش بکن متفق علیه و این همه دلیل ست بر ثبوت توکیل و توکیل عبارت ست از آنکه غیر را

حکم بسرپرست بطور نیابت از خود بکند و قصر و دران کمال فطنت و معرفت بموکول فیه ست بود
مقصود موکل بدون تقصیر و هر که در تمیز باین مرتبه رسیده وی صالح وکالت ست مگر آنکه
متابع تکلیف فاعل و مفعول شرط کرده باشد و ترتیب تکلیف در وکالت وارد شده و آنکه
که مطلوب دران از مکلف فعل آن امر بنفسه ست سقوط تکلیفش از وے بهان دم باشد که آن
کار بذات خود بکند مثل نماز که استنابت دران جائز نیست و از گزاردن دیگرے سقوط تکلیفش
از ذمه آنکس نمے تواند شد و هر که زعم دارد که فعل غیر قائم مقام فعل مکلف ست باعتبار وقوع
استنابت از طرف او پس بروی دلیل ست زیرا که جواز استنابت علی العموم نیامده بلکه
مقید ببعض صور آمده و هرچه از افعال چنان ست که طلبش از مکلف باعتبار حصول وجود او
در خارج ست و متعلق ببدن مکلف نیست هیچ قصدے نیست و نحو آن پس نزد ما عدم تحقق مطالب
دلیل ست چه مقصود وجود آن در خارج بود و آن بفعل مامور از طرف مکلف یافته شد
چنانکه بفعل خودش یافته می شد و هر که تعلیق توکیل بشرط یا وقت کرد آن معلق شد و این اصح ست
محتاج استدلال نیست زیرا که بجا آوردن وکیل آن کار معلق را پیش از زمان تعلیق مخالفت
موکل ست و مخالفت لازم موکل نیست و از اینجا معلوم شد که اگر وکیل خلاف رائے موکل امرے
دران مصلحت نیست یا ضرر ست بکند لازم موکل نمیشود زیرا که وی وکیل را بدان امر نکرده است تا لزوم
آن بروی شود و همچنین اقرار وکیل بر موکل غیر لازم ست و لابد ست که دخول اقرار در مطلق
تفویض معلوم باشد بقرینه حال یا مقال ورنه اصل در تفویض تصرف در مصلحت ست نه در آنچه
مصلحت نیست تا بآنچه دران مفسده یا مضرت باشد چه رسد و هرگز اذن بدان نزد دانشمندی [illegible]

باب در بیان اقرار

بود رگفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود بگو حق اگرچه تلخ باشد رواه احمد والطبرانی
وصححه ابن حبان فی حدیث طویل و این دلیل ست بر آنکه اقرار انسان معتبر ست در جمیع امور
خواه بر جان خودش باشد یا بر غیر خود چه مال و چه عرض و چه بدن و در قرآن کریم از ترتیب

احکام وعقوبات برحصول امور که اقرارات باشد کثیر طیب ست اگرچه لفظا اقرار درانها ند کور نشده ودرسنت مطهره نیز اکثر انحصر ست پس نتوان گفت که اصل در لزوم اقرار برای مقر تنها اجماع یا سنت ست وبس ودر سکران اہل علم را خلاف ست واعدل اقوال وارجح مذاہب عدم لزوم اوست و سکران را ہمچو صاحی گردانیدن از برای عقوبت فعل او وجہی ندارد زیراکه عقوبت در دنیا حدست ودر آخرت آنچه در احادیث صحیحه آمده پس اختراع عقوبت دیگر که شرع بدان وارد نگشته بی وجه باشد وقول قائل که صحت حرکت صادر از سکران در حالت سکر بنا بر عموم ادله ست خیلی ساقط ست چه مناط احکام شرعیه عقل ست وچون عقل برفت گویا خطاب از وے برفت ودوی درین حال اگر مجنون نیست باری ہمچو مجنون ست بقیاس صحیح

باب در بیان عاریت

سمره بن جندب گفته آنحضرت صلعم فرمود بر دست ست آنچه گرفت تا آنکه بدہدش رواه احمد واهل السنن وصححه الحاکم وفرمود بده امانت بکسے که ترا امین کرده وخیانت کسے مکن که خیانت تو نموده واین نزد ابوداود وترمذی ست از حدیث ابی ہریره بسند حسن وحاکم گفته صحیح ست وابوحاتم رازی استنکار آن نموده وچون یعلی بن امیه را گفت که رسل مرا سے درع بده دی گفت این عاریت مضمونه ست یا مؤداة فرمود مؤداة ست چنانکه احمد وابوداود ونسائی آورده اند وابن حبان صحیحش گفته وچون از صفوان بن امیه روز حنین استعاره دروع فرمود وی گفت بغصب می گیری اے محمد صلعم فرمود نه بلکه عاریت مضمونه ست رواه ابوداود والنسائی وصححه الحاکم واخرج له شاهدا ضعیفا من حدیث ابن عباس وشک نیست که عاریت یکے از مکارم اخلاق ومحاسن طاعات وافضل صلات ست چه دران اباحت مالک ست از برائے منافع ملک خود بحاجتمند واین فعل داخل ست زیر نصوص کتاب وسنت ودرین ہردو آنچه از ترغیب درین باب آمده بیش از انست که در حصر گنجد ومنها قوله تعالی وتعاونوا علی البر والتقوی وقوله ویمنعون الماعون ودر لسان عرب

دربیان تشریح این اباحت منافع که در عاره ست بلاعوض ست چنانچه در حدیث این داود
یافته شود عاریت ست و الا لازم وتعدی بجنایت در عاریت سببی از اسباب ضمان ست
وخیانت دران یکی از انواع جنایت ست و واجب بر خائن ضمان خون ست فقط وغیر
و مجرد حصول خیانت در بعض موجب ضمان جمیع نیست و همچنین استهلاک و اشتراط ضمان
سبب ضمان ست چنانکه در حدیث صفوان ست واگرچه دران مقال ست اما از انها صالح
برای احتجاج قاصر نیست ولاسیما وقتیکه شارط ضمان خود مستعیر باشد با اشتراط مستعیر
اما مستعیر بدان راضی گشته که این رضا التزام نفس ست باعتبار ضمان و این همه اسباب
داخل ست زیر حدیث علی الید ما اخذت حتی تؤدیه اگر مراد آنست که علی الید ضمان
ما اخذت ولکن ظاهر آنست که مراد علی الید حفظ ما اخذت ست و این نیست که زیاده
در ضمان تالف دلیلی دران نیست

باب دربیان غصب

سعید بن زید گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود هر که بگیرد از زمین یک شبر را بظلم
مطوق کرده اند او را خدای تعالی بدان روز قیامت از هفت زمین این حدیث متفق علیه
و از انس گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم نزد بعض زنان بود یکی از امهات مومنین
بدست خادم خود قصعه از طعام فرستاد و عائشه یا زینب آنرا بشکست آنحضرت صلی الله علیه
و آله وسلم طعام را فراهم فرمود و گفت بخورید و کاسه صحیح بر سول داد و شکسته را نگاه داشت این
لفظ بخاری ست و در ترمذی زیادت طعام بطعام و اناء باناء آمده و رافع بن خدیج مرفوعا
روایت کرده که هر که در زمین قومی بغیر اذن او زراعت کرد او را از ان زرع چیزی نباشد مگر
نفقه و این نزد احمد ست و ترمذی حسنش گفته و گویند که بخاری تضعیفش نموده و از عروه
بن زبیر آمده که مردی از اصحاب آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم گفته که دو کس نزد رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم
خصومت کردند در زمینی که یکی دران درخت نشانده و زمین از ان دیگر ست آنحضرت صلعم زمین

بزمیندار رسانید و صاحب درخت را حکم کرد که نخل خود از آنجا بیرون کند و فرمود رگ ظالم را حق نیست و این نزد ابوداود باسند حسن مرویست و آخر حدیث نزد اہل سنن از حدیث سعید بن زید آمده و در وصل و ارسالش و تعیین صحابی اختلاف بوده او در خطبه که روز نحر بمنی خواند بحدیث ابی بکره ازان ارشاد کرد که دماء و اموال شما بر شما حرام ست ہمچو حرمت این روز درین شہر شما درین ماه شما و این متفق علیه ست

باب در بیان شفعه

جابر گفته حکم کرد رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم بشفعه در ہر آنچه مقسوم نشده و چون واقع شد حدود و برگردانیده شد راهها شفعه نیست و این لفظ بخاریست و مسلم زیاده کرد شفعه در ہر شرک ست زمین و خانه و بستان نمی زیبد که بفروشد تا آنکه عرض کند بر شریک خود و در روایت طحاوی باین لفظ ست حکم کرد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بشفعه در ہر چیز و رجالش ثقات اند و فرمود ہمسایه خانه احق ست بخانه و این نزد نسائی ست از حدیث انس و ابن حبان تصحیحش کرده ولکن علت دارد و ابو رافع گفته فرمود جار احق ست بصقب خود اخرجه البخاری و صقب بصاد و سین ہر دو آمده معنی آن قرب و مجاورت باشد و جابر باین لفظ روایت کرده که گفت جار احق ست بشفعه خود انتظار برده شود او را اگرچه غایب باشد چون طریق ہر دو یکی ست و این را احمد اخراج کرده و در ہر چہار سنن ست و رجال سند ثقات اند و حدیث مرفوع ابن عمر بلفظ الشفعة کحل العقال نزد ابن ماجه ست و بزار لاشفعة لغائب افزوده مگر سندش ضعیف ست و حق آنست که سبب شفعه یک چیز ست فقط که آن خلطه کائنه میان دو شریک در شیء مشترک میان آنہاست در طریق باشد یا در مجاری آن یا شیء و ظاہر ادله بالغ بودن قسمت ست از ثبوت شفعه خواه این قسمت میان شریکی و شفیع باشد یا متقدم بود چنانکه ذکرش در سیاق نفی مفید اوست و نیست فرق میان شریک در اصل و در نفس مجری و منبع و طریق زیرا که شرکت که مناط باشد شامل جمیع ست و شفعه یکی از حقوق تابعه مال ست

بناست و دفع ضرار ذمی حرام ست همچو ضرار مسلم پس این قول که ذمی را شفعه نیست با آنکه ملک سبب از برای او ثابت ست وجهی ندارد بلکه حق یهودی و نصرانی در شفعه ثابت ست و اشتراط فوریت در آن تمسکی ندارد و حدیث کحل العقال با جمیع الفاظ و طرق خود بنا بر ضعف و نکارت و جز آن ساقط از پایهٔ استدلال ست و ثبوت شفعه باحادیث صحیحه یافته شده و تقیید ثبوت بقیدی که دلیلی بر آن نیست مستلزم ابطال باطلاق مستفاد از احادیث ست بدون حجت و آن باطل ست پس حق عدم بطلان شفعه بتراخی ست چه دفع ضرر که شرعیت شفعه از برای آن بوده ست مختص بوقت دون وقت نیست و نتوان گفت که تراخی مستلزم اضرار مشتری ست بنا بر معلق بودن ملک او زیرا که ملک او مستقر ست چنانکه خواهد در آن تصرف کند غایت الامر آنکه شفیع را حق ست هرگاه طلب آن کند واجب گردد و این تعلیق ست و نه اضرار در هیچ حال

باب در بیان قراض

صهیب از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم روایت کرده که در سه چیز برکت ست یکی فروختن تا اجل دوم قرض دادن و مضاربت کردن سوم آمیختن گندم بجو برای خانه نه از برای فروختن اخرجه ابن ماجه و سندش ضعیف ست و حکیم بن حزام چون مر کسی را مال بر مقارضت میداد شرط می کرد که مال مرا در کبد رطب منه و در بطن مسیل فرود نیاری اگر کاری از اینها کنی ضامن مال من باشی و این نزد دارقطنی ست و رجالش ثقات اند و عبد الرزاق بن یعقوب عامل عثمان بود در مال بر آنکه ربح میان هر دو باشد و این موقوف صحیح ست و لیکن بعض از حفاظ تصریح کرده اند که درین باب مرفوعی از آنحضرت صلعم ثابت نشده بلکه همه آنچه درین امر آمده است آثار صحابه ست و اجماع من بعدهم بر جواز این معامله واقع شده چنانکه غیر واحد حکایتش کرده اند و حافظ ابن حجر تصریح به ثبوتش در عصر نبوت نموده و گفته والذی نقطع به انها کانت ثابتة فی عصر النبی صلی الله علیه و آله و سلم یعلم بها واقره

ولولا ذلك لما جازت البتة انتهى وتزد من آنست که مضاربت داخل ست زیر کریمه واحل الله البیع وزیر آیۂ تجارۃ عن تراض بلکه ہر آنچہ دال بر جواز بیع و بر جواز اجاره و بر جواز وکالت ست دال ست بر مضاربت وازینجا شناخته باشے که قراض خالی از دلیل نیست اگرچه بخصوصه کدام دلیل دال بران ثابت نشده

باب در بیان مساقاة واجاره

دلیل بر مشروعیت اینها حدیث ابن عمر ست که آنحضرت صلعم با اہل خیبر معامله بشطر ثمر یا زرع خارج از زمین کرده و این متفق علیه ست و در روایتے از صحیحین باین لفظ ست که اہل خیبر از آنحضرت صلعم استقرار خود بران بر کفایت عمل و نصف ثمر خواستند آنحضرت صلعم فرمود مقرر داریم شما را برین خیبر مادام که خواہیم و مقرر شدند تا آنکه عمر بن خطاب اجلاے ایشان کرد ولیکن این حدیث منسوخ ست بحدیث رافع و آنچه بمعنے اوست و درین مسئله مذہب ہاست دراز مختلفه و اجتہادات مضطربه که شوکانے در شرح منتقے و رسائله مستقله بذکرش پرداخته و اصح اولۂ نہے حدیث جابر ست نزد مسلم و در لفظے از مسلم آمده که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم نخل و ارض خیبر را به یہود خیبر داد بر آنکه دران اعتمال از اموال خود کنند و نصف ثمر ایشان را باشد و این منسوخ ست مثل اول حنظله بن قیس گفته رافع بن خدیج را از کراے ارض بذہب و فضه پرسیدم گفت لاباس به ست مردم بر عہد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم ماذیانات و اقبال جداول و اشیاء را از زرع باجاره می گرفتند پس بسیار بود که این تباه می شد و آن سالم می ماند و آن تباه می گردید و این سالم می ماند و نبود مردم را کراے مگر ہمین چیز با و لہذا ازان زجر کرده شد ولیکن شئے معلوم مضمون لاباس به ست رواه مسلم و حدیث دلیل ست بر تحریم مزارعتی که مفضے بغرر و جہالت و مشاجرت گردد و احادیث وارده در نہے از مخابرت محمول ست بران چنانکه شان حمل مطلق بر مقید ست حافظ در بلوغ المرام گفته درین حدیث بیان مجملی ست که در متفق علیه ست از اطلاق نہے از کراے ارض و ثابت بن ضحاک گفته نہے فرمود رسول خدا

از مزارعت و امر کرد بمواجرت رواه مسلم ایضا و با جمله این مسئله از اول الدرایة شعب الطرق
کثیر الاختلافات جلیل الاشتباهات ست و خلاصه آنچه مرا لائح شده آنست که اجاره ارض بشئے
مجهول که وثوق بمقدار آن ممکن نشود و مفضی باختلاف گردد همچو تاجیر ارض بآنکه مالک یا
اجیر زرع نمایج ازان زمین یا نابت بر سواقی و نحو آن در مکان معلوم از ارض باشد
صحیح نیست و از خصوصش نهی ثابت شده و این معامله تا از جنس آن مخابره است که رسول خدا
منع در خیبر کرد و در اجاره حصه شئے معلوم از نماء حاصله همچو ثلث و ربع اولا مختلف آمده احادیث وارده
بتحلیل مخابره که رسول خدا ایشان مرده و جماعه از صحابه بعد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بان
عمل کرد مقتضی جواز است و احادیث معارضه آن که حملش بر صورت جهالت سابقه
ممکن نیست در خور حمل بر کراهت ست فقط و باین نهج میان احادیث اجتماع دست بهم
می دهد و نتوان گفت که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فعل مکروه نکند چه می توان گفت که
از برای بیان جواز کرده باشد زیرا که این جائز ست حرام نیست حاصل آنکه تاجیر ارض منقسم
بسه قسم یکے حرام دوم حلال سوم مکروه حرام آنست که اجاره بغیر جزء معلوم از نتایج ارض باشد
و حلال آنست که بمقدارے از طعام معلوم غیر خارج از ارض یا بدراهم یا دنانیر معلومه یا
نحو آن باشد و مکروه آنست که بجزء معلوم از خارج از زمین باشد همچو ثلث و ربع هذا ما ظهر
لی بعد امعان النظر فی الادلة **فصل** ابن عباس گفته خون گرفت رسول خدا صلی الله
علیه وآله وسلم و حجام را اجرت داد و اگر حرام می بود نمی داد رواه البخاری و رافع بن خدیج
گفت که کسب حجام خبیث ست و این نزد مسلم ست مرفوعا و جمع میان هر دو باین طریق ست
که کسب حجام مکروه غیر حرام ست و وصف خبث و حرمت مبالغه در تنفیر و ارشاد بسوی معالی
امورست و فرمود حق تعالی می فرماید سه کس اند که من خصم ایشانم روز قیامت یکے مردے
که داده شد بمن باز عهد شکنی کرد دوم مردے که آزاد را فروخته بهای آن بخورد سوم مردے
که یکے را مزدور گرفت و کار تمام کنانید و اجرتش نداد رواه مسلم از حدیث ابوهریره

اخراج کردہ و فرمود احق آنچہ بران اجرت گرفتید کتاب خداست اخرجہ البخاری

عن ابن عباس و این حدیث عام ست صادق می آید بر تعلیم و بر اخذ اجرت بر تلاوت
نزد طلب از قاری و بر اخذ اجرت بر رقیہ و بر اخذ عطاے مدفوع بسوے قارے بنا بر
قاری بودن او و نخواندن پس تعلیم مکلف مخصوص باشد ازین عموم و ما عدا یش داخل زیر عموم ست
و در بعض افراد عام ادلہ خاصہ دال بر جوازش آمدہ چنانکہ عام را بران دلالت ست و منجملۂ
این افراد اخذ اجرت بر رقیہ و تعلیم زن بمقابلۂ مہر ست فہکذا ینبغی تحریر الکلام فی
المقام و المصیر الی الترجیح من ضیق العطن ولا سیما بما لا مدخل لہ فیما نحن بصددہ

فصل ابن عمر گفتہ آنحضرت صلعم فرمودید بدہید اجرت اجیر قبل ازانکہ عرق او خشک گردد این را
ابن ماجہ روایت کردہ و در ین باب ست از ابی ہریرہ نزد ابی یعلی و بیہقی و از جابر نزد
طبرانی و ہمہ ضعاف ست و از ابو سعید روایت کردہ کہ فرمود ہر کہ مزدور گیرد اجرت او را نام برد
و دران انقطاع ست نزد عبد الرزاق و بیہقی از طریق ابو حنیفہ رح بوصلش پرداختہ و در
تضمین اجیر خاص باشد یا مشترک آنچہ صالح تمسک باشد نیامدہ مگر از علی رض و عمر رض ہر کہ خواہد مقلد
ایشان شود فصما نعم من یقلد و در تلف عین در دست اجیر بدون جنایت او وجہے از برای
تضمین اجیر نیست چہ وی اجیر بر حفظ نبود و تضمینش مستلزم اخذ مال او بدون دلیل ست آری
اگر این اتلاف بجنایت وے باشد تضمین او بر ہگذر جانی بودنش بر مال غیر ست و منجملۂ جنایت ست
تعاطی در صنعتے کہ بدان خبرت ندارد و ہم ازانجا نکہ باید نمے داند دیگر بردن اوست بجای
خوفناک با عدم غلبۂ ظن بسلامت و اگرچہ این مسافرت بمال و دیعت معدود از تفریط ست
لیکن نزد ما از وادی جنایت بر مال غیر می نماید چہ تعریضش از برای تلف تسبیب ست در
حکم مباشرت زیرا کہ اگر چنین نمے کرد عین تلف نمی شد و نہ غیر را اخذ آن مسلط می گردید و از
موجبات ضمان ست تفریط مستاجر بر حفظ در حفظ چیست دادن اجرت بوی و تخلیہ میان عین و
میان او مگر بجہت آنکہ در حکم ملتزم بحفظ اوست و چون نگاہداریش نکرد در حکم متلف گشت

واگر چنین نمی بود صاحب مال ترک قیام بحفظ آن عین نمی کرد ولیکن این تضمین تعدی نیست
که تلف عین بامری ممکن الدفع از اجیر باشد واگر ناشی شد بجهه آفات سماویه وحیثی غالب
پس بر اجیر حافظ ضمان نیست چه از آن بیچاره تفریطی نه شده درین تفاصیل عمل بحدیث
علی الید ما اخذت حتی تؤدی باید کرد حاصل آنکه اجیر بر عمل در عین یا بحمل آن بخیر
مضمون علیه است مگر آنچه از جنایت او باشد و تضمین بر تفریط در حفظ بوجه است خواه
تلف عین بامر غالب باشد یا غیر غالب زیرا که وی موجر برین کار شده واگر استیجار ماجیر
حفظ عین بود بلا نزاع بر جنایت خود ضمین است آن عین باشد زیرا که تلفش بسبب تفریط
اوست چه نزد این تفریط آنچه مطلوب از اجیر حفظ بود بجا نیاورده هذا ما یظهر لی فی تعیین
الاجیرین والله اعلم

باب در بیان احیای موات

عروه از عائشه از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که فرمود هر که آباد کرد زمینی را که از آن
هیچ کس نیست وی احق است بآن زمین عروه گوید عمر در خلافت خود همین حدیث حکم
کرده رواه البخاری در روایت سعید بن زید از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم باین لفظ است
که هر که زنده کرد زمین مرده را این زمین او راست ترمذی تحسینش نموده وگفته که مرسلا آمده
وهو کما قال واختلف فی صحابیه فقیل جابر وقیل عائشه وقیل ابن عمر وراجح
اول است و صعب بن جثامه ابن عباس را خبر کرد که آنحضرت صلعم فرموده است نیست حمی مگر
از برای خدا و رسول رواه البخاری و امام در حکم حمی است درین باب و فرمود حدیث
ضرر و ضرار روایت کرده احمد و ابن ماجه از ابن عباس آورده اند و نزد ابن ماجه مثل آن
از حدیث ابی سعید هم آمده و در موطا مرسلا مروی شده و تحقیقت نفی بمعنی نهی تحریمیست
در هر امری هر جهت که باشد و این حدیث قاعده عظیمه از قواعد دین است جزئیات بکتاب
شریعت حقه شاهد اوست و حکمش بر جا جاری است مگر آنکه دلیلی بر تخصیص این عموم آید و نیز

اشارت در بعض صور مطالب دلیل ست اگر بیارد پذیرفته شود ورنه این حدیث بر روی
رد باید نمود والله لارمین به بین اکتافکم **فصل** آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود
هر که چاهی کند او را چهل گز عطن از برای ماشیه اش باشد رواه ابن ماجه عن عبد الله
بن مغفل ولیکن سندش ضعیف ست واین در صورت عدم ضرر و ضرار ست و وائل بن حجر
حضرمی را پاره زمین در حضرموت بخشید چنانکه احمد وابوداود وترمذی روایتش کرده اند و ابن حبان
صحیحش گفته و در روایت ابن عمر آمده که زبیر را بقدر حضر فرس اقطاع کرد وی اسپ را تا آنجا
دوانید که بایستاد باز تازیانه خود بینداخت فرمود تا آنجا که سوط رسیده است بدهید
ولیکن در سندش نزد ابوداود ضعف ست ومعهذا مشروعیت اقطاع از حاکم برای رعایا
در هر که در جاگیر دادنش مصلحت بیند ثابت ست باین ادله بلا نزاع وفرمود مردم شریک اند
در سه چیز کاه وآب وآتش واین را احمد وابوداود روایت کرده اند ورجالش ثقات اند

باب در بیان وقف

رسول خدا صلعم فرموده انسان چون مرد عمل او از وی منقطع شد مگر سه چیز یکی صدقه جاریه
دیگر علم منتفع به سوم ولد صالح که دعای از برای او ست رواه مسلم مراد بصدقه جاریه وقف
زمین و مانند آنست در راه خدا که نیست قرب و داخل ست در علم نافع کتابت کتب دینیه
و تالیف و در احکام شرعیه و وقف کتب بر اهل علم و عمر رض زمینی در خیبر یافت و از آنحضرت صلی الله
علیه وآله وسلم درباره آن امر خواست و گفت هیچ مال انفس ازین زمین نزد خود نیافته ام
فرمود اگر خواهی اصل را حبس یعنی وقف کن و حاصلش را صدقه گردان پس عمر آن را
صدقه کرد برین شرط که اصلش فروخته نشود و در ارث وهبه نرود و حاصلش را در فقرا و قربی
و رقاب و سبیل خدا و ابن السبیل و ضیف تصدق ساخت و گفت نیست گناه بر کسیکه والی وی است
در خوردن از آن بمعروف و اطعام صدیق بدون تمول بمال و این لفظ مسلم ست اگرچه
حدیث متفق علیه ست و در لفظی از بخاری چنین آمده که تصدق کن باصل برانکه فروخته نشود

ودر حبس اراده نیابد ولکن میوهٔ آن صرف نموده شود واین ظاهر در آنست که شرط از کلام نبوت
وجمع ممکن ست باین طریق که عمر این را بعد از امر نبوی شرط کرده پس بعض لیوات مرجع گردد
وبعض موقوف بر عمر داشتند ودر حدیث ابو هریره ست اما خالد پس بدرستی ادرع واعتد خود
در راه خدا حبس ساخته واین نیز متفق علیه ست ودال ست بر مشروعیت وقف واز اعلم
حق بر صحت وقف مشاع حدیث ثامنونی حائطکم یا بنی النجار فقالوا لا نطلب ثمنه الا الی الله
است واین حدیث صحیح ست که در قصه بناء مسجد نبوی آمده چه ظاهر آنست که حائط مذکور
مشترک بود درمیان ایشان ومی توان گفت که نیست مانع ازانکه هر یکے را از بنی النجار
نصیبے معین درآن حائط باشد حاصل کلام قائل بجواز وقف مشاع محتاج باستدلال
نیست دلیل اگر هست بر ذمه مدعی عدول از اصلے ازان ست

باب در بیان هبه

میان مسلمین در جواز هبات خلافے نیست گویا کالاجماع ست مگر از ابن الصباغ فقیه
شافعی مؤلف کتاب شامل نقل خلاف کرده اند واین از غرائب علما ست نعمان بن
بشیر گفت که پدرش نزد رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم آمد وگفت این پسر خود را غلامی بخشیدم
پرسید هر یک پسر را مثل این داده گفت نه فرمود پس آن را بازگردان ودر لفظے چنین ست که پدرم
نزد حضرت نبوت آمد تا او را بر صدقه من گواه گیرد حضرت فرمود با همه فرزندان این چنین کرده
گفت نه فرمود بترسید خدا را وعدل کنید میان اولاد شما پس پدر برگشت وصدقه را باز گرفت
متفق علیه ودر روایتے از مسلم ست که فرمود گواه کن برین کار غیر مرا آیا خوش می آید ترا
که در نیکی با تو همگنان برابر باشند گفت آری فرمود پس چنین مکن واین دلیل ست بر وجوب تسویه میان اولاد
وهو الحق حاصل آنکه آنحضرت صلعم امر بتسویه فرموده وتعالی در محکم کتاب تولی کنفیش
وتفضیل را جور نام نهاد پس هر که زعم کند که این تفضیل سببے از اسباب تحریم ونحو آن جائز ست
بروی دلیل ست دادن وبرون آمدن ازین حدیث بحجة آیه هل جزاء الاحسان الا الاحسان

ونحو آن سود مناسبت زیراکه بر فرض شمول این آیه بر محل نزاع اعم ست از حدیث تسویه
بالاخلاف پس بنای عام بر خاص و آسیب آید و این مجازات در غیر آن چیز باشد که او تعالی
متولی قسمت آن شده و کیف که او سبحانه احکم الحاکمین و اعدل العادلین ست یوصیکم
الله فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فرموده و استدلال بر جوازش بقول آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم ارتجعه و امادده باین طریق که ارتجاع سابا آنکه در ملک اوست
مبنی نیست از بطلان بجائی ست که بر هر که ادنی فهم دارد مخفی نیست چه امر برد و ارتجاع
قاطع بعدم جواز تفضیل و وجوب رد و ارتجاع ست و بر خروج آن از ملکش دلالت نیست
نه بمطابقت و نه بتضمن و نه بالتزام بلکه استدلال بران بلفظ ایسرک ان یکونوا الیک فی البر
سواء اولی تر از این استدلال باطل ست زیراکه احاله منع بر اختیارش کرده اگرچه حق
وجوب تسویه و تحریم مفاضله میان اولاد ست زیراکه جور ست و جور حرام ست و تعلیقش بمحبت
پدر باستوای اولاد در بر موجب عدل بودن مفاضله نیست بلکه همان ستم ست و مراد آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم تنبیه مفضل بر فعل اوست که با آنکه این کار جور ست سبب عقوق از بعض
اولاد نیز هست و مقام احتمال تطویل و بسط دارد پدر روا الاگر در دلیل الطالب ازان قضای
وطر کرده فصل آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرماید عائد در هبه خود همچو سگ ست که قی
کرده می خورد و این متفق علیه ست از حدیث ابن عباس و در روایتی از بخاری آمده مارا
مثل سوء نیست آنکه عود در هبه می کند همچو کلب ست که قی می کند و دران رجوع سی نماید و از
ابن عمر و ابن عباس مرفوعا آمده که حلال نیست مرد مسلم را اینکه عطیه دهد باز در ان برگردد مگر پدر
در آنچه به پسر می دهد اخرجه اهل السنن و احمد وصححه الترمذی و ابن حبان
والحاکم و غرض از تشبیه عائد در هبه بکلب مبالغه در زجر ست چه این صورت بغایت شنیع و
تقطیع ست و ظاهر آنست که دلالت حدیث بر تحریم رجوع در هبه مطلقا ست مگر هبه که پدر به پسر
کند مخصوص ست ازان مگر آنکه حدیث مرفوع حسن از سمره بصحت رسد و لفظ وی اینست

اذا كانت الهبة لذي رحم محرم لم يرجع اخرجه الحاكم ودارقطنی روایتش
از ابن عباس کرده حافظ گوید در اسناد ثانی ضعف ست و ابن الجوزی گفته هر دو حدیث
ضعیف ست پس اگر منتهض باحتجاج شوند مخصص نزدے رقم از عموم باشند همچنین اگر حدیث
ابی هریره که نزد ابن حزم ست مرفوعا بلفظ الواهب احق بهبته ما لم يثب منها و
حدیث ابن عباس نزد طبرانی مرفوعا در کبیر بلفظ من وهب هبة فهو احق بها حتى يثاب
عليها اگر بصحت رسند مخصص بغیر ثواب علیها باشند و رجوع دران جائز بود و لیکن حدیث
ابی هریره را ابن الجوزی تضعیف کرده و حاکم تصحیحش از قول عمر آورده **فصل** قول قائل
وهبت دال بر رضای اوست بخروج موهوب از ملک وے و دخول در ملک موهوب له
و این قدر معتبر ست زیرا که چون موهوب له استحلال هبه باین قدر کرد گویا استحلال مال مرد
مسلم بطیب خاطرش نمود و باطل نخورد و زیاده برین قدر معتبر نیست پس چون موهوب را
قبض کرد یا ترک قبض نمود و سکوت کرد و رد نمود دران کفایت ست و قرائن عدم تمام هبه
مگر بقبول محتاج دلیل ست و حجتے بر اشتراط قبض در هبه قائم نیست عائشه گوید آنحضرت
صلی الله علیه و آله وسلم هدیه قبول می کرد و بران مکافات می نمود رواه البخاری پس اثابت
بر هبه از باب مکارم اخلاق ست واجب نیست و ازینجاست که چون مردی ناقه با آنحضرت
صلی الله علیه و آله وسلم داد بروی مکافات کرد و پرسید که راضی شدی وی گفت نه شدم
زیاده داد و فرمود راضی شدی گفت آرے رواه احمد و صححه ابن حبان و فرمود هر که
هبه داد وی احق ست بان مادام که عوض نکرده شده ست بران و این را حاکم از ابن عمر
آورده و صحیح وقف اوست و سخن برین اثر گذشت **فصل** عمر گفته سوار کردم یکی را بر اسپ
در راه خدا پس صاحبش اضاعت او کرد و گمان بردم که وے آنرا ارزان فروشد آنحضرت
صلی الله علیه و آله وسلم را ازین ماجرا پرسیدم فرمود خریده مکن اگرچه ترا بیک درهم دهد متفق
علیه و معنی آنست که بظاهر و رمعنے عود در هبه و در صدقه ست و ابو هریره گفته آنحضرت صلعم

فرمود هدیه فرستید باهم دوست دارید یکدیگر را و این را بخاری در ادب مفرد اخراج کرده و ابو یعلی
بسند حسن روایتش کرده و لفظ انس مرفوعا این ست هدیه فرستید باهم زیرا که هدیه می کشد
می برد کینه را سما و الا البزار باسناد ضعیف و ابو هریره گفته فرمود ای زنان مسلمان خوار
نشمرد زنی هدیه زن همسایه را و اگرچه یک سم گوسفند باشد و این متفق علیه ست مقصود
مبالغه ست در حث بر هدیه همسایه از برای همسایه نه حقیقت فرسن زیرا که عادت باهداء
آن جاری نیست و ظاهرش نهی ست مهدی را از احتقار هدیه مهداة بسوی او بر وجهی که
مؤدی بترک اهدا گردد و محتمل که این نهی از برای مهدی له باشد تا وی آن هدیه را حقیر نه
انگارد و محتمل که هر دو امر مراد باشد و شاید که اولی همین ست و حکم هدیه رشوت در باب القضا گذشت

باب در بیان عمری و رقبی

حضرت فرمود عمری کسی راست که او را بخشیده و این متفق علیه ست از حدیث جابر و لفظ
مسلم چنین ست که نگاه دارید بر خود اموال را و تباه نکنید آن را چه هر که عمری کرد این عمری او را
و عقب او راست در زندگی و بعد موت و در لفظی این ست عمری که رسول خدا صلی الله علیه و آله
وسلم آنرا جائز داشته آنست که هی لك و لعقبك گوید و آنکه هی لك ما عشت گفته آن بصاحب
عمری بر می گردد و لیکن این زیادت مدرج ست از قول ابی سلمه پس بقیام حجت نیرزد و بلفظ
ابی داود و نسائی چنین ست که لا ترقبوا و لا تعمروا و هر که رقبی یا عمری کرد آن درثه او راست
و این نهی محمول بر کراهت ست یا بر تحریم و هرچه باشد مراد آنست که نباید کرد و چون کرد
صحیح شد زیرا که العمری جائزة آمده پس منسوخ نتوان گفت و ظاهر ادله آنست که بر هرچه
مسمای عمری و رقبی صادق آید آن را حکم اوست یعنی ملک معمر و مرقب باشد همچو سائر
املاک او و شک نیست که بر اطلاق و تقیید بمدت عمر این معنی صادق ست و در تقیید بمثل
یک ماه یا یک سال یا زیاده ظاهر عدم صدق این معنی بر وی ست پس در حکم عمری و رقبی
نباشد و ظاهر له و لعقبه مهجور ست صالح تمسک نیست و گفته اند که مطلق عمری هبه ست

در اثناے یک سال یا نزد انقضاے آن بیاید چنانکہ حرف فا بران مشعر ست پس اگر آمد ملتقط لقطہ را بوے تسلیم نماید ورنہ خودش بدان منتفع گردد وچون بعد از انتفاع آید ضامن آن باشد بشرطیکہ برجان خود صرف کردہ نہ در غیر آن و مسلم از عبدالرحمن بن عثمان تیمی روایت کردہ کہ نہی فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از لقطۂ حاج و در حدیثے دیگر آمدہ کہ حلال نیست لقطۂ مکہ مگر از براے معرف و تعریف لقطۂ مکہ اشد ست از تعریف دیگر لقطہ و در حدیث مقدام بن معدیکرب آمدہ کہ فرمود حلال نیست صاحب دندان از درندگان و نہ حمار اہلی و نہ لقطہ از مال معاہد مگر آنکہ مستغنی شود معاہد ازان اخرجہ ابو داود

باب در بیان ودیعت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کسیکہ نہاد ودیعت خود نزد کسے بروی ضمان نیست واین را ابن ماجہ بسند ضعیف از عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کردہ و نزد دارقطنی بلفظ لاضمان علی مؤتمن و در سندش نیز ضعف ست ولکن مجموع این احادیث منتہض بر عدم ضمان بشرط عدم خیانت وجنایت و تعدے در حفظ ست زیراکہ در بعض طرق تقیید بلفظ غیر المغل آمدہ ومغل بمعنے خائن ست وجنایت و تعدے ہمچو خیانت باشد و اما حدیث علی الید ما اخذت حتی تؤدی پس دران دلالت بر ضمان نیست

باب در بیان فرائض

اہل علم از مجتہدین وغیرہم درین باب توسع بسیار کردہ اند ولیکن احق بتدوین و عمل ہمانست کہ بکتاب و سنت ثابت شدہ و مجرد راے درخور تدوین نیست خصوصًا در کتب ہدایت ابن عباس گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود بچسپانید فرائض یعنے سہام میراث را باہل آن و آنچہ بماند از براے اولی رجل ذکر باشد و این متفق علیہ ست و وصف رجل بلفظ ذکر بغرض تاکید ست و فائدۂ آن دفع توہم تجوز یا سہو یا عدم شمول باشد و ابن العربی گفتہ فائدۂ آن آنست کہ احاطہ بجمیع میراث ذکر را باشد نہ انثے را یا مراد بلفظ رجل مجرد نجدت و قوت در امر

ترد نبودن والد حقیقی بمنزلهٔ والد ست واب مسقط برادران وخواهران ست مطلقا وهرگاه این
زعم باشد که وی پدر حقیقی هست که جد دران شریک او نیست وی دلیل آرد وهمچنین قول قائل
که دلیل مقتضی مقاسمت جد با اخوه ست وباقی را بعد از اخوات بگیرد محتاج دلیل ست ودر
حدیث بریده آمده که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم از برای جده یک سدس قرار داد وقتیکه
جز او مادری نباشد یعنی واگر باشد حاجب گردد رواه ابی داود والنسائی وصححه ابن
السکن وابن خزیمة وابن الجارود وقواه ابن عدی ولیکن درین حدیث بیانش
که این جده از طرف مادر بود یا پدر نرفته اینکه جدهٔ مذکوره آنست که مدرج یک پدر میان دو
مادر بود یا مدرج یک مادر میان دو پدر نباشد پس تفاصیل وتفاریع که در کتب فقه مذکور ست
درخور امعان نظر در مستندات فقهاء ست ومجرد اجتهاد فردی از افراد صحابه برا احدی حجت نیست
وهمچنین اجماع جماعتی از ایشان تا آنکه بحد اجماع رسد فصل آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
فرمود خال وارث کسی ست که او را وارث نباشد واین را احمد واهل سنن جز ترمذی از مقدام
بن معدیکرب اخراج کرده اند وابوزرعه رازی تحسینش نموده وحاکم وابن حبان تصحیحش گفته و
این حدیث را طرق ست واقل احوالش آنست که حسن لغیره باشد وازین باب ست حدیث
ابن اخت القوم منهم واین حدیث صحیح ست ودر روایتی نزد احمد واهل سنن جز ابوداود
باین لفظ آمده که الله ورسوله مولی من لا مولی له والخال وارث من لا وارث له و
حسنه الترمذی وصححه ابن حبان ودران دلالت باشد بر ثبوت میراث ذوی الارحام
ومؤید اوست دادن آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم میراث ما عنه بورثهٔ مادر او ونبودند آنها مگر
ذوی الارحام قال تعالی واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض وقال للرجال نصیب مما ترک الوالدان
والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون ولفظ رجال ونساء واقربین شامل ذوی الارحام ست
واما حدیث سألت ربی عن میراث العمة والخالة فسارنی ان لا میراث لهما پس
دران مقال ست واگر بصحت رسد غایتش تخصیص این دو فرد از عموم ذوی الارحام باشد

وتأویلش باین نهج ممکن ست که نیست میراث از برای این هر دو مگر کسی که اقدم ست
یا میراث مقرر نیست یا آنکه میتوان گفت که حدیث فما ابقت الفرائض فلاولی رجل
ذکر دال بر آنست که اولی الارحام ذکور اولی از اناث اند پس حدیث نفی میراث عمه
وخاله مفید این معنی ومقوی اوست یا حدیث وراثت خال و باین طریق جمع میان احادیث
حاصل می‌شود وقد قال بمثل ذلک ابو حنیفة رحمه الله تعالی فصل جابر از آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم آورده که چون آواز کند مولود وارث گردد اخرجه ابوداود وصححه
ابن حبان واین بنابر آنست که استهلال دلیل حیات ست وعطاس وبکا ونحو آن در حکم
اوست ودرین باب حدیثها ست اما همه ضعاف ودر مرفوعیست برای قاتل از میراث چیزی
وصواب وقف این روایت بر عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ست داعله النسائی و
قواه ابن عبد البر بالجمله از طرق مرویست که از رتبه حسن لغیره قاصر نیست و ظاهر آنست
که حدیث شامل قتل عمد وقتل خطا هر دو ست و بر تفرقه دلیلی منتهض نیست تخصیص بی دلیل
مقبول نباشد پس حق حقیق بقبول آنست که قاتل عمد یا خطا وارث مال یا دیت نیست والیه
ذهب الجمهور ولیکن اگر این قتل بطور دفاع ست یا بامر امام حق پس وجهی از برای منع میراث
معروض لشرعنا نباشد ودر مرفوعیست هر چه را پسر فراهم آورد آن از برای عصبه اوست هر که
باشد واین را ابوداود ونسائی وابن ماجه از عمر بن خطاب آورده اند وابن المدینی و
ابن عبد البر تصحیحش پرداخت ودلیل ست بر وراثت ولاء وحدیث ابن عمر مرفوعا که الولاء لحمة
کلحمة النسب نه بیع ونه هبه آن نمی شود واین روایت از طریق شافعی از محمد بن حسن از ابو یوسف
شاگرد ابو حنیفه رح آمده وابن حبان تصحیحش کرده ولکن نزد بیهقی معلل ست لکن حدیث ان
میراث الولاء للاکبر من الذکور ولا ترث النساء من الولاء الا ولاء من اعتقن او
اعتق من اعتقن اخرجه ابن ابی شیبة من حدیث عمرو بن شعیب عن ابیه عن
جده عن النبی صلعم دلیل ست بر تخصیص میراث ولاء مردان را از زنان را و آنکس گفته

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودا فرض شما زید بن ثابت ست اخرجہ احمد وصححہ الترمذی ولیکن معلل بارسال ست ودرین حدیث باعوجی کہ درست اشارت ست بآنکہ درین باب رجوع بسوی او می توان کرد ولہذا شافعی در فرائض بروے اعتماد کردہ واو را بر غیرے ترجیح دادہ

فصل خلاف درانکہ عبد مالک ارث می شود یا نمیشود اشہر ترازنار بر علم ست وادلہ دران بغایت مختلف ع فکیف یقوم الظل والعود اعوج ودر حدیث حسن نزد ترمذی ازابن عباس مرفوعاً آمدہ کہ اذا اصاب المکاتب حداً او میراثاً ورث بحساب ما عتق منہ وابن صالح احتجاج ست برانکہ عبد وارث نیست چہ درین حدیث از برائے جزء باقی بر عبودیت اثبات میراث نفرمودہ وحدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مرفوعاً بلفظ المکاتب قن ما بقی علیہ درہم کہ نزد ابوداود وغیرہ است معارض اوست وجمع میان ہردو ممکن ست باین طریق کہ حکم عبودیت بروے درما عدای احکام مذکور در حدیث اول است.

باب در بیان عول

درین باب مرفوعے تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت نشدہ ودعوی اجماع صحابہ ہم بران مخدوش ست بنا بر خلاف ابن عباس دران ونیست در اثباتش مگر مجرد اجتہادات بعض صحابہ واجتہاد صحابہ بر احدی حجت نیست ولا سیما دریکہ مستلزم قطع بعض میراث وارث باشد بلکہ صنیع مر بلد قسمت ترکہ آنست کہ الحاق فرائض باہل آن کنند وانچہ ماند باولی رجل ذکر دہد وہر کرا او تعالی مقدم کردہ است او را مقدم داشتہ نصیبش تمام وکمال بدہد ومؤخر کردہ او تعالی را موخر داشتہ ما بقی قلیل باشد یا کثیر باو بسپرد مثلاً اگر یکے بمرد وزوج ومادر وخواہر گذاشت فرض خدا از برائے زوج نصف ست ودر صورت عول او را سہ اثمان می رسد ویک ربع از نصیب او کم می گردد وہمچنین مادر را ثلث ست ودر عول او را ربع می رسد واین حط ست از نصیبے کہ او تعالی آن را فرض ومقدر فرمودہ پس قول بعول جز تبدیل راست نیاید وکیف کہ رعایت مصلحت بعض ورثہ باد خال نقص کہ مفسدہ بیش نیست بر بعض دیگر نہ از جنس اجتہاد جارے بر سنن مرضی ست

پس درین مسئله زوج را نصف ترکه فرض منصوص بنام رسد و ام را ثلث و اخت را سدس باقی می باید
و درین سدس خفا ظاهر است دیگر هیچ خیر مسئله اگر چه ثبات فرض مقدر که نصف باشد بود ثابت
ولکن این نصف باشد درست بانکه اولی تر باین یافته نشود حاصل آنکه امثال بعض میراث
وارث بحجر ورثه بی مستند است و خطری که در آن است مخفی نیست بخلاف تقدیم اولی تا اولی
از کسانی که او تعالی میراث شان فرض گردانیده با آنکه داخل زیر حدیث الحقوا الفرائض
باهلها است و در آن سلامت از خطر است زیرا که درین صورت و قول نقص بر اقدم و احق
نیست بلکه بر ذو فریضه متاخره ما استحقاق بعید است و به صرح ابن عباس ما ابصره
بعد اداء الاستدلال حیث یقول لو قدموا من قدم الله و اخروا من
اخره الله ما عالت فریضة فی الاسلام ولیکن شوکانی هم بعد مدتی در زمان تالیف حاشیة
شفاء الاوام ازین مسئله رجوع کرده رساله بنام ایصاح القول فی اثبات العول نوشت فصل
در مسئله رد میراث دلیلی بالخصوص نیامده و نه در عصر نبوت وقوع رد در فریضه از فرائض معلوم
شده ولکن استدلال بدان با دله متقدمه در میراث ذوی الارحام ممکن است از آنجمله دلیل
دال بر استحقاق یکی از ذوی الارحام از برای جمیع میراث است همچو حدیث الخال وارث
من لا وارث له و چون این معنی در ذوی الارحام ثابت شد پس ثبوتش در ذوی السهام
بالاولی باشد و اما آنچه ظاهر او دلیل بر رد حدیث متلاعنین است در صحیحین و در آن آمده و کانت حاملا
وکان ابنها ینسب الی امه ثم جرت السنة انه یرثها وترث منه ما فرض الله لها
و بیان این مفروضش در احادیث وارد شده همچو حدیث عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده عن
النبی صلی الله علیه و آله وسلم انه جعل میراث ابن الملاعنة لامه ولورثتها من
بعدها اخرجه ابو داود و در سندش ابن لهیعه است ولیکن ترمذی از برای آن شاهد
باین لفظ مرفوعا آورده المرأة تحوز ثلاثة مواریث عتیقها ولقیطها و ولدها الذی
لاعنت عنه مگر در سند این شاهد با آنکه ترمذی تحسینش کرده مقال است و وجه استدلال آن نسبت

کدام مانع جمیع میراث ولد خود ست نیست مغنے ردیگر مین مخوز مذکور والیہا اصل ان ذا السہم لہ مع غیرہ مافرضہ اللہ لہ فی کتابہ ومع عدم الغیر من العصبات وذوی السہام لہ جمیع المال فرضا من اللہ عزوجل

باب دربیان خنثے

این قسم واسطہ ست دربیان ذکروانثے دردین شریعت حقہ ذکرش نیامدہ ونہ وجودش درخارج متحقق گشتہ وصحت اسئلہ مرویہ ازبعض سلف کہ درین باب واقع شدہ ممنوع ست وبرفرض صحتش بیان سؤال ازشئے ومیان وجود آن شئے درخارج ملازمتی نیست چہ تعلق سؤال بمستحیل گاہے ازبرای کدام غرض ہیچو انحام وتمرین اذہان می باشد وحق تعالی درکتاب عزیز فرض بعض فرائض ازبراے ذکروبعض ازبراے انثے کردہ وبدان ضرب امثال نمودہ وبعض راازبعض باحکام ممیز ساختہ وہمچنین رسول او نمودہ ولیکن وجود چنین کس کہ یک آلہ ہیچو آلہ ذکر وآلہ دیگر ہیچو آلہ انثے دارد بسیار منقول شدہ امابیان وجود دو آلہ درمیان خنثے غیر ممیز بودن صاحب دو آلہ ملازمت نیست لاسیما دمیکہ اعتبار بسبق بول کنند **فصل** امامیراث مجوس پس قواعد شرعیہ مغنی ست ازان چہ تقریر اہل ذمہ برشرع آنہاخواہ در نفس الامر صحیح باشد یاغیر صحیح متقرر شدہ وچون ترافع بسوی اسلام کنند پس حکم میان شان بشرع اسلام باید چنانکہ کتاب عزیز بدان مصرح وقضاے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدان قاضے ست پس تدوین این فصل چنانکہ کردہ اند ومی کنند بے فائدہ عائدہ ست **فصل** قسام اجیرے ہیچو سائر اجراء ست مستحق اجرت باشد ازکسیکہ کار راوکردہ واین اجرت اگر مسماۃ ست مستحق ماسوای آن نیست واگر غیر مسماۃ ست اجرت مثل برحسب عمل باید لکن این قدر باید کہ اجرتش ہیچو اجرت مزاولین اعمال وضیعہ نباشد زیراکہ مرجع این صناعت قسمت بسوی علم ست وعلم اشرف صنائع ست دینا ودنیا ونہ آنقدر اجرتش باید داد کہ بمقدار نصیب بعض مقتسمین برسد چنانکہ درین روزگار می کنند کہ این ظلم بحت ست بلکہ سلوک مسلک

وسطی پایه کرده و مامورست بر مقدار انصبا پایه دارد و قول بعض اهل علم که جهت تسامح نصف عشر
ترکه این جماعت آن را بمباح خود مستحق نیست و بدلیلی به سر گردد بگیرد یا شست تلو تساهین بباکل
مال مردم بباطل است

باب در بیان وصایا

ابن عمر گوید آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرموده است نرسد مرد مسلمان را که چیزی دارد
در آن وصیت کردن می خواهد آنکه دو شب بسر برد مگر آنکه وصیت وی نوشته نزد وی موجود
باشد متفق علیه و سعد بن ابی وقاص گفت رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم عیادتم نمود گفتم من مالدارم
نیست وارث من مگر یک دختر من دو ثلث مال خود تصدق کنم فرمود نه گفتم نیمه مال فرمود نه گفتم
یک ثلث فرمود یک ثلث و ثلث بسیار است اگر وارث خود را غنی بگذاری بهتر از آن است که درویش
بگذاری درویش مردم دست سؤال پیش آرند و این نیز متفق علیه است و در آن دلالت است بر
اقتصار بر ثلث بنا بر علت مذکوره است و چون وارث حقیقی از قرابت موجود نباشد اقتصار بر
ثلث هم واجب نبود ولیکن این اجماع نیست زیرا که جمیع اناث اکابر علما آن رفته اند که میت را
اگرچه جز بیت المال وارث نبود تصرفاتش جز در ثلث نافذ نیست و این ثلث که هر یکی را
اذن تصرف داده اند باعتبار آن قربت معتبر است که بیت الربا ی بیان خود جملان رکیا
شرعی سخای آرد پس این ثلث مأذون به است و اما آنچه بر میت واجب است خواه حق خدا
همچو زکوة و کفارات و حج که میت معتقد وجوب اوست یا حق آدمی باشد همچو دیون پس اخراج
آن از رأس المال است قبل از همه چیز و این تفصیل که در میان تعلق بمال ابتدا و در میان
تعلق بمال انتها ذکر می کنند چیزی نیست و اصلا اثری ندارد و حاصل آنکه چون بر میت
حقوق خدا و حقوق آدمیان که بر ذمه اش واجب بود اخراج آن از رأس ترکه او واجب است
بعد از آن در باقی نظر کنند اگر میت وصیتی بکدام قربت غیر واجب بر وی کرده است اخراجش
از ثلث باقی واجب باشد زیرا که ایزد تعالی دستوری تصرف ثلث مالش ارزانی داشته

بهر طور که خواهد صرف کند مگر لیث با عدم ضرار نحو تفضیل بعض ورثه بر بعض یا اخراج مال از ورثه
نه از برای مقصدے دینے بلکه از برای مجرد احرام ورثه پس درین قرب که میت از برای
خود مقرر کرده رفته ست دیدنی ست اگر مستغرق ثلث باشد بدون زیادت ونقصان ست
انفاذش واجب واگر زیاده است انفاذ زائد جز باذن ورثه نمی تواند شد ونزد اذن ورثه رضای
شان بر خروج پاره از مال مملوک خود کم باشد یا بسیار حاصل گشت واگر کمتر از استغراق ثلث ست
فاضل از ثلث ورثه را باشد فهذا هو الحق الذی لا ینبغی العدول عنه واما گردانیدن
بعض حقوق واجبه الٰهی از ثلث وبعض از راس مال پس بی اصل ست وجز مجرد خیالات مختلفه
نیست وظاهر نزد ما آنست که میان حقوق واجبه خدا وحقوق آدمیان در مخرج آن از ترکه
فرقی نیست ونه تقدیم حقوق آدمی بر حقوق خدا واجب بلکه جمله حقوق یکسان ست زیرا که مشترک ست
در وجوب بر میت ولا فراق بین واجب وواجب وهر که زعم کند که بعض حقوق اقدم از بعض ست
بروی دلیل آوردن واجب با آنکه اگر یکے گوید که حقوق خدا اقدم از حقوق بنے آدم ست و
یقوله صلی الله علیه وآله وسلم فدین الله احق ان یقضی استدلال نماید بعید از صواب نیست
اگرنه این می بود که مراد به یقضی بفعله الفاعل ست نحو قریبے که از طرف قریب خود حج بکند
وازوی صوم نهد نه آنکه مال از برای این کار کردن بدهد که این محتاج دلیل دال بر صحت او ست
تا بر ایجابش چه رسد ودر حدیث معاذ بن جبل آمده که فرمود رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم
او تعالے تصدق کرد بر شما بثلث اموال شما نزد وفات شما از برای زیادت در حسنات شما
رواه الدارقطنی واخرجه احمد والبزار من حدیث ابی الدرداء وابن ماجة
من حدیث ابی هریرة وکلها ضعیفة لکن قد تقوی بعضها ببعض وعائشه گوید مردے
آمد وگفت ای رسول خدا مادر من ناگهان جانش رفته ووصیت نه کرد وگمان دارم که اگر
سخن می کرد از طرف خویش صدقه می داد او را اجر ست اگر از جانب وے صدقه دهم فرمود
آری واین متفق علیه ست ولفظ مسلم را است واین بحث طویل الذیول ومتشعب الادله از معقول

ومنقول ست واحسن اقوال آنست که تعلق ثواب وعقاب بعد از موت انسان جز بسبب
از وی نباشد پس در ثواب هیچ صدقهٔ جاریه وعلم نافع وولد صالح ست وشک نیست که
این هر سه چیز سعی آدمی ست وظاهرش لحوق هر یار از ولد بوالدست دعا باشد یا جز آن
هیچ دعا چنانکه لفظ یدعو له بران دال ست وهمچنین سعی انسان یکی سنت حسنه ست که
آنرا جاری کرده وبالجمله هر چه بودن او از سعی انسان صحیح ست شرعاً یا عقلاً در لحوق آن بانسان
ریبی نیست واین در سعی حسن ست ودر عکس آن جاری ساختن سنت سیئه ووصیت
متضمن اثم یا قطیعت رحم ونحو آن ست ودر مثل این امور طرداً وعکساً اشکالی نیست زیرا که
مندرج ست زیر قوله تعالی وَاَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی واشکال اگر هست در کارهاست
که از سعی انسان نیست مثل حدیث صیام ولی میت از طرف میت وهیچ حج از طرف اخت
واز طرف شبرمه وغیره که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بران تقریر ایشان فرموده است
وهیچ دعا از برای اموات نزد ذکر وزیارت قبور وموسی ونحو آن از امور پس بعض مردم تاویل
این کارها می کنند وبسوی نوعی از سعی ارجاعش می نمایند حالانکه هیچ ضرورتی از برای این تاویل و
ارجاع نیست بلکه اولی آنست که چنان گویند که آنچه مخالف آیهٔ مذکوره آمده مخصص این
عموم ست وبنای عام بر خاص امری متفق علیه علمای اصول باشد واگر از تاویل ناگزیر ست
پس تاویل چیزی باید کرد که مخالف عدل خدا وحکمت آلهی ست هیچ تعذیب میت بگای اهل
وی چه تاویل این قسم امور محتاج الیه جمهور ست وکیف که تعذیب بدون سبب از انسان
عدل نباشد ونه موافق حکمت ست هذا انما خلاصة ما ینبغی التعویل به فی هذه المسئلة
فصل ابو امامه باهلی گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم را شنیدم می فرمود خدا هر ذی حق را
حق او داد پس نیست وصیت از برای وارث اخرجه احمد وحسنه الترمذی و
قوّاه ابن خزیمه وابن الجارود ودارقطنی روایتش از حدیث ابن عباس کرده
ودر آخرش زیاده نموده الا ان یشاء الورثة واسنادش حسن ست وبالجمله در مشروعیت

وصیت از برای اقارب قبل از نزول آیه مواریث خلافی نیست و بعد از نزول آیه پس
دران خلاف ست ولکن شک نیست که آیه منسوخ ست بحدیث و حدیث متضمن اشارت
بسوی آیه مواریث ست پس نتوان گفت که نزد بعض اهل اصول متمحض از برای نسخ نیست
زیراکه این نسخ باشارت مذکور واقع شد آری خلاف در منسوخ ست که آیا جواز ست یا وجوب
حق آنست که منسوخ مجموع مفاد آیه ست چنانکه حرف نفی در لا وصیة لوارث بران مشعر
و سیما لفظ ابن عباس که لا یجوز لوارث وصیة کما اخرجه الدارقطنی موصولا
وابو داود مرسلا و اما معارضه میان این حدیث و حدیث اذن تصرف در ثلث مال
پس جمع ممکن ست باین طریق که اذن مقید ست یا مخصص بآنکه وصیت غیر وارث را باشد
حاصل آنکه وصیت از برای وارث ممنوع ست بنص حدیث و بر زاعم جواز دلیل ست
ولاسیما چون این وصیت بقصد ضرار بعض ورثه باشد که این حرام ست بقرآن قال تعالی
غیر مضار وقال فمن خاف من موص جنفا او اثما الآیه وکذلک هر وصیت که
مخالف شرع شریف باشد باطل ست و منع وصیت ضرار از کتاب و سنت ثابت و منجمله
آن یکے تفضیل بعض ورثه بر بعض ست و رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم آنرا جور نامیده
وبالجمله ظاهر ادله عدم نفاذ چیزے از وصیت ضرار ست خواه بثلث باشد یا بکمتر یا بزیاده بلکه
لائق رد آن بر فاعل اوست و احادیث اذن بثلث مقید ست بعدم ضرار و علامه شوکانی
را دران رساله مختصره ست

کتاب الجنایات

ابن مسعود گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود حلال نیست خون مرد مسلمان که
گواهی می دهد به لا اله الا الله وانی رسول الله مگر به یکے از سه کار ثیب زانی و نفس
بنفس و تارک دین خود و مفارق جماعت رواه الجماعة و حدیث متفق علیه ست و در
حدیث عائشه مرفوعا آمده روا نیست کشتن مسلمان الا در یکے از سه خصال زانی محصن

و مردی که بکشد مسلمان را پس کشته شود و مرتدی که بیرون شود از اسلام و محاربه کند
با خدا و رسول پس کشته شود یا بردار کشیده آید یا دور کرده شود از زمین رواه ابو داود
والنسائی و این تخییر ثابت ست از قرآن کریم و هو الحق الذی لا محیص عنه و تصحیح
کرد این هر سه عقوبت از ابن عباس رضی الله عنهما آمده حیث نیست ابن مسعود گفت
رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم فرموده اول حکم که در میان مردم کنند روز قیامت در
خونها باشد متفق علیه و فرموده هر که بکشد بنده را بکشیم او را و هر که جدع کند عبد را جدع کنیم او را رواه
این ثلاثه و احمد و اربعه آمده و ترمذی تحسینش نموده و لیکن روایتش از طریق حسن بصری از
سمره آمده و در سماع حسن از سمره اختلاف ست و در روایتی آمده هر که خصی کند بنده خود را
او را خصی کنیم و این زیادت را که روایت ابی داود و نسائی ست حاکم صحیح گفته و در مسند حدیث
ابن عباس لا یقتل حر بعبد متروکین اند بلکه قتل حر بعبد خواه بنده این کس باشد یا
غیر ثابت ست خواه عتیق باشد یا مولی و مؤید اوست قوله تعالی النفس بالنفس و ادله سنت
وارد اند بر قتل مرد عوض زن بدون تسلیم کدام شیئی از ورثه زن و در حدیث عمر بن خطاب
آمده آنحضرت را شنیدم می فرمود کشته نشود پدر عوض پسر روایت کرده احمد و ترمذی و ابن
ماجه روایت کرده اند و ترمذی گفته مضطرب ست و ابن جارود و بیهقی تصحیحش کرده
و چون ابی جحیفه از امیر المؤمنین علی رضی الله عنه پرسید نزد شما چیزی از وحی جز قرآن ست
فرمود نه سوگند بکسی که دانه شگافت و نسمه پیدا کرد مگر فهمی که خدا مردی را در قرآن عطا فرماید
و مگر آنچه درین صحیفه ست گفتم درین صحیفه چیست فرمود دیت ست و رهائیدن بندی و آنکه کشته
نشود مسلم بکافر رواه البخاری و اخرجه احمد و ابو داود والنسائی من وجه آخر
عن علی رضی الله عنه و گفت خونهای مسلمانان برابر ست و می دود بذمه مسلمانان ادنای
ایشان و ایشان یکدست اند بر غیر خود و کشته نشود مومن بکافر و نه ذو عهد در عهد خود و این را
حاکم صحیح گفته و انس بن مالک گفت دختری را یافتند که میان دو سنگ کوفته شده او را پرسیدند

کہ این کار با تو کدام کس کردہ است فلان یا فلان تا آنکہ ذکر یکی یہودی کردند اشارت
بسر کرد آن یہودی را گرفتار ساختند وی اقرار کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود
سر او را میان دو سنگ بشکنید حدیث متفق علیہ ست و لفظ مسلم راست پس این قول
کہ حد جز بسیف نباشد باطل ست و از عمران بن حصین آمدہ کہ غلامی از ان مردم فقیر گوش
غلامی از ان مردم غنی ببرید فقرا نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آمدند بر ایشان چیزی مقرر نکرد
رواہ احمد و الثلاثة باسناد صحیح و عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ گفتہ مردی طعنی بزانوی
مردی کرد وی نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آمد و گفت قصاص من بگیر فرمود تا آنکہ
بہ شود باز آمد و قصاص خواست پس قصاص گرفت باز آمد و گفت لنگ شدم فرمود
ترا نہی کردم تو نافرمانی من کردی پس دور کرد ترا خدا و باطل شد لنگی تو و نہی فرمود از قصاص
جرح تا آنکہ صاحبش بہ گردد و درینجا دلیل ست بر وجوب انتظار برء جرح و اہمال آن در قصاص
از جارح و این حدیث نزد احمد و دارقطنی ست ولکن معلل بارسال ست و ابوہریرہ گفت
دو زن باہم پیکار کردند از قبیلہ ہذیل یکی دیگری را بسنگ زد و او را با بچہ کہ در شکمش بود
بکشت اختصام با آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کردند حکم داد کہ دیت جنین او یک غرہ عبد
یا ولیدہ ست و دیت زن بر عاقلاش نہاد و ولد او را و ہر کہ با او بودند آنہا را وارث او گردانید
حمل بن نابغہ ہذلی گفت ای رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چگونہ تاوان دہم کسی را کہ نخورد
و نیاشامید و نہ سخن کرد و نہ آواز برآورد ہمچو کس انداختہ می شود یا خون جنین شخص باطل باشد
فرمود این مرد از برادران کاہنان ست و این ارشاد بنا بر سجع بندی وی کرد حدیث
متفق علیہ ست و ابو داؤد و نسائی روایتش از ابن عباس کردہ اند و صحیح ابن حبان و الحاکم
و انس گفتہ کہ ربیع بنت نضر عمہ او دندان پیشین دختری بشکست و از وی عفو خواستند عفو نمودند
ارش عرض کردند ابا آوردند نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آمدند و انکار کردند مگر قصاص
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امر بقصاص فرمود انس بن نضر گفت ای رسول خدا صلعم ثنیہ

بیچ شکسته شود یعنی دندانی که ترا ایج فرستادند انس شکسته نشود آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
فرمود ای انس کتاب خدا قصاص است قوم راضی بعفو شدند حضرت صلی الله علیه وآله وسلم
فرمود از بندگان خدا کسانی اند که اگر قسم بر خدا کنند سوگند ایشان راست فرماید و این حدیث
متفق علیه است اگرچه لفظا از بخاری است و فرمود هر که در عمیا کشته شد یا در انداختن سنگ
یا سوط یا عصا بود پس عقل خطاست و هر که عمدا کشته شد آن موجب قصاص است و هر که حایل
این قصاص شود بر وی لعنت خداست اخرجه ابو داود والنسائی وابن ماجه باسناد
قوی و این مبنی بر آنست که قتل دو قسم است عمد و خطا و طائفه از اهل علم قتل را سه قسم ساخته اند
وقسم سوم که خطای شبه عمد باشد افزوده و در آن دیت مغلظه مقرر کرده اند و اثبات او نموده
باحادیثی که درین باب آمده استدلال نموده و گفته که در قتیل خطا شبه عمد صد شتر است از آنجمله
چهل باردار باید ولکن حدیث زنی که زنی دیگر را به سنگ کشته بود و آنحضرت صلی الله علیه وآله و
سلم او را قتل فرموده معارض این احادیث است و مقام از معارک است کل ببلان از
مسقطات باشد **فصل** ابن عمر گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود چون مردی مردی
را گرفت و دیگرے بکشت قاتل کشته شود و ممسک محبوس گردد و این را دارقطنی موصولا و
مرسلا آورده و ابن قطان صحیحش گفته و رجالش ثقات اند مگر آنکه بیهقی ترجیح ارسال کرده
و عبد الرحمن بن بیلمانی از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که آنحضرت صلعم مسلمانی
را عوض معاهد قتل کرد و فرمود من اولی ترکسانم که وفا بذمه او کنند و این مرسل است
نزد عبد الرزاق و موصول است نزد دارقطنی بذکر ابن عمر ولکن اسناد موصول واهی است و
ابن عمر گفت کشته شد یک کودک بطریق حیله یعنی فریب عمر گفت اگر تمام اهل صنعا در آن شریک
می شدند همه را عوض این کودک می کشتم رواه البخاری حاصل آنکه اگر جماعتی از
مردان یا از مردان و زنان در قتل مردے عمدا شریک یکدیگر بدون حق شرعی گردند همه
کشته شوند وهذا هو الحق زیرا که ادله قرآنیه و حدیثیه در میان قاتل یکی باشد یا

جامه فرق نکرده و حکمتی که تشریع قصاص از برای آن بوده یعنی حقن دماء و حفظ نفوس
مقتضی این است که همگنان کشته شوند و هرگاه این امر مجوز قتل جماعت بواحد است پس هیچ
حجتی شرعیه ندارد بلکه ثابت است آنچه بدان استدلال کرده اند تقییدات ساقطه است که از شرع
مطهر دلیلی بر وی نیست و تکلم شوکانی بر بعض علمای عصر برین ایجاب نقض کرده
باستیفای جمیع هیچ پرداخت دفع وی هر که او را قتیلی بعد این مقال ام کشته شود اهل آن
قتیل میان دو اختیار اند یا دیت گیرند یا بکشند اخرجه ابو داود من حدیث ابن
شریح الخزاعی والنسائی واصله فی الصحیحین من حدیث ابی هریرة بمعناه

فصل اگر یکی ببیند که مردی با زن او زنا می کند قتلش روا نیست زیرا که در حدیث سعد
بن عباده در هیچ ماجرا منع از قتل آمده آری نزد این رویت انکار منکر مذکور و حیلولت میان
آن بهر چه ممکن است واجب باشد چنانکه بر غیر زوج واجب است و تا تواند قتل نکند و اگر انکار
آن جز بقتل نتواند بکشد چنانکه حکم سائر معاصی است

باب در بیان دیات

عمرو بن حزم گوید آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم باهل یمن کتابی نوشت در ان این است
که هر که مسلمانی را بدون جنایت بکشد وی را قصاص است مگر آنکه اولیای مقتول راضی
گردند یعنی بدیت یا عفو و در نفس دیت صد شتر است و در بینی که از بیخ برکنده شد دیت است
و در زبان دیت است و در هر دو لب دیت است و در هر دو بیضه و در ذکر و در صلب و در
هر دو چشم دیت است و در یک پای نیم دیت و در مامومه که بمغز پوست رسد ثلث دیت و در
جائفه که بشکم رسد ثلث دیت و در منقله پانزده شتر و در هر انگشت از انگشتان دست و پای
ده شتر و در موضحه که سفیدی استخوان ظاهر کند پنج شتر است و مرد کشته می شود بزن و بر اهل ذهب
هزار دینار است اخرجه ابو داود فی المراسیل والنسائی وابن خزیمة وابن الجارود
وابن حبان واحمد واختلفوا فی صحته و ابن مسعود گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم

نزد و دیت خطا اخماس ست بست حقه و بست جذعه و بست بنات مخاض و بست بنات
لبون و بست بنی لبون اخرجه الدارقطنی بلفظ عشرین اجمعه بست بنی مخاض بدل
ابن لبون ست و لکن اسناد اول اقوی ست و این حدیث را ابن ابی شیبه اخرج و بطریق
وقف آورده و موقوف اصح ست از مرفوع و ابو داود و ترمذی حدیثش بطریق عمرو
بن شعیب عن ابیه عن جده آورده و لفظش این ست دیت سی جذعه و سی حقه و چهل
باردار ست و هر نوعی از انواع دیت برای خود اصل ست اگر جانی اختیار هر کند
احادیث در مقادیر دیات تغلیظا و تخفیفا مختلف آمده و هر یکی را قسم ست دیت مغلظه
در خطای شبه عمد باشد و دیت مخففه در خطای محض و احادیث مصرح اند باین معنی ثابت
صحیح باید کرد و مذهب درین باب مختلف بوده و لکن حجت نیست مگر در دلیل و در قال
مراد تغلیظ آنست که اولاد بعض ابل در بطونش باشد چنانکه در احادیث ست حدیث عبد الله
بن عمرو بن العاص از آنحضرت صلعم آمده که دیت خطای شبه عمد آنکه بسوط یا عصا باشد
صد شتر ست چهل ازان چنان باشد که شکمهای آنها اولاد بود اخرجه ابو داود
والنسائی و ابن ماجة و صححه ابن حبان و فرمود این و آن برابر ست یعنی خنصر و ابهام
رواه البخاری عن ابن عباس و لفظ ابی داود و نسائی الاصابع سواء است با زیادت
الاسنان سواء و الثنیة و الضرس سواء و لفظ ابن حبان آنست که دیت اصابع یدین
و رجلین برابر ست از هر انگشت ده شتر و در حدیث عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده مرفوعا
آمده که در مواضح پنج پنج شتر ست و این را احمد و اهل سنن اخراج کرده اند و زاد احمد والاصابع
سواء کلهن عشر عشر من الابل زیاده کرده و صححه ابن خزیمة و ابن الجارود
و هم ازوی مرفوعا مروی ست که عقل یعنی دیت اهل ذمه نصف عقل مسلمانان ست
رواه الاربعة و لفظ ابی داود باین لفظ ست که دیت معاهد نصف دیت حر ست و لفظ
نسائی آنست که عقل زن مثل عقل رجل ست تا آنکه ثلث دیتش برسد و صححه ابن خزیمة

واین در ارش جراحات باشد و مستفاد از ادله آنست که فی الجمله عاقله جانی نفس خود است و بطن عاقله
جانی خود و قرابت عاقله جانی قریب است و میان این احادیث منافاة نیست بلکه جمع
این طریق که چون قرابت قادر باشد بر تسلیم لازم اخص باشد از غیر خود و چون لازم محتاج زیادت
باشد بر قرابت را قدرت بر وفا نبود بطن را لازم گردد بعده قبیله را و هم از وے آمده مرفوعا
که عقل شبه عمد مغلظ است مثل عقل عمد و کشته نشود صاحب او و شبه عمد آنست که بجهد شیطان
بود و باشد خونها در میان مردم در غیر دشمنی و بلا حمل سلاح اخرجه الدارقطنی وضعفه
و ابن عباس گفته مردی مردی را بر عهد رسول خدا بکشت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
دیتش دوازده هزار درهم مقرر گردانید رواه الاربعة ونسائی و ابوحاتم ترجیح ارسالش کرده
و ابو رمثه گفته آمدم رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم را و با من پسر من بود پرسید این کیست
گفتم این پسر من است گواه شو بدان فرمود آگاه باش که این جنایت بر تو نمی کند و نه تو جنایت
بر وی می کنی رواه احمد والنسائی و ابو داود وصححه ابن خزیمة و ابن الجارود
و این حدیث مطابق کریمه ولا تزر وازرة وزر اخری است ع

گنه بود مرد ستمگاره را — چه تاوان زن و طفل بیچاره را

ومجموع این ادله قول قائل که عقل در شریعت ثابت نیست مردود است زیرا که ادله عقل
اخص مطلق است و عمل بدان واجب و ظاهر حجج آنست که عقل در جمله جنایات خطا لازم باشد
بدون فرق میان موضحه و ما دون و ما فوق آن و در هر جنایات از شارع ارش مقدر
آمده همچو جنایات مذکوره در حدیث طویل عمرو بن حزم و جز آن که در معنی او است و واجب در ان
انحصار است بر مقدار وارد در نص و هر جنایت که در ان تقدیر ارش از شارع نیامده
بلکه تقدیر ارش در ان از صحابی یا تابعی یا متاخر بعد ایشان آمده پس در ان حجت بر احدی نیست
بلکه مرجع در همچو محل نظر مجتهد است و بر مجتهد واجب است که در مقدار نسبت ارش بالنسبة جنایات
که در ان ارش مقدر از شارع آمده است بنگرد و چون در ظن او مقدار نسبتی غالب گردد باید که

مقدار بیان نسبت تقدیر ارش کنند مثلا در شرع از برای موضحه ارش مقدر هست اگر جنایتے
تر از موضحه باشد مثل سمحاق و متلاحمه و باضعه و دامیه پس بحیثیتی که مقدار باقی از کم معلوم نیست
ربقدر خمس یا ربع جنایت اربعه اخماس یا از کم میبرد و در دیت این جنایت چهار عشر یا چهل قیمتها
قرار گردانند زیرا که مجموع ارش موضحه پنج ابل یا پنجاه مثقال نقره واگر ده یک بلکه از کم ثلث نسبت
ش جنایت بمقدار دو ثلث از ارش موضحه گردانند و چون یک مثلا نصف یا ربع یا خمس
اعتبار باشد نیز همچنین بجا آرد و همچنین در سائر جنایات که تقدیر ارش شرع نیامده ملاحظه نسبت
میان او و میان مقدر الارش از جنس آن جنایت بکند و درین حین حاکم عالم محتاج
تقلید دیگرے از مجتهدین نباشد کائنا من کان و نه تقسیم جنایت بسوی واجب الارش
مقدر و واجب الحکومة باقی ماند و معلوم ست که فقها غیر معین اند در روایت و بسیاری
بیچارگان میان حدیث صحیح و موضوع فرق نمی کنند تا بدریافت علل خفیه احادیث
رسد و بدتر از ایشان حال صوفیه ست که هر حدیث موضوع نزدیک ایشان گویا الهام
است فسبحان الله و بحمده و در دیت عبد دو صورت ست یکی آنکه واجب قیمت
عبد ست اگرچه از دیت حر متجاوز گردد زیرا که عبد چیزے از اجناس ست که اتلاف آن صحیح باشد
پس همانا که وجوب قیمت بر متلف معین ست اگرچه از دیت آزاد بیفزاید همچنین بر متلف عبد
هم واجب ست دوم آنکه زیاده بر دیت حر لازم نیست زیرا که عبد از نوع انسان ست
و در جمیع صفات معتبره کمتر از حر باشد و غایت منتهایش آنست که در کمال همپای انسان حر باشد
و واجب در حر دیت ست پس بیش نه زیاده بران و اول ارجح ست من حیث الرای لیکن
از طریق روایت از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم درین باب چیزے بصحت نه پیوسته
و از علی مرتضی رضی الله عنه هر دو قول مرویست فصل اصل اصیل در جنایت جسم
حیوان غیر انسان آنست که این جنایت بر مالک حیوان مضمون نیست بنابر دو امر یکی
آنکه جانور غیر مکلف ست پس الزام مالکش جز بموجب رضا نباشد دوم آنکه حدیث جنایة الدابة

جنایات صحیح ست وتوجیه بران تفاوت ست تا آنکه مخصصی بیاید ہمچو حدیث تضمین آنحضرت صلعم برای صاحب ماشیہ کہ در شب انسادی کرده ملحق ست باین مخصص جنایت واقع از دواب بسبب آدمی چنانکہ دابہ را در راه مسلمانان استاده کند یا در بازارہا بدوانند یا سگ گزنده بپرورد و آنرا نه بندد یا آنچه مانند اینها ست حاصل آنکه جنایت دابه غیر مضمون ست مگر بدلیلی کہ دال بر ضمانتش باشد یا بسبب آدمی بود کہ اگر آن سبب نبود این جنایت ازان دابه صادر نمی شد ومخصص اول شرعی ست وثانی عقلی ابن عمر رضی اللہ عنہما گفته آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود جبار ترین مردم بر خدا سه کس اند یکی آنکه در حرم خدا قتل کرد دیگر آنکه غیر قاتل خود را بکشت سوم آنکه بنابر ذحل یعنی ثار جاہلیت کشت واین نزد احمد وابن حبان ست در ذیل حدیث صحیح عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده مرفوعا آورده کہ ہر کہ خود را طبیب نمود ووی معروف بطب نیست آنکس ضامن باشد اخرجه الدارقطنی وصححه الحاکم واین حدیث نزد ابی داود ونسائی وغیر ہما نیز ہست مگر آنکه مرسلش اقوی از وصل باشد واین عام ست ازانکه علاجش سرایت کرده یا مباشر بوده وبعمد باشد یا بخطا در ہر حال دیت بر وی واجب ست گو بنابر رضای بیمار بمعالجه اش قصاص سیاشس وو در مسل گفته در سرایت دیت نیست وور مباشرت مضمون علیه باشد اگر عمدا ست وبر عاقله بود اگر خطاست

باب در بیان دعوی خون وقسامت

صحیح احادیث که درین باب آمده حدیث متفق علیه سہل بن ابی حثمه از کبرای رجال قوم ویست که عبد اللہ بن سہل ومحیصه بن مسعود بهر د وبنابر جهدی که بایشان رسیده بسوی خیبر برآمدند ومحیصه برگشته خبر داد که عبد اللہ بن سہل کشته شد واز یہود باز خواست کرد وگفت شما او را کشته اید یہود گفتند واللہ ما نه کشته ایم محیصه وبرادرش حویصه وعبد الرحمن بن سہل نزد آنحضرت صلی اللہ علیه وآلہ وسلم آمدند ومحیصه سخن کردن گرفت حضرت فرمود کبر کبر اراده سن فرمود حویصه کلام کرد باز محیصه سخن نمود فرمود دیت صاحب شما دهند یا ایذان بحرب نمایند درین باب

به یهود تحریر فرمود آنها نوشتند که ما هرگز نکشته ایم حضرت بحویصه و محیصه و عبد الرحمن بن سهل
گفت شما سوگند می خورید و مستحق خون صاحب خود می شوید گفتند نه فرمود یهود سوگند خورند
گفتند ایشان مسلمان نیستند آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم دیت از نزد خود بداد و صد شتر
بایشان فرستاد سهل گوید یک ناقه سرخ از آن شتران مارا لگد زد و از مردی [illegible]
مروی ست که رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم قسامت را بر طریقیکه در جاهلیت بود مقرر
داشت و میان مردم از انصار در قتیلی که دعوی آن بر یهود خیبر کردند حکم فرمود و این نزاع
مسلم ست و جهالت صحابی غیر قادح باشد و صحت و ثبوت مسند و روایت موردین باب
جمعی کثیر را از اهل علم مسائل باطله از دلائل واقع شد و هیچ حدیثی چه صحیح و چه حسن که
متقضی جمع میان ایمان و دیت باشد ثابت نگشته بلکه تصریح احادیث فقط بوجوب ایمان
و بعض مصرح بوجوب دیت فقط و بالجمله خبط و خلط بسیار در دراز کار درین باب بود و دیگر خدا
تعالی مارا باثبات احکام برهنه از دلائل متعبد نساخته و لاسیما وقتیکه مخالف شرع ثابت
باشد و مستلزم اخذ مال بود که معصوم ست مگر بحق اسلام و لهذا جمعی از سلف مثل ابو قلابه و
سالم بن عبد الله و حکم بن عتیبه و قتاده و سلیمان بن یسار و غیرهم بآن رفته اند که قسامت
غیر ثابت ست بنابر مخالفتش باصول شریعت بچند وجه که در شرح منتقی مذکور ست و جواب
جمهور از انکار ایشان نیز بیان جا کرده ایم و بعد از آنکه ثبوتش بحدیث صحیح باشد انکار
را جائے نیست

باب در بیان قتال اهل بغی

مروی ست از ابن عمر که هر که بر ما سلاح برداشت وی از ما نیست اخرجه الشیخان
و از ابی هریره مرفوعاً آمده هر که برآمد از طاعت و گذاشت جماعت را و مرد پس
مردنش مردن جاهلیت ست . این را مسلم روایت کرده و فرمود آنحضرت صلی الله علیه وآله
وسلم که بکشد عمار را گروه باغی رواه مسلم ایضاً و له عن عرفجه بن شریح از آنحضرت صلعم شنید

می فرمود هر که آمد شما را وامر شما فراهم ست ومی خواهد که جدا کند جماعت شما را او را بکشید اخرجه
مسلم وابن عمر مرفوعاً آورده می دانستی ای ابن ام حکم خدا در بارهٔ کسیکه ازین امت باغی
گشته چیست گفت خدا ورسول دانا ترا اند فرمود تمام کرده نشود کار زخمی ایشان وکشته نشود
اسیر ایشان وخواسته نشود گریزندهٔ ایشان وتقسیم کرده نشود غنیمت ایشان واین را بزار و
حاکم روایت کرده اند وآنکه حاکم تصحیحش کرده وهم ست زیرا که در اسنادش کوثر بن حکیم متروک ست
اما از علی موقوفاً نحو آن بچند طریق بصحت رسیده واخرجه ابن ابی شیبة والحاکم فان
باب در اصل مستفاد از اجتهادات صحابه رضی الله عنهم ست واکثر مرویات درین باب از علی
مرتضی ست واز آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم مرفوعی ثابت نشده مگر حدیث مذکور که جماعتی
از حفاظ تضعیفش گفته اند وصحیح آنست که منادی علی رضی الله عنه روز صفین ندا کرد ودر رفع ثابت
نشد واهل اسلام اجماع کرده اند بر بعض این احکام مثل عدم جواز سبی بغاة حاصل آنکه
اصل دم ومال مسلم عصمت ست واو تعالی سوای قتال طائفهٔ باغیه تا آنکه از بغی برگردد اذن
بامری دیگر نداده پس واجب اقتصار برهمین قدر ست وهرکه از وی فیء از بغی حاصل نشده
با وی قتال روا است اگرچه جریح یا منهزم باشد بدون فرق میان کسیکه او را فئه باشد وکسیکه
او را فئه نباشد مادام که مصر بر بغی خود ست وگرفتن مال او روا نیست بلکه مالش باقی بر عصمت
اصلیه ست وهمچنین سبی مسلمین ماذون به از طرف خدا نیست وبی شک وشبهه حق بدست
علی کرم الله وجهه بود در جمیع مواطن وطلحه وزبیر با وی بیعت کرده شکستند وبغی ورزیده در
جیوش مسلمین بر آمدند ناچار قتال شان واجب آمد وقتال او با خوارج حق ست احادیث
متواتره دال ست بر مروق خارجیان از دین همچو مروق سهم از رمیه وهمچنین بغی اهل صفین
ظاهر ست واگر دران هیچ نباشد مگر همین حدیث مرفوع یا عمار تقتلک الفئة الباغیة
از برای افادهٔ مطلوب کافی ست ومعاویه را صلاحیت معارضهٔ علی نبود لکن وی طلب
ریاست وجاه دنیا کرد درمیان قومی اغنام که نه معروف می شناختند ونه منکر را انکار

می کردند معاویه با ایشان را مخادعت رفت و طلب دم عثمان ظاهر نمود و کار را وا به پیش
رفت و این قوم رو بروی او بذل اموال کرد و خیر خواهی او نمودند تا آنکه حضرت امیر
با اهل عراق می گفت که دوست دارم آنکه ده کس از شما عوض یک کس از اهل شام [illegible]
صرف دراهم بدینار بگیرم و درین معامله از اهل شام هیچ عجب نیست عجب از کسیست
که بصیرت دارد و مع بعض صحابه و فضلای تابعین که میل بمعاویه کردند کاش می دانستیم که کدام
امر برایشان مشتبه شد تا آنکه بنصر مبطلین و خذل محقین بپرداختند حالانکه قول او تعالی وان
بغت احداهما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیئ الی امر الله بگوش ایشان رسیده
و احادیث متواتره در تحریم عصیان ائمه است ما دام که کفر بواح نکنند شنیده و قول آنحضرت
صلی الله علیه و آله وسلم بحق عمار که تقتله الفئة الباغیة بلکه بصماخ هوش خورده و راست این است
که اگر عظیم قدر صحابه در فسیح فضل خیر القرون نبودی می گفتیم که حب شرف و مال سلف این امت
را در فتنه انداخته چنانکه خلف را فتون خود ساخته اللهم عفواً و نشر مصحف که در قتال
باغیان بوده از سنت مسلمه ثابت نیست و نه سنت خلفای راشدین است بلکه محدث
اول او معاویه است که برای خدعه بیعت این کار کرده و عمرو بن العاص او را برین حرکت برانگیخته
چنانکه مطلع بر کتب سیر و تاریخ می داند و صحابه اجماع کرده اند بر قبول اخبار بغاة و ایشانرا
فائده در خور یاد داشتنی ست تا اعتراض غیر عارف بحقائق بر روایت از بغاة و علی کرم الله وجهه
بر خیزد علامه سید محمد بن ابراهیم وزیر در عواصم و قواصم درین باب بسط قول کرده و به طرق
حکایت اجماع برین معنی نموده **فصل** سبب اعظم و رکن اهم از امامت و نصب امام انصاف
ظالم از مظلوم و قیام بعدل در امت اسلام است و شک نیست که هیچ مال ظالم از برای نقصان
ماخوذ از مظلوم از آن جنس است که اتمام واجب جز بآن نمی تواند شد و همچنین دادن حق سبب
که بدست ظالم است بمظلوم عوض حق او و همچنین گرفتن زکوة و غیر آن باکراه از ممتنع از تسلیم
آن بشرطیکه امام صرف آن زکوة در مصارف مذکوره در کتاب الله کند واجب ست

چون التباس مظالم بوجهی باشد که معرفت مظالمین ممکن نیست پس این مال منجملہ اموال حلال ست
در مصارف بیت المال مسلمین مصروف گردد ولا مصارف لها الا ذلك و مشرکان اگر خواهند
که جیفه مشرک مقتول را بدفع مال خرید کنند وجهی از برای کراهت بیع آن جیفه نیست زیرا که اموال
شان بر اصل اباحت ست و استخراج آن بهر ممکن سائغ و این از باب توصل بسوی حلال
بغیر ممنوع منه ست و در کتاب و سنت آنچه دال بر کراهت حمل رؤس باشد نیامده اما اگر در حمل آن
ارهاب اعدا یا تقویت حرب حق باشد عند محققین باشد شگفت نیست که از وادی
طاعات بوده از صحرای مکروهات ولا سیما سرهای مشرکان چه جیفه کافر
همچو جیفه دواب سو حرمتی ندارد و تعلیل بمباشرت نجاست چیزی نیست بنا بر آنکه میان
هر دو امر کدام ملازمت نبوده ست یمکن که بدون مباشرت نجاست بردارند و مروی ست که سر
ابی جهل از نزد آنحضرت صلعم بردند و این چند طریق آمده و ذلك مؤید لما هو الاصل من الجواز

باب در بیان قتل جانی و مرتد

آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود هر کشته شد نزد مال خود وی شهید ست رواه ابو
داود و النسائی عن ابن عمرو و صححه الترمذی و این حدیث در صحیحین هم آمده لیکن از
ابن عمرو بن العاص و نزد اهل سنن از حدیث سعید بن زید ست و اقسام شهادت زیاده بر
پنجاه ست پدر والا گهر ام مجد در کتاب عبره بذکرش پرداخته و عمران بن حصین گفته یعلی
بن امیه با مردی قتال کرد یکی دیگری را گزید اختصام نزد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
آمد فرمود یکی از شما برادر خود را چنان می گزد که نر می گزد نیست دیت این حرکت را و این حدیث
متفق علیه ست اگرچه لفظ از مسلم بوده و این دلیل ست بر آنکه جنایتی که سبب آن از طرف
مجنی علیه باشد هدر ست ابوهریره گفته ابو القاسم صلعم فرموده اگر ثابت شود که مردی نگریست
بر تو بلا اذن تو و تو او را سنگریزه زدی و چشم او کور شد بر تو گناهی نیست متفق علیه
و در لفظی از احمد و نسائی که ابن حبان تصحیحش کرد چنین آمده که نیست دیت و نه قصاص در آن

و اهل علم را درین مسئله تفاصیل و شروط است که دلیلش خلاف ظاهر حدیث و قائل آن دلیل نیست
و حدیث ظاهر الاراده و واضح الاستفاده است پس مصیر بسوی آن نزد ما متعین باشد و
در حدیث براء بن عازب آمده که حکم کرد رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم بآنکه حفظ حوائط در روز
بر ذمه اهل حوائط است و حفظ ماشیه در شب بر ذمه اهل مواشی است و بر اهل ماشیه است
ضمان آنچه ماشیه در شب بآن رسید و این را احمد و اهل سنن جز ترمذی اخراج کرده اند و
ابن حبان گفت صحیح است لیکن در اسنادش اختلاف است و از معاذ بن جبل درباره مردی
که مسلمان شده یهودی گردید آمده که گفت نه نشینم تا آنکه کشته شود قضاء الله و رسوله پس وی
کشته شد متفق علیه و در روایت ابی داود آمده که پیش ازین از وی توبه خواسته بودند
و این دلیل است برآنکه از مرتد توبه خواهند اگر کرد قبا و رنه فی الفور کشته شود و مهلت سه روز در
قرآن بی دلیل است و حدیث مرفوع ابن عباس که هر که دین خود تبدیل کرد او را بکشید رواه
البخاری مؤید او است زیرا که مطلق غیر مقید بمهلت است بلکه باستتابت بلکه آنچه در ادله
صحیحه آمده امر بقتل است و امر بفور را و انکار بعض صحابه بر قتل مرتدین قبل از استتابت در حجت
نیست و صالح تقیید حدیث ثابت از شارع نمی تواند شد و دعوی اجماع بواسطه عدم انکار
باطل است و همچنین دعوی استتابت سه بار منقوض است بآنکه اگر مجرد ورود مسوغ اتفاق باشد
ثلاث را مزیت اختصاص بر سائر اعداد وارده در کتاب و سنت حاصل نیست پس تحدید این مسئله بهمین قدر
که مرتد را یک بار امر برجوع اسلام کنند اگر اجابت کرد حقن دم او واجب باشد و اگر نکرد قتل
او دران وقت متعین است و دعای مشروع بمجرد قول او که ارجع الی الاسلام است حاصل
شده و حق آنست که قتل احدی از باطنیه که در هند بوهره نام دارند باوجود تستر ایشان [illegible]
حلال نیست مگر بعد اتیان بفعل یا قول کفر بیرون تاویل بجا آرند و لاسیما مشهور آنست که نزد
خود اظهار اسلام و صلاح می کنند و ایهام بودن خود بر حق می نمایند پس اگر این معنی صحیح شد
جمیع عوام بواهیر کافر بودن شان نمی دانند بلکه اعتقاد بر حق بودن ایشان می کنند درین [illegible]

تعریف ایشان بحق احوج از قتل ست و تا کفر بواح از باطنیه سر بر نزند کشتن هیچ یکے از انها روا نباشد بنا بر آنکه کلمهٔ اسلام و دعوت نبویه دارند اگرچه از امور دین برکران بلکه بر شفا جرف هار باشند و شک نیست که متعلم سحر بعد از اسلام و فاعل سحر کافر مرتد ست و حدش حد مرتد و آن قتل ست و عدم قتل رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم لبید بن عاصم را که بر حضرت صلعم سحر کرد معارض این حکم نمی تواند شد زیرا که پیش از ثبوت حد سحر بود یا بنا بر خشیت معرهٔ یهود که شوکت داشتند تا آنکه حق تعالی ایشان را تباه ساخت و کسر شوکت کرد و قلیل و ذلیل گردانید و قد عمل الخلفاء الراشدون علی قتل السحرة و شاع ذلک و ذاع و لم ینکر احد و در قتل دیوث دلیلی ثابت نشده و اصل دم مسلم عصمت ست و هر معصیت مبیح قتل نباشد بلکه آن معاصے مخصوصه ست که در ان شرع بقتل وارد گشته و لا سیما بعد از ورود حصر در حدیث لا یحل دم امرئ مسلم الا باحدی ثلاث و دیوث ازین هر سه کس نیست حاصل آنکه وی از اعظم عصاة ست با جهته منافیهٔ دین و مروت که درین کار باشد و اما آنکه کشته شود فلا و لا کرامة

فصل ابن عباس گفته نابینائی را ام ولد بود که آنحضرت صلعم را دشنام می داد و در وی صلعم می افتاد و این نابینا او را ازین حرکت منع می کرد اما منتهی نمی شد تا آنکه شبی معول گرفته در شکم او خلانید و بران نشسته بکشت این خبر با نحضرت صلی الله علیه و آله و سلم رسید فرمود آگاه باشید که خون آن ام ولد هدر و رائگان ست رواه ابو داود و النسائی ادو جهش آنست که سب نبی ارتداد ست و ساب مرتد و ردت یکی از اسباب قتل ست و این بر تقدیر یست که درین خصوص دلیلے بر جواز قتل نیامده تکلیف که اهدار دم ساب تا آنکه زن سابه وارد شده و یکی را فرستاد که کعب بن اشرف و ابی رافع را بکشد و مردان و زنان ساب را که زیر استار کعبه پنهان شدند امر بقتل فرمود و شک نیست که حامل انسان بر سب رسول جز دین مبین بر شر بعث غرا که آنرا از نزد خدا عز و جل آورده چیزے دیگر نیست و هر که سب وے باین سبب کند را د دین و کاسر هدی وی صلعم باشد و درین ردت خود هیچ شک و شبهه نیست و قریب باین سنت

شمار و دثار گردانیدن سب صحابه زیرا که چه فحش درین مرتکب ساب و کراهت اسلام او
مسلمین چیزی دیگر هرگز مقتضی سب این بزرگواران و حامل بر دشنام ایشان نیست تنبیه
اینها اهل دین امر علی الحقیقه اند اما ست شرع کرده اند بسیرت خود و گفتار این شر مذهبت مشهور
پرداخت تا مردم جابجا مدیون ورسانیده فرضی الله عنهم وارضاهم واقصی
المتعلقين بتلبيسهم وتصديق اعداء الصحابة المصطفين ثم قال في الى مل تد ما اينا في المتانية
ما صار يفعله اهل مصر والشام والمغرب من قتل من كان كذلك بعد مراجعته
الى حكام الشريعة وحكمهم بسفك دمائهم وهذا وان كان عند ناشئين جائز
لما هنالك من عصمة دم المسلم حتى يقوم الدليل الدال على جواز سفكه ولكن
فيه القيام التام بتحقيق اساطين الاسلام انتهى كلامه وهو مسلك الحكام

کتاب الحدود

گذشت که حد محارب همان ست که در قرآن کریم آمده و ظاهر کتاب عزیز آنست که هر که
محارب بودن با خدا و رسول صلعم و ساعی فساد بودن در ارض صادق آید عقوبتش قتل
یا صلب یا قطع از خلاف یا نفی از ارض ست خواه کشته یا نکشته و ظاهر عدم جمع میان این
همه انواع یا دو نوع و عدم جواز ترک یک نوع ست و این مقتضای ظاهر نظم قرآنی ست و
تفاصیلی که بعض اهل علم ذکر کرده اند اگر دلیلی دال بران یا بر بعض آن که صالح تمسک باشد
بیاید عمل بران باید کرد و اگر همین مجرد قول ابن عباس و دیگر صحابه ست پس اجتهاد وی رضی الله
عنه و دیگر صحابیون بعد هم بر احدی حجت نیست و مراد بصلب مصداق صلب نزد اهل لغت
است اگر صلب نزد ایشان نام مفضی الی الموت ست همچنین باید و اگر اعم ست پس امتثال
بفردی از افراد وی حاصل می شود و در آیه کریمه آنچه مشیر باشد بسوی عدم عفو و رحمت الٰهی
از برای تائب قبل از قدرت موجود نیست و در ان قطع بحصول مغفرت و رحمت از برای
این تائب ست و اگر قطع را تسلیم کنیم این قطع در ذنوبی باشد که امرش بدست او تعالی

است که دران سقوط خطاب اخروی و حد مشروع الٰهی می تواند شد و اما حقوق آدمیین از دم و مال و عرض پس در آیه دلیلی بر سقوطش نیست و من زعم ان ثمه دلیلا یدل علی السقوط مطلقا فما الدلیل علی هذا الزعم

باب در بیان حد زانی

ابوهریره و زید بن خالد جهنی گفته اند که مردے از اعراب نزد رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم آمد و گفت سوگند خدایت می دهم که از برای من حکم بکتاب خدا بکنی دیگر که افقه از وی بود گفت آری میان ما قضا بکتاب خدا فرمای و اذن ده که سخن کنم فرمود بگو گفت پسر من عسیف یعنی مزدور بود نزد این مرد پس زنا کرد با زن او و مرا خبر دادند که بر پسرم رجم ست پس صد گوسفند و یک دختر در فدیه اش دادم و اهل علم را پرسیدم مرا خبر کردند که بر پسر من صد تازیانه و تغریب یک سال ست و بر زن اینکس رجم باشد فرمود سوگند بکسیکه جان من در دست اوست میان شما حکم بکتاب خدا بکنم دختر و گوسفند بر تو واپس ست و بر پسر تو صد تازیانه و تغریب عام باشد و بامداد کن ای انیس بسوی زن این کس اگر اعتراف کند یعنی بزنا رجمش بکن و این حدیث متفق علیه ست و لفظ مسلم راست و فرمود بگیرید از من بگیرید از من او تعالی از برای ایشان یعنی زنان راہے مقرر کرده در زنای بکر ببکر صد تازیانه و تغریب یک سال ست و در زنای ثیب به ثیب جلد صد تازیانه و رجم ست رواه مسلم و احادیث قاضیه بوجوب تغریب بطرق صحیحه از جماعه از صحابه آمده و این متضمن زیادت بر جلد ست و غیر منافی او ست پس قبولش متحتم باشد و معارضه اش بعدم ذکر تغریب در بعض روایات غفلت از وجوب حمل مطلق بر مقید ست و احتجاج باقوال بعض صحابه مفید چیزی نیست زیرا که ما متعبد باقوال شان نیستیم و مهذا چنانکه ضرب و تغریب از آنحضرت صلعم ثابت شده همچنین از ابوبکر صدیق رضی هم ثابت گشته رواه الترمذی عن ابن عمر و رجاله ثقات الا انه اختلف فی رفعه و وقفه

و ابوهریره گفته مردی از مسلمانان نزد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم آمد حضرت صلعم در مسجد

تشریف داشت آن مرد حضرت را ندا کرد وگفت ای رسول خدا صلعم من زنا کرده ام حضرت
صلعم از وی روگردانید آن مرد بهمان سوی روبروی خود کرد وگفت من زنا کرده ام باز اعراض
کرد تا آنکه آن مرد چهار بار تکرار نمود چون دید که چهار بار شهادت بر جان خود بزنا داده او را بخواند
وفرمود ترا جنون هست گفت نه پرسید محصن شده گفت آری فرمود این را برده رجم کنید متفق علیه
ودر حدیث ابن عباس آمده که چون ماعز بن مالک نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آمد گفت
که زنا کرده ام فرمود شاید بوسه گرفته یا اشارت بچشم وابرو نموده یا نگاه کرده گفت نه ای
رسول خدا صلعم بلکه جماع کرده ام پس امر کرد برجم او رواه البخاری ودر مسئله تکرار اربع شهادات از
مدارک هست حق آنست که اقراری که بدان استباحت جلد ورجم می شود دران زیادت بر
یک بار شرط نیست واز آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم رجم وامر بدان وبجلد بمجرد اقرار یک بار
ثابت شده ودر چند حدیث آمده وسکوت وی صلی الله علیه وآله وسلم درین قصه ماعز موجب
آنست که اقرار چهار بار شرط باشد غایتش آنکه اگر امام در بعض احوال تثبت کرد تا آنکه اقرار بمرات
واقع شد این تثبت او را می رسد علامه شوکانی بسط قول درین مسئله در شرح منتقی کرده وللمقام
حقیق بالتحقیق واز عمر بن خطاب آمده که وی خطبه خواند وگفت خدا محمد صلی الله علیه وآله وسلم
را بحق فرستاده وبروی کتاب نازل ساخته پس در آنچه بروی فرود آورده آیه رجم بود وما
آن را خواندیم ویاد گرفتیم وفهمیدیم وآنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم رجم کرد وما بعد از وی رجم کردیم
می ترسیم که اگر زمان دراز گردد گوینده بگوید که ما رجم در کتاب خدا نمی یابیم وگمراه شوند بترک
فریضه که خدا نازلش کرده ورجم ثابت هست در کتاب خدا بر کسیکه زنا کرده ووی محصن هست مرد
باشد یا زن اگر بینه قائم شود یا حبل یا اعتراف باشد متفق علیه وبالجمله جلد ورجم زانی محصن
حق هست ونیست بدست سلف مگر مجرد روایت عدم جلد ماعز حالانکه نص قرآنی تخصیص بکر نکرده و
در سنت آنچه دال بر جمع میان جلد ورجم باشد از برای محصن آمده ولهذا علی مرتضی کرم الله وجهه
شراحه همدانیه را جلد ورجم هر دو کرد وگفت جلد بکتاب خدا کردم ورجم بسنت رسول الله صلعم نمودم

پس زعم نسخ جلد محصن بے دلیل ست ومجرد خلوت مثبت احصان نیست زیراکہ تشدید در عقوبت محصن برجم از برای آنست کہ وے کسر سورت شہوت خود کردہ ودواعیۂ ارتکاب زنا او را باقی نماندہ بخلاف کسیکہ ہنوز زن نگرفتہ ست کہ اشتعال شہوت وشدت باءت او موجب تخفیف عقوبت ست چہ وی مبتلے بعزوبت وشباب گشتہ پس مجرد خلوت مقتضے تغلیظ عقوبت از برای او نباشد واو را ازین خلوت جز زیادت توران شہوت چیزے دیگر دست بہم ندادہ ولہذا بعض اہل علم نقل اجماع کردہ اند بر آنکہ ثبوت احصان جز بدخول ثابت نمی گردد وبمجرد خلوت حاصل نمی شود و روایات در رجم ماعز مختلف آمدہ در بعض ذکر حفرہ ست ودر بعض نہ و جمع میان آنہا چنین ست کہ حفرۂ صغیرہ کندہ بودند چون از انجا بگریخت بقیۂ رجم در حال قیام کردند واما حفر از برای زن پس ثابت ست خلافی در مشروعیتش نیست فالحق انہ مشروع وخطاب در اقامت حدود متوجہ بیکے نیست بلکہ بجمیع مسلمین ست ولکن استدلال بر توجہ خطاب بسوی امام ممکن ست بآنکہ متواتر شدہ کہ ہیچ حدی در زمن نبوت قائم نشدہ مگر آنکہ در حضرت وی صلعم یا بامر وی صلعم بود وہمچنین در زمن خلفاے راشدین ومن بعدہم در جمیع اقطار واعصار اقامت حدود در حضور امرا یا بامر شان می شد واطباق برین معنے قرناً بعد قرن وعصراً بعد عصر دال بران ست کہ این کار بدست امام ست اگر در زمانہ حاضر امامے یا سلطانے از سلاطین اسلام موجود باشد واگر نباشد یا ہست ولیکن اقامت حدود اللہ نکرد وجوب آن متوجہ گردد بر ہمہ مسلمانان واز باب فرض بالکفایہ باشد وجز بفعل از ہیچ یکے ساقط نگردد بقاءً علی اصل خطابات الکتاب والسنۃ المتوجہۃ الیہم ورفع حدیث اربعۃ الی الائمۃ اوالی الولاۃ بوجہی کہ صالح اعتبار بود بصحت نرسیدہ وبر تقدیر تسلیم این معنے کہ دلیلی دال بر بودن حدود بسوی ائمہ باشد احادیث امر مالکان باقامت حد بر مملوکان مخصص او باشد چہ اشتراط عدم امام در اقامت مالکان از براے حد از باب ترجیح عام بر خاص ست بر فرض آنکہ انجا عامی دال بر بودن حدود بسوی ائمہ یافتہ شود وحق آنست کہ حد بمجرد وقوع سببش

در غیر زمن امام یا مکانی که آنجا ولایتش نمی رسد باطل نمی گردد بلکه مراد آنست که چون امام را
سبب حد برسد و وی قادر باشد بر اقامت آن واجب است بر وی اقامت آن حد خواه
در ایام ولایتش یا پیش از آن واقع شده خواه در جای ولایتش بوده یا در غیر آن چه معتبر نیست
مگر بلوغ تا امام و تمکن آن از تنفیذ آن و این بر تقدیریست که عدم اقامت حدود از غیر امام
تسلیم کرده شود **فصل** ابوهریره گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم را شنیدم می فرمود چون
زنا کند کنیز یکی از شما و ظاهر گردد زنای او او را جلد کند و ملامتش نکند باز اگر زنا کرد باز تازیانه
زند و سرزنش نه نماید باز اگر زنا کند پس بفروشد او را اگرچه به رشته از موی باشد و این متفق علیه
است اگرچه لفظ مسلم راست و از علی کرم الله وجهه مرفوعاً آمده اقامت حدود کنید بر مملوکان
خود و این را ابوداود روایت کرده اگرچه در مسلم نیز هست اما موقوفاً و عمران بن حصین گفت
زنی از جهینه نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آمد و وی باردار بود از زنا گفت ای
رسول خدا صلعم رسیده ام حدی پس تمام کن حد را بر من آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم ولی
او را بخواند و فرمود نیکی کن با او و چون بار نهد نزد من بیار وی همچنین کرد پس امر فرمود رجم
آن زن وی بر خود جامهای خود بربست و مرجوم گردید و نماز کرد بر جنازه او عمر گفت نماز
می گزاری بر وی و وی زنا کرده فرمود وی چنان توبه کرده که اگر در میان هفتاد کس از اهل
مدینه قسمت نمایند همه را گنجد بهتر ازین یافته که وی جان خود در راه خدا داد رواه مسلم
و بعد از ثبوت این روایت سخن در جواز و عدم جواز نماز بر محدود مرد یا شهید یا زن از غرائب
فقها و عجائب علماست جابر بن عبدالله گوید آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم مردی را از
اسلم و مردی را از یهود و زنی را که این غامدیه بود رجم فرمود اخرجه مسلم و قصه دو یهودی
صحیحین از حدیث ابن عمر آمده و سعید بن سعد بن عباده گفت میان خانهای ما مردی ناتوان
بود با کنیزی از کنیزکان شان خبث کرد و ذکرش به رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم کردند فرمود
او را حد زنید گفتند ضعیف تر از آنست که حد زده شود فرمود عثکالی که در آن صد شاخ باشد بدان

یک ضرب بزنید همچنان کردند . و این نزد احمد و نسائی و ابن ماجه بسند حسن ست لیکن در
وصل و ارسالش اختلاف نموده اند و درین حدیث دلیل ست بر حفظ جانب محدود در عدم
تاخیر حد از بیمار و ناتوان و حق آنست که مباشرت جمله شاخهای عثکال ضرور نیست بلکه
یک بار بزنند و این عمل منجمله حیل جائزه شرعی ست و مثل آن در قرآن کریم آمده فخذ
بیدك ضغثا الآیه **فصل** ابن عباس گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود هر کرا
یابید که کار قوم لوط می کند فاعل و مفعول هر دو را بکشید و هر کرا یابید که بر بهیمه فتاد او را بکشید
و هم بهیمه را قتل کنید این حدیث نزد احمد و اهل سنن ست و رجالش موثق اند مگر آنکه در
سندش اختلاف ست و نزد ما دران غنا ست از اختلافی که فقها را در حد لوطی کرده اند
و هر یکی تجویزی تراشیده که مستند بدلیلی نیست و اجتهاد صحابه بر احدی از امت حجت
نباشد و قیاس استنزال منی بر لواطت بجامع قطع نسل غفلت شدید ست چه علت در
تحریم لواطت نه افضای آن بسوی قطع نسل ست ورنه هر شئ از ماکولات و مشروبات
و حرکات و سکنات که مفضی بضعف باه یا بطلان شهوت شود اشد التحریم از لواط باشد
و لازم باطل ست پس ملزوم مثل اوست و بالجمله استنزال منی بکف یا بچیزی از جمادات
نزد دعای حاجت مباح ست و لاسیما چون فاعل خاشی از وقوع در فتنه یا معصیت
که اقل احوالش نظربازیست باشد که درین حین مندوب ست بلکه گاهی واجب گردد
دیکه ترک معصیت جز باین حرکت ممکن نشود و احادیث وارده در منع از نکاح بدست ثابت
و صحیح نشده بلکه بعض اهل علم نقل این استمناء از صحابه نزد غیبت از اهل خود کرده اند و در مثل
این کار حرجی نیست بلکه همچو استخراج دیگر فضلات موذیه بدن ست و حرام وضع آن در
حرام ست و تعلیل بقطع نسل چیزی نیست چه این کار کسی می کند که زن حلال نمی یابد و اگر
یابد هرگز عدول باین کار که غیر مشتهی طبع و غیر مهوی نفس ست نکند و حاملش بران جز ضرورت
شدیده یا فقر مدقع یا کراهت وقوع در حرام نیست و اما مستخبث بودن آن پس اخبث تر

ازانی اودیه نیست که بران تا شرقی و نحو آن می گردد پس حکم بحد با قرینه منتفیه بعصمت
مسلم وتحریم ایلامش بی وجه ست **فصل** ابن عباس گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
لعن کرد رجال مخنثین وزنان مترجلات را وفرمود بیرون کنید ایشان را از خانهاے خود
رواه البخاری وابوهریره گفته فرمود دفع کنید حدود را تا مدفعی ازبراے آن یابید
اخرجه ابن ماجة وسندش ضعیف ست وترمذی وحاکم اخراجش از حدیث عائشه
بلفظ ادرؤا الحدود عن المسلمين ما استطعتم کرده میگوید تا توانید حدود را از مسلمانان
دور کنید واین نیز ضعیف ست وبیهقی روایتش از علی بلفظ ادرؤا الحدود بالشبهات
نموده واین موقوف ست وابن عمر از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که بپرهیزید
ازین قاذورات یعنی نجاستها که او تعالی ازان نهی کرده وهرکه الما کرد وے بپوشد بستر
ستر خدا وتوبه کند بسوی او تعالی چه هرکه ظاهر شد گناه او بر ما بروی اقامت کتاب خدا
کنیم رواه الحاکم واین در موطا از مراسیل زید بن اسلم ست **حاصل** آنکه تا توان گناه
را پوشد وتوبه کند وتا امام نرساند که پیش از رسیدن امید عفو خدا ست وبعد از رسیدن اقامت
حد بر امام واجب **فصل** هرکه مکره شد بر زنا او را زنا جائز ست وحد غیر واجب چه احکام شرعیه
مقید باختیار ست وعمومات مخصص اند بادلّه اخری وامکان اکراه زن ظاهر ست وعدم
امکان اکراه مرد از آنجهت ست که انما میکه بان وقوع زنا باشد ذکر ست وزنا موقوف
بر انتشار اوست واکراه بدون انتشار غیر موثر باشد وانتشار کار مکره آلم فاعل نیست بلکه
مکره آلم مفعول ست ولیکن درینجا می توان گفت که سبب انتشار قوت شهوت ست اگرچه
مرد اراده فعل نبود وبا انتشار اکراه بر ایلاج امکان دارد ومکره بفتح رای راست آدمے
جائز ست وابلغ ازان مال مسلم باکراه نیست واستدلال مستدل بر منع بدعوی اجماع غیر مقبول ست
وتعلیل منع بانکه اضرار بغیر ست صحیح سودی ندهد چه اضرار بغیر باخذ مال ابلغ از اضرارش بتجریح
عرضش بدشنام ست ولیکن اکراهے که مسوغ اخذ مال آدمی وثلب عرض اوست همان اکراه است

کہ دران تو حد نقتل و قطع عضو باشد نہ مجرد اکراہ بجنس و ضرب کہ بدان اخذ مال غیر جائز نباشد غرض کہ حق آنست کہ مجرد قید و سجن و ضرب خفیف کرہ نیست و ہرگز فعل چیزے از محظورات بدان روا نباشد و نہ ہیچ شئے از عقود باین جنس کرہ باطل می تواند شد زیرا کہ اکراہ عبارت از انست کہ شخص را از حد اختیارش بیرون آرند و ہیچ انسان بمثل این امور از حد اختیار بیرون نمے رود بلا شک و شبہہ

باب در بیان حد قذف

عائشہ رضی اللہ عنہا گفتہ چون عذر من نازل شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر منبر استاد و قرآن خواند و از منبر فرود آمدہ دو مرد و یک زن را امر بحد قذف کرد پس محدود شدند اخرجہ احمد و اہل السنن واشار الیہ البخاری مراد برمی محصنات کہ در قرآن مذکور ست آنست کہ قاذف لفظی دال بر رمی بزنا لغۃً یا شرعًا یا عرفًا گوید و از قرائن احوال ظاہر شود کہ مراد متکلم باین لفظ ہمین رمی بزناست و تاویلے مقبول کہ حمل کلام بران صحیح باشد نیارد پس این لفظ موجب قذف ست بلا شک و شبہہ ہمچنین اگر لفظے آورد کہ محتمل زنا نیست یا محتمل باحتمال مرجوح ست ولیکن اقرار بارادہ رمیے بزنا کرد درین حاین نیز بروی وجوب حد باشد و در تعریض بلفظ محتمل کہ ترینۂ حال یا مقال بر قصد رمی بزنا دلالت نمی کند ہیچ حد نیست و بمجرد احتمال ایلامش روا نباشد و آیۂ کریمہ عام ست داخل ست زیر آن حر و عبد و تخصاصیت بقذف عبد از برائے حرا شد تر از قذف حر بحر ست و در حد قذف آنچہ دال بر تنصیف حد عبد باشد در کتاب و سنت نیامدہ و آیۂ فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب در حد زناست و حد زنا غیر حد قذف ست پس در الحاق یا حد یکے بدیگری اشکال ست لاسیما با اختلاف علت و بودن یکے حق محض خدا و دیگر مشوب بحق آدمی **فصل** انس بن مالک گفتہ اول لعان کہ در اسلام بود آنست کہ شریک بن سحما را ہلال بن امیہ قذف بزن خود کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود گواہ بیار یا حد

پشت تو زده شود و بحد نرسد و این دلیل است بر آنکه چون نوبت از سینه آید و دل به دو کتابه
مرتبت شود و حاجت نگردد حد قذف بر وی واجب شود و عبد الله بن عامر بن ربیعه گفته ابو بکر و
عمر و عثمان و من بعد ایشان را دریافتم و ندیدم که مملوک را در قذف جز چهل تازیانه زده باشند
رواه مالك والثوری فی جامعه و سخن درین مسئله گذشت و ابو هریره گفته آنحضرت
صلی الله علیه و آله وسلم فرموده هر که قذف مملوک خود کند بر وی روز قیامت اقامت حد کنند
مگر آنکه چنان باشد که گفته و این متفق علیه است و ظاهر عدم حد بر سید بنا بر قذف عبد است
و فقها را دران اختلاف

باب در بیان حد سرقه

عائشه رضی الله عنها گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرموده بریده نشود دست دزد مگر
در چهارم دینار یا زیاده و این متفق علیه است و لفظ مسلم راست و لفظ بخاری آنست که بریده
شود دست در ربع دینار و زیاده و در روایتی نزد احمد باین لفظ است که قطع کنید در ربع دینار و قطع مکنید
در کمتر ازان و از ابن عمر آمده که برید آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم در مجنی که قیمتش سه درهم
بود و این نیز متفق علیه است و سه درهم بآن ربع دینار است چنانکه در روایات صحیح وارد شده
پس نصاب سرقه یکی ازین دو چیز باشد سه درهم یا ربع دینار هذا هو الحق و استدلال
بر زیادت ثمن مجن بر سه درهم ساقط است بوجوهی که در شرح منتقی مذکور است و آنکه در حدیث
ابی هریره مرفوعا آمده لعنت کند خدا دزد را که می دزدد بیضه پس بریده می شود دست او و می دزدد
حبل را و قطع کرده می شود دست او متفق علیه پس این بیضه و حبل هم قیمت سه درهم باشد

فصل

عائشه رضی الله عنها گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم اسامه بن زید را فرمود شفاعت میکنی
در حدی از حدود خدا باز ایستاد و خطبه کرد و فرمود ای مردم هلاک نکرد کسانی را که پیش از شما
بودند مگر این کار که چون شریفی در میان ایشان دزدی میکرد او را می گذاشتند و چون
ضعیفی می دزدید بر وی حد قائم می نمودند متفق علیه و اللفظ لمسلم و هم مسلم را وجه دیگر

از عائشہ رضی اللہ عنہا آوردہ کہ زن مخزومیہ متاع مردم بعاریت می گرفت و انکار می نمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر ببریدن دست او فرمود و جابر از آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آوردہ کہ بر خائن و منتہب و مختلس قطع نیست رواہ احمد و الاربعة وصححہ الترمذی و ابن حبان و در حدیث رافع بن خدیج آمدہ کہ نیست قطع در ثمر و نہ در کثر یعنی پیہ درخت رواہ المذکورون مرفوعا وصححہ أيضا الترمذی و ابن حبان و ابی امیہ مخزومی گفتہ دزدے را نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آوردند وے اعتراف کرد ولکن نزدش متاع یافتہ نشد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود خیال نمیکنم دزدیدہ باشے گفت بلے دزدیدہ ام پس دو بار یا سہ بار بروی ہمین کلمہ اعادہ فرمود ناچار امر بقطع کرد و بعد از بریدن دست پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آوردند فرمود استغفر اللہ و تب الیہ گفت استغفر اللہ و اتوب الیہ فرمود اللھم تب علیہ و این دعا سہ بار کرد اخرجہ ابو داؤد و احمد و النسائی و رجالہ ثقات و حاکم اخراجش از حدیث ابی ہریرہ کردہ و دران زیادہ کردہ کہ ببرید او را و قطع کنید دست او باز داغ دہید موضع قطع را و اخرجہ البزار ایضا و قال لا باس باسنادہ و نیست دلیل بر اعتبار تکرار اقرار در ثبوت قطع و مجرد استثبات و تلقین مقر از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلیل شرطیت یا وجوب نیست و کیف کہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قطع بر اقرار یک بار ثابت شدہ چنانکہ در حدیث صاحب مجن و صاحب ردای صفوان آمدہ و در حدیث عبد الرحمن بن عوف مرفوعا آمدہ تاوان زدہ نشود دزد بعد از انکہ حد بروے قائم کردہ شد و این نزد نسائی ست ولکن سندش منقطع ست و ابو حاتم گفتہ منکر ست و عبد اللہ بن عمرو بن العاص گفتہ پرسیدہ شد رسول خدا از ثمر معلق فرمود ہر کہ از حاجتمندان آن ثمر را بدہان خود رسید و در کنار نگرفت بر وے ہیچ شئے نیست و ہر کہ با ثمر بیرون آمد بروی غرامت و عقوبت ست و بر خارج ست بعد از ایوا

جرمی که ثمن مجن رسید قطع ست اخرجه ابوداود والنسائی وصححه الحاکم و آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم صفوان بن امیه را در باب امر بقطع سارق ردای او که دزدی سفارش
نمود فرمود هلا کان ذلک قبل ان تاتینی به یعنی این عفو پیش از آوردن چرا نکردید
چنانکه تا من رسید سفارش بعفو سود ندارد لاجرم بروی جاری شود اخرجه احمد
والاربعة وقد صححه ابن الجارود والحاکم و حرز معتبر در شرع کدام شیء معین یا نوع
متعین نیست تا آنکه مسجد غیر حرز باشد بلکه حرز بکلی امر عرفی ست چنانکه احادیث بران دلالت
دارد و جابر گوید سارقی را نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آوردند فرمود بکشید گفتند
دزدی کرده است فرمود دستش ببرید پس بریده شد بار دیگر آوردند فرمود بکشید بار سوم
آوردند بار چهارم آوردند و ذکر کردند که دزدست همان طور فرمود که در بار اول ارشاد کرده بود
بار پنجم آوردند فرمود بکشید و این نزد ابوداود و نسائی ست ولیکن منکر ست و آمده حدیث
حارث بن حاطب نحو آن روایت کرده و شافعی گفته که قتل دزد در بار پنجم منسوخ ست
بلکه آنچه در سرقه باشد همین قطع ست پس لبس بر حقیقت تمام دست و در سنت از وجه صحیح
دلیلی بر تقیید باقی القرآن بکوع ثابت نشده اگرچه از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم و از
خلفای راشدین مرویست ولکن بر وجهی که ثبت بمثل آن ثابت حجت گردد و از آنحضرت صلی الله
علیه وآله وسلم ثابت شده که دست دزد ببرید چون باز دزدی کرد پایش ببرید چون باز
عود کرد دستش قطع نمایید چون باز دزدی کرد پای دیگرش ببرید

باب در بیان حد شارب

انس بن مالک گوید نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم مردی را که خمر نوشیده بود آوردند
قریب چهل چوب او را بزد و انس گفت همچنین ابوبکر رضی الله عنه نیز کرد و چون عمر رضی الله عنه
خلیفه شد از مردم استشاره نمود عبدالرحمن بن عوف گفت اخف حدود هشتاد تازیانه است
عمر بدان امر کرد متفق علیه و مسلم از علی کرم الله وجهه در قصهٔ ولید بن عقبه آورده که

و ابوبکر چهل چهل تازیانه زدند و عمر رضی الله عنه هشتاد تازیانه زد و همه سنت ست و این احب ست
بسوی من و هم درین حدیث ست که بر مردی گواهی دادند بنوشیدن خمر عثمان گفت وی قی نکرد
تا آنکه خمر نوشیده و معاویه از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم آورده که درباره شارب خمر
امر بجلد کرد و فرمود اگر باز خورد جلد کنید و چون بار سوم بنوشد جلد نمایید و اگر بار چهارم بیاشامد
گردنش زنید و این لفظ احمد ست و ترمذی ذکر کرده که قتل منسوخ ست و ابوداود اخراجش از
زهری صریحا کرده و فرمود چون بزند یکی از شما باید که بپرهیز کند از روی یعنی بر روی نزند
و بالجمله رفع قتل از شارب ثابت است و جمیع اهل علم بران مجمع بوده اند مگر بعض ظاهریه که
دران خلاف دارند و تقدیر حد شرب از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بر وجه معتبر بهشتاد
تازیانه بصحت نرسیده و آنچه مرویست جلد شارب بجرید و نعال و ضرب بار دیه بدون تقدیر
معین ست و زدن بپاپوش تا چهل ضرب هم آمده و تقدیر بهشتاد در زمن صحابه بوده پس حق
آنست که جلد شرب غیر مقدر ست و آنچه واجب باشد همین ضرب بدست یا بچوب دستی
یا نعل یا ثوب بر مقدار رای امام ست از قلیل و کثیر و برین تقدیر این حد منجمله انواع تعزیر
باشد **فصل** ابن عباس گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود اقامت کرده نشود
حدود در مساجد رواه الترمذی والحاکم و همین ست مذهب احمد و اسحق و اهل کوفه
ابن بطال گفته قول من نزه المسجد اولی فاما حرم شریف که پس احق مواطن است
باقامت حدود خدا اندران و مرتکب چیزی از حدود در حرم با معصیت موجبه حد معصیت
دیگر بران ضم نموده که آن هتک حرمت حرم الهی ست و فیه یقول الله عز وجل ومن یرد
فیه بالحاد بظلم الآیه پس مجرد اراده را از موجبات عقوبت وا انگاشته و در حدیث نهی ست از
قتال در حرم و دلیلی بر عدم اقامت حدود و تعزیر در حرم نیست و کیف که قتال باب دیگر غیر
این باب ست و یا لله العجب کیف ینبغی رعایة بیت الله وحرمه عن حدوده لاهل
معاصیه ویکون ذلک من حیاء الله بحیث فیها وقد ورد الوعید الشدید فیمن ترکه

اقامة حد من حدود الله

باب در بیان مسکر

انس گفت او تعالی تحریم خمر نازل کرده ونبود در مدینه شرابی مگر از تمر اخرجه مسلم و عمر
گفته فرود آمد تحریم خمر و آن از پنج چیز ست انگور و خرما و شهد و گندم و جو و خمر آنست که عقل
بپوشد و این حدیث متفق علیه ست وما احسن ما قال الشاعر

زباده هیچت اگر نیست این نه بس که ترا　　دمی ز وسوسه عقل بیخبر دارد

و ابن عمر از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم روایت نموده که هر مسکر خمر ست و هر مسکر حرام
اخرجه مسلم و در حدیث جابر از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم آمده هر چه بسیارش
مست گرداند کمش حرام ست و این نزد احمد و اهل سنن ست و رجالش ثقات اند و ابن
حبان تصحیحش کرده و ابن عباس گفته از برای آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم زبیب را در
سقابه نبیذ می ساختند و آنرا می نوشید امروز و فردا و بعد فردا و شب سوم می نوشید و می نوشانید
و اگر چیزی می افزود آنرا می ریخت اخرجه مسلم پس شرب نبیذ تا سه روز باشد و بعد
از آن نزد و شدت و زیادت ور خور ریختن بود و ام سلمه از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
آورده که او تعالی شفاء شما در چیزیکه بر شما حرام کرده ننهاده اخرجه البیهقی و صححه ابن
حبان و وائل حضرمی گفته طارق بن سوید آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را از خمر پرسید
که از برای دوا میسازد فرمود خمر دوا نیست بلکه دردست اخرجه ابو داود و مسلم و غیرهما
و بسط قول درین باب برسالة در بحث در دلیل الطالب کرده بیان رجوع باید کرد

باب در بیان تعزیر و حکم صائل

ابو برده انصاری از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم شنیده می فرمود زیاده بر ده تازیانه زده
نشود مگر در حدی از حدود خدا و این متفق علیه ست مراد باین باب هر عقوبت ست که از جمله
حدود مقدره نباشد و از آنجمله یکی ضرب ست و آن ده سوط باشد یا کم نه زیاده چنانکه درین

حدیث ست و معهذا در ان دلالت بر وجوب تعزیر نیست بلکه غایتش فقط جواز ست و
آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بر حال جماعهٔ مرتکبهٔ ذنوب غیر موجب حد آگاه شد و بضرب
و حبس و نفی ایشان نپرداخت همچو مجامع در نهار رمضان و جز آن و منجمله تعزیرات یکی
حبس ست و از انجمله نفی ست چنانکه با جماعهٔ مخنثان بجا آورده و از انجمله ترک مکالمت ست
چنانکه با هر سه متخلف فرموده تا آنکه زمین با این همه وسعت بر ایشان تنگ آمده و از انجمله
شتم بی فحش ست چنانکه از موسی علیه السلام در قرآن حکایت نموده فاذا الذی استنصره
بالامس یستصرخه قال له موسی انك لغوی مبین و ازین باب ست قول یوسف
باخوان خویش چون او را منسوب بسرقه کردند انتم شر مکانا و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
بابی ذر گفت انك امرأ فيك جاهلية و این وقتی فرمود که وی زنی را دشنام
می داد کما فی البخاری و در مسلم ست که مردی بشمال می خورد آنحضرت صلعم فرمود بدست
راست بخور وی گفت نمیتوانم فرمود نتوانی و منع نکرد او را ازینمعنی مگر کبر راوی گوید باز آن دست را بسوی دهن نتوانست
بر داشت و هم در مسلم ست که هر که مردی را بشنود که گم شده را در مسجد می جوید او را لا ردها
الله علیك گوید زیرا که مساجد از برای این کار ساخته نشده اند و هم در مسلم ست که آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم منشد ضاله را لا وجدت فرمود و در ترمذی آمده چون ببینید کسی را
که در مسجد خرید و فروخت می کند لا اربح الله تجارتك بگوئید و خطیب را ارشاد کرد که بئس
خطیب القوم انت اخرجه مسلم وغیره و ازین جنس از آنحضرت صلی الله علیه و آله
و سلم و از صحابه رضوان الله علیهم اجمعین و من بعدهم از سلف صالح شئ کثیر واقع شده و
این وقوع مرشد بسوی جواز اوست اگر فاعلش را گمان تاثیر این تعزیر در مرتکب گناه باشد
عائشه فرماید آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرموده بر اندازید ذوی الهیآت را عثرات
شان مگر حدود یعنی در گذشتن از ان جائز نیست رواه ابو داؤد والنسائی والبیهقی
و علی مرتضی کرم الله وجهه فرموده نیستم که برپا کنم بر احدی حدی و وی بمیرد و یابم در نفس خود

چیزی ازان نگر شارب خمر که از بیر و بیش دهم اخرجه الطحاوی وگذشت حدیث
سعید بن زید درین کتاب مرفوعاً که هر کشته شد نزد مال خود وی شهید ست پس دفاع
از مال جائز باشد و این نزد اهل سنن ست و ترمذی صحیحش گفته و خباب از آنحضرت صلی الله
علیه وآله وسلم شنیده می فرمود فتنه ها باشد اندران بنده خدا مقتول باش و قاتل مشو اخرجه
ابن ابی خیثمة والدارقطنی و اخرج احمد نحوه عن خالد بن عرفطة بیت

زمین سنت بجوئیم صلح کل کردیم
تو خصم باش و زما دوستی تماشا کن

کتاب الامامة

چون جهاد را از امام ناگزیر است اول مسئله امامت باید شنید پس باحکامش آگاه
می باید شد درین مسئله مذاهب متفرقه و اقوال متشعبه ست تا آنکه از اعظم مسائل خلافیه
درین است گردیده آن گوید که امام بعد از رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم فلان ست بنص
خفی یا جلی این گوید فلان نیست بلکه فلان است بعد از وی صلعم باجماع و هلم جرا یکی از
یکی او برین لعنت و شتم و ترتیب تکفیر و تفسیق و تبدیع و تشنیع کرده اند و ازین ترتیب آنچه
موجب سفک دما و هتک حرم و تفرق در دین و قتال میان مسلمین پیدا شد و دلائل و
قلاقل بسیار در سلف و خلف است و دارد و در هر زمان در هر قطر ره می دهد چنانکه در کتب
تواریخ موجود ست و این کتب مشحون اند بذکر فتن و وقعه میان سنیه و شیعه در بسیاری
از اقطار ارض تا آنکه امروز یک طائفه با طائفه دیگر بیش از عداوت او با طائفه یهود یا
نصاری ست حالانکه اگر درین مسئله احقاق نظر و امعان بصر و امثال فکر کنند و تقلید
غیر خود نزد خود و نفس خود را از اوزار عصبیت و تیره حالات و پاک گردانند دریابند که این
مسئله در خور بعض البعض ازین ماجریات نیست تا بجملاش چه رسد هر واحد از خلفای
راشدین در صلاح مسلمین بذل وسع کرد و تقصیری از خود در نصح و قیام بحق در اسلام اهل اسلام
رافع نشد و اگر از یکی از ایشان چیزی که در صورت خطاست واقع شده باشد حق محل تشریعش

آنست که حمل آن بر احسن محامل و اجمل مناظر لائق تاویل کنند چه او تعالی مستحق تعدیل ایشان است
بالاجمال و همچنین رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم واقف احوال این تعدیل آلهی و تصدیق
رسالت پناهی آنست که حمل کل بر سلامت نمایند و تعبد ما از جانب خدا عز اسمه بواجبات
شرعیه از نماز و روزه و حج و زکوة و جهاد و نحو آن ست و شناختن این معنی که فلان در فلان
وقت خلیفه بود و فلان در فلان هنگام خلیفه نبود بر ما واجب نیست و نه بدان تعبد ما خواسته
بلکه این امریست که خامه از ان خشک گشته و بهر چه خدا خواسته بدان در عباد خود فرمان
داده و این همه راز و بهروزی او سبحانه موقوف ست که آنجا محق از مبطل و مصیب از مخطی نمایان
گردد پس ما را و اشتغال را بقومی که از عمر دراز و زمان عریض بخاک آسوده اند و نه از احسان
محسن شان ما را نفعی و نه از اساءت مسیئی شان ما را تنگی هست چه سرو کار و کدام
عاقل با خود چنین کار احمقانه که ازین مفرطین و از ان مفرطان بوجود آمده میکند بلکه هر که بر
دین خود حریص ست او را از وقوع درین هوه که مردم بیشمار از هر قرن در ان افتاده هلاک
گشته اند بر حذر میباید بود و هر که زعم دارد که بر عبدی از عباد خدا شناختن امامی که ادراک
زمان او نکرده واجب ست این سخن از وی جز بدلیل شرعی مقبول نشود زیرا که واجبات این
شریعت بمجرد دعوی حادله که هیچ یکی از ان حاجز نیست ثابت نمیگردد و اگر این معرفت
امام واجب باشد وجوب معرفت انبیاء علیهم السلام از آدم علیه السلام تا پیغمبر ما صلی الله علیه و آله
و سلم اوجب و اهم و اقدم تر باشد **فصل** دلیل بر آنکه امام از قریش باید حدیث لا یزال هذا
الامر فی قریش و حدیث الناس تبع لقریش و حدیث الائمة من قریش ست و شک نیست
که بعض این الفاظ دال بر حصر ست و لکن احادیث وجوب طاعت علی العموم مخصص
مفهوم حصر ست و قرآن کریم بدان تصریح کرده با آنکه دلیلی دال بر وجوب طاعت غیر قریش
علی الخصوص آمده مثل حدیث اطیعوا السلطان و ان کان عبدا حبشیا راسه کالزبیبة
و اسنادش صحیح ست و همچنین حدیث علیکم بالطاعة و ان کان عبدا حبشیا فانما المؤمن

که محمل ادا اید انقاد احدیث احمد وابن ماجه والحاکم وغیرهم و بر نظم قریب
بیان امام و سلطان دلیل ست ولا سیما بعد از قول آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
الخلافة فی امتی ثلاثون سنة ثم ملك بعد ذلك اخرجه ابوداود والترمذی
وحسنه من حدیث سفینة و نیز اخبار آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بآنکه ائمه از
قریش اند مثل اخبار یست بآنکه اذان در حبشه و قضا در ازد ست و آنچه جواب از ین احادیث
باشد همان جواب از حدیث الائمة من قریش ست و تخصیص بودن امام از قریش بعضی
بطون جز بدلیل تمام نشود و تمسک نیست که اخذ بجمیع طرق احوط ست اما آنکه مصیر بسوی آن
تحتم باشد بس غیر واضح ست والمقام من المزالق وما احسن ان لا یکون کذلك در
کتاب و سنت و قول صحابی و اجماع نیامده که هر که خاست مردم بسوی بایعت کرد وی
مجرد این دعا امام ست و طاعتش واجب و مخالفتش حرام گردیده این دعا از خلفای راشدین
واقع نشده و احدی از ایشان دعوت مردم بسوی خود نکرده و نگفته من امام و شما را
بسوی طاعت و بایعت خود می خواهم بلکه این کار ربودند و از ان اجتناب می نمودند
تا آنکه چون بایعان ایشان را معذور نداشتند ناچار اجابت کردند تا اصل آنکه دیگر
جماعه از مسلمین بر مردی صالح از ین است مراهم آمده بیعت طاعتش در امر و نهی وی کنند
طاعتش بر ایشان واجب گردد اگر دیگرے که قائم در امر و نهی در ین موضع ست متقدم
نشده باشد و هر که از اهل ارض که بایعت غیر در گردن اوست جز بایعت این مرد صالح
رسد بر وی اجابت دخول زیر طاعت این کس واجب گردد لیکن طلبکه تمکن باشد امر
بمعروف و نهی از منکر و این طاعت در امر معروف است نه در غیر معروف
زیرا که طاعت مخلوق در معصیت خالق روا نیست و نتیجه ما حصل ادله صحیحه از اقوال نبوی
و افعال خواص صحابه است که خیر القرون بودند آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آمین
سلکنا حسبتی و سمعه العناد ۔ الا استدلینا و اما شروط امام پس از انجمله یکے آنست که مرد

باشد زیرا که زن از اهل اصدار و ایراد نیست و قوت بر تدبیر بلاد و عباد ندارد بلکه اضعف و اعجز است از سر انجام چنین امور و لهذا آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم وصفش بنقص عقل و دین کرده و مستنقصات ستوده و در بارهٔ فارس چون زنی را ولی امر خود کرده اند لا یفلح قوم ولی امرهم امرأة فرموده و از انجمله آنست که بالغ باشد چه کودک ساعی نظر در خاصه نفس خود نیست تا بنظر در مصالح غیر چه رسد و از انجمله آنکه عاقل باشد زیرا که دیوانه محتاج حفظ خود از انزال ضرر بغیر است بنا بر ذهاب عقل که مرجع تدبیر باشد پس ولایت امرا از وی کجا می تواند شد و اما آنکه آزاد باشد نه بنده پس شک نیست که حر درین کار اولی و اکمل از عبد است در غالب حال و لکن دلیل دال بر وجوب طاعت سلطان اگرچه عبد باشد وارد شده کما قد منا الاشارة الیه و دعوی اجماع بر حریت امام در غایت سقوط است و خلاف دران در کتب مذهب مذکور تا بغیر آن چه رسد و اما آنکه عالم بمحتاج الیه باشد پس شک نیست که عالم بودن امام از اهم امور و اقدم مقاصد است چه مدار تنفیذ و تنجیز امور بر امام و سلطان است و چون علمی که بدان راه بسوی حق یابد نداشته باشد لا محاله خبط و عشوا کند و لا سیما در صورتیکه بنفس نفیس خود مباشر احکام شرعیه باشد و باصدار و ایراد ش پردازد و اگر غیر مباشر این کارها است اقل احوال آنست که آنقدر تمییز و نقادت داشته باشد که عالمی را از علمای مجتهدین با دارت رحای این شریعت مطهره مقرر گرداند بعد از آنکه از برای آن عالم سعت علم و قوت عدالت و تصلب در امر دین ثابت باشد و چون بنفسه عارف نبود لازم آنست که از اهل علم علی اختلاف انواعهم احفای سوال از چنین عالم با کمال نماید و لابد است که بعد از بحث و تفتیش شخصی که برو اطمینان حاصل کرد دست بهم دهد و نزد ما آنست که ملاک امر امامت و سلطنت و اعظم شروط ریاست و اجل ارکان ایالت قدرت او بر تامین سبل و انصاف مظلومین از ظالمین و تمکن دفع از مسلمین نزد هجوم امر مخوف همچو جیش کافر یا باغی باشد و متقاعد و متثبط و عاجز و مشغول بملاذ و مؤثر دعت و سکون نبود و سلطانی که باین

مشابه باشد و حقیقت سلطانی ست که طاعتش با کتاب خدا واجب و مخالفتش حرام بوده
بلکه خود شریعت نصب کند و سلاطین از رعایا همین امر ست و این کارها از عظم مهمات دینیه
باشد و نقض آن یک شرط از شرایط و منشأ امامیست اگر قائم بها نیست تا امامی از قاصدین حیلی
و تسهیل مسئی و موثر شالو الکتب علیه مدرس طلبه در عصر خود و مصنف مشکوت و
حلال مضلات مختصرات و مبسوطات بشروع از سلک و بنا و رواضع اموال ست و بعض مردم
بعض دیگر را می خورند و قوی بر ضعیف ستم می کند و شریف مشتبه و وضیع ست مسلمانان را
حاجت به چنین امام نیست و با وجود این حال آنچه اهم و اعظم در امامت و سلطنت ست از وی
حاصل گشته و هذا الکلام لا یعقله الا الافراد من اهل العلم فصل امام بنده
از بندگان خدا تعالی ست طاعتش و معصیتش همچو طاعت و معصیت دیگر عباد ست
و توبه باحی حو باشد والله یحب التوابین پس در وقوع معصیت موجبه یا غیر موجبه
فسق از وی توبه واجب باشد و آنکه این معصیت موثر در بطلان ولایت اوست پس
صحیح نیست و هر که دعوای آن کند دلیل آرد و تفاصیل فقها درین امر و تفریق میان ولایات
اصلیه و استفاده و جواز مباشرت بعض ولایات نزد وقوع معصیت بعد توبه و منع مقاربت
از زمن با اختیار در بعض لا طائل محض و رای مجرد بی مستند ست حالانکه احادیث صحیحه
متواتره متفقه وجوب طاعت ائمه و امام که اقامت نماز کنند و تحریم نزع اید یعنی از طاعت
طاعتش و امام که کفر بواح از وی نبینند ثابت ست در رد و ادلیه اسلام و معنی امامت و
سلطنت همین وجوب طاعت و تحریم معصیت ایشان ست فیما کان ذلک ثابتا فی
ثابته لم تبطل و چون خلیفه فردی از افراد مسلمین ست او را همچو سائر مردم حقی در بیت المال
باشد و چندانکه حاجت او و در مرتبه می گیرد هما لفقرا و نیز بگیرد و لکن چون امام را مزید خصوصیت
که آن قیام بمصالح مسلمین باشد و غیر او بدان قائم نیست باین رو اجرت عملش در
بیت المال باشد و او تعالی عامل علی الصدقه را اخذ نصیب از مال صدقه جایز فرموده

ہمچنین استحقاق اجرت بحسب عمل از برای امام ہم باشد و پادشاہے کہ ارادۂ خلوص از
مآثم دارد او را لازم ست کہ نزد تفریق عطیات مسلمین نصیب خود برابر نصیب مشابہ خود در
علم و شجاعت و جہاد بحسب تعدد اسباب استحقاق بستاند بہرہ اجرت خود بگیرد و از برای
خود و اہل و خدم بمقدار حاجت نگاہدارد نہ بمقدار شہوت نفس و ہوا سے طبع و برہوا آورد
غزو کفار بسوی عقر دیار شان و این ہمان جہاد ست کہ او تعالی بدان عباد خود را امر
کردہ و تقییدش بوجود سلطان وغیر او نفرمودہ بلکہ ہر گاہ مسلمانان قادر بر غزو شوند و ظن
قدرت بر قیام بجہاد و مناجزت کفار غالب گردد جہاد با کفار و فجرہ از اہم واجبات بر ذمۂ
ایشان باشد و دفع کفار از دیار اسلام اقدم امور دین واوجب واجبات بر اہل اسلام ست
بلکہ خود کدام واجب و مہم بالاتر ازین کار نیست و ہمچنین دفع بغاۃ و باغی کسے ست کہ بر ہمہ
مسلمانان یا بعض مسلمین بغاوت گزیدہ و نہب اموال و سفک دماء و ہتک حرم ایشان
پرداختہ و این باغی را حدود و احکام مخصوصہ ست کہ در کتاب عزیز مذکور شدہ و چون
جیشے از باغیان مجتمع گردد دفع آنہا از انتہاک حرمات دین و مسلمین اوجب واجبات
امر بمعروف و نہے از منکر باشد و ہر کہ بر امامی از ائمۂ مسلمین بعد از اجتماع کلمۂ اہل اسلام
و دخول ایشان زیر طاعت امام بغے ورزد خواہ جماعۂ قلیل باشد یا کثیر مقاتلۂ او بنص
قرآن واجب ست قال تعالی فان بغت احدٰهما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی
و زعم این معنے کہ وی امام یا اصلح یا انہض ست و مثلاً از مسلمین متابعت او اختیار کردہ اند
مخرج وی از باغی بودنش نیست زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امر بضرب عنق
کسے کہ بیاید و امر مردم مجتمع باشد و وی ارادۂ تفریق کلمۂ ایشان کند فرمودہ چنانکہ این حدیث
در صحیح ثابت ست آرے اگر از اول کفر بواح نمایان شود یا اظہار عجز نفس خود از
قیام بانچہ اہم اقدم و رکن اعظم از امور عامہ ست ظاہر سازد درین صورت این ثانی
باغی نباشد و احکام بغاوت در ما سبق گذشت

کتاب الجهاد

ابو هریره گفت رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم فرمود هر که مرد و غزو نکرد و نه نفس خود را
بدان حدیث نمود مُرد بر شعبهٔ از نفاق رواه مسلم و فرمود جهاد کنید با مشرکان
با موال خود و انفس خود و السن خود با خصماء خود رواه النسائی عن انس وصححه الحاکم بیت

گر غارت عالم بار گران نکنم　　گوهر جان بچه کار دگرم باز آید

عائشه رضی الله عنها گفت رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم را گفتم بر زنان جهاد هست فرمود
آری جهاد هست که در آن قتال نیست و آن جهاد حج و عمره است واین را ابن ماجه داده
واصلش در بخاریست و ابن عمر رضی الله عنه گفت مردی نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
آمد و اذن جهاد خواست فرمود والدین تو زنده بوده اند گفت آری فرمود پس جهاد
پیش در خدمت ایشان کوشش بجا آر که جهاد تو همین است متفق علیه ونحو آن نزد
ابو داود از حدیث ابی سعید آمده و زیاده کرده که برگرد و از مادر و پدر اذن خواه اگر ترا
دستوری دهند فبها ورنه نیکی کن با آنها و جریر بجلی گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
فرمود من بیزارم از هر مسلمان که اقامت کند میان مشرکان رواه الثلاثة واسناده
صحیح و رجح البخاری ارساله و ابن عباس گفت نیست هجرت بعد از فتح ولکن جهاد
و نیت است و این حدیث مرفوع متفق علیه بوده و سخن بر مسئله هجرت در کتاب هدایة السائل
و دلیل الطالب بروجهی مبسوط است که در آن مقنع و بلاغ باشد و در حدیث ابی موسی
اشعری مرفوعا آمده هر که قتال کند تا سخن خدا بالا باشد این قتال در راه خدا است
واین نیز متفق علیه است و در حدیث عبد الله بن سعدیست مرفوعا منقطع نمی شود هجرت
تا قتال کرده می شود دشمن رواه النسائی وصححه ابن حبان و رجال اسناده
موثقون و نافع مولی ابن عمر گفت غارت آورد رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم بر
بنی المصطلق و آنها غافل بودند پس کشت مقاتلهٔ آنها را و بند کرد فرزندان شان را گفت

حدثنی بذلك ابن عمر. متفق علیه. و این دلیل است بر جواز مقاتله با کفار قبل دعا بسوی
اسلام اگر دعوتش بایشان رسیده است بدون انذار و این اصح سه قول است درین مسئله
و هم دران دلالت است بر جواز استرقاق عرب زیرا که این گروه از خزاعه بود و خزاعه
عرب اند و جویریه در همین غزوه بدست آمده و بریده گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
چون بر جیشی یکی را امیر میساخت وصیت می فرمود او را در خاصه اش بتقوای خدا و بمسلمانانی
که همراه اویند و می گفت غزو کنید بنام خدا در راه خدا و بکشید کسی را که کفر کرده است بخدا جهاد
کنید و خیانت نه نمائید و عهد نشکنید و مثله نسازید و بچه را نکشید و چون به بینی دشمن خود را
از مشرکان پس بخوان آنان را بسوی سه خصلت هر خصلت را که اجابت کنند بپذیر بخوان
آنان را بسوی اسلام اگر بپذیرند قبول کن و باز مان از آنان باز بخوان بسوی تحول از
دار خود بسوی دار مهاجرین و باشد از برای ایشان آنچه از برای مهاجرین است و بر
ایشان باشد آنچه بر انهاست پس اگر ابا کنند از تحول از خانهای خود شان خبر کن ایشان را
که همچو اعراب مسلمین باشند و جاری شود بر ایشان حکم خدا چنانکه بر دیگر مؤمنان جاریست
و در غنیمت و فیئ هیچ شئ ایشان را نبود مگر آنکه جهاد کنند همراه مسلمانان پس اگر ابا کنند
جزیه خواه از ایشان اگر اجابت نمایند قبول کن و باز مان و اگر ابا کنند مدد خواه از خدا و
مقاتله کن و چون محاصره اهل حصنی کنی و خواهند که ذمه خدا و ذمه نبی از برای ایشان
مقرر کنی پس مکن و لکن ذمه خود و یاران خود کن زیرا که شما اگر ذمه خود و اصحاب خود بشکنید
آسان تر است از آنکه خفر ذمه خدا و رسول او نمائید و چون خواهند که بر حکم خدا فرود آری
مکن بلکه بر حکم خود فرود آر تو نمیدانی که حکم خدا را در باره ایشان میرسی یا نه اخرجه مسلم و فوائد
این حدیث دراز بسیار می خواهد در مسک الختام ذکر بعض احکام رفته بدان رجوع باید کرد
کعب بن مالک گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم چون اراده غزو می کرد توریه بغیر آن
می نمود متفق علیه. شعر سکندر که با شرقیان حرب داشت + در خیمه گویند در غرب داشت +

وتعقل گفته نعمان بن مقرن بیان کرد که با رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم حاضر قتال شدم
اگر در اول روز نمی جنگید تاخیر قتال تا زوال شمس و هبوب ریاح و نزول نصر میفرمود اخرجه
نزد احمد وثلاثه ست و حاکم تصحیحش گفته و اصلش در بخاری ست واز صعب بن جثامه آمده
پرسیده شد رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم از شبخون زدن بر مشرکان و زنان و ذراری
واطفال میرسد فرمود هم منهم متفق علیه واین حدیث مخصص عموم احادیث نهی
از قتل زنان وکودکان باشد وعائشه رضی الله عنها گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم مردی را
روز بدر پیرو شده بود فرمود برگرد من مدد از مشرک نمی خواهم رواه مسلم وظاهر
قرآنی نیز همین ست ولیکن نزد ضرورت روا باشد چنانکه از ادله دیگر معلوم شده و بآن
حاصل میشود جمع میان روایات وگفت ابن عمر آنحضرت صلعم زنی مقتول را در بعض مغازی
دید و بر قتل زنان وکودکان انکار فرمود واین متفق علیه ست وسمره گفته آنحضرت صلی الله
علیه وآله وسلم فرمود بکشید پیران مشرکین را و باقی دارید شرخ ایشان را و تفسیر شرخ به
جوانان هر دو گروه اند ومقابله شرخ با پیران خواهان تفسیر اول ست واین استبقاء
اسلام باشد وحدیث نزد ابو داؤد ست وترمذی تصحیحش کرده واز علی کرم الله وجهه
کیکار خواستند کفار روز بدر رواه البخاری واخرجه ابو داود مطولا
گفته این آیه در حق ما معاشر انصار فرود آمده است یعنی ولا تلقوا بایدیکم الی
التهلکة واین سخن بطریق رد بر کسی گفته که حمل بر صف روم کرد تا آنکه دران در آمد گفته
رواه الثلاثة وصححه الترمذی وابن حبان والحاکم وابن عمر رضی الله عنهما
صلی الله علیه وآله وسلم آورده که نخل بنی نضیر را سوخت وقطع کرد متفق علیه ودر حدیث
بن صامت مرفوعا وارد شده که خیانت نکنید یعنی در اموال غنائم چه غلول یعنی خیانت
نار وعار ست بر اصحاب خیانت در دنیا و در آخرت اخرجه احمد والنسائی و
ابن حبان واز حدیث عوف بن مالک ثابت شده که آنحضرت صلی الله علیه وآله

حکم کرد بسلب از برای قاتل و این نزد ابو داؤد ست و اصلش نزد مسلم بوده و عبد الرحمن بن عوف در قصه قتل ابی جهل ذکر کرده که آن هر دو جوان پیش خود مبادرت کردند و او را کشتند و بحضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر نمودند فرمود کدام یک از شما او را کشته ست و تیغ خود را از خون پاک نموده اید گفتند نه یعنے هنوز شمشیر از خون صاف نساخته ایم پس در آن هر دو شمشیر نظر کرده فرمود شما هر دو او را کشته اید سلب وی از برای معاذ بن عمرو بن جموح ست متفق علیه و آن دیگر معاذ بن عفرا بود و بالجمله تنفیل سلب بقاتل ثابت شده و مکحول گفته آنحضرت صلعم نصب منجنیق بر اهل طائف کرده و این در مراسیل ابو داؤد ست و رجالش ثقات اند و عقیلی آنرا باسناد ضعیف موصولاً از علی مرتضے کرم اللہ وجهه آورده و از انس آمده که داخل شد رسول خدا بمکه معظمه و بر سر مبارکش مغفر بود چون از سرش باز کشید مردے آمد و گفت عبد اللہ بن خطل بپرده های کعبه آویخته است فرمود او را بکشید و این متفق علیه ست و در روایت سعید بن جبیر ست که روز بدر سه کس را آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بطریق صبر بکشت یعنے بی آب و دانه گذاشت تا آنکه بمردند و این مرسل نزد ابی داؤد ست و رجالش ثقات اند و لیکن بعد از آن در حدیث دیگر از قتل صبر نهیے آمده اما در بعض طرقش مقال ست گو رجالش ثقات باشد پس دلیل بر جواز باشد اگر امام در آن مصلحت بیند و عمران بن حصین گفته آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو کس مسلمان را بیک مرد مشرک فدا ساخت یعنے رها کنانید اخرجه الترمذی وصححه و اصلش نزد مسلم ست و حدیث دلیل بر جواز مفادات مسلم اسیر باسیری از مشرکین و باین رفته اند جمهور و از صخر بن عیله آمده که آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرموده قوم چون مسلمان شوند دماء و اموالش محرز باشد اخرجه ابو داود و رجاله موثقون و جبیر بن مطعم از آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کرده که در باره اسیران بدر ارشاد کرد که اگر مطعم بن عدی زنده می بود و در حق این نتنے یعنے پلیدان و گندگان سخن می کرد ایشان را از برای خاطرش می گذاشتم رواه البخاری

معلوم شد که امر اسارای کفره از رجال مفوض بسوی امام ست تا بر چه در باب اسلام
وسلمین اصلح نماید عمل آرد و از ابو سعید خدری ست گفت رسیدیم بسبایا روز اوطاس وایشان را
ازواج بودند پس تحرج کردند از رفتن نزد آنان او تعالی این آیه فرستاد والمحصنات
من النساء الا ما ملکت ایمانکم اخرجه مسلم واین دلیل ست بر فسخ نکاح مسبیه
جواز وطی با وی قبل از اسلام برابر ست که کتابیه باشد یا وثنیه بنا بر عموم آیه واین سبایا
وثنیه بودند ونزد دلیلے بر اشتراط اسلام نیامده واز ابن عمر رضی الله عنهما گفت آنحضرت فوجی
بسوی نجد فرستاد ومن درین فوج بودم شتران بسیار غنیمت کردند هر یکے را ده بعیر در
سهم آمد ویک یک شتر بطور تنفیل داده شدند واین متفق علیه ست ودران دلالت ست
بر جواز زیادت بر سهم اگر امام دران مصلحتے بیند ونیز ابن عمر گفت که روز خیبر دو سهم بسوار و
یک سهم بپیاده داد واین نیز متفق علیه ست ولفظ بخاری راست ونزد ابو داؤد باین
لفظ آمده که مرد را با اسپ او سه سهم بخشید دو بجا باسپ ویک از برای او واین ارجح ست
زیرا که مشتمل بر زیادت غیر منافی ست پس قبولش واجب باشد وتاویل روایت دو سهم آنست
که للفرس الفارس سهمان یعنی با آنکه بیشتر دو سهم بود پس سه سهم مقرر شد وعن معن بن یزید
گفت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم را شنیدم می فرمود نیست نفل مگر بعد از خمس رواه
احمد وابو داود وصححه الطحاوی وحبیب بن مسلمه گفت حاضر شدم نزد آنحضرت صلی الله
علیه وآله وسلم و تنفیل کرد در بدایت غزوه بربع ودر رجعت بثلث واین را ابو داؤد اخراج
کرده وابن جارود وصحیح گفته وهم حاکم وابن حبان تصحیحش نموده ولفظ ابن عمر در حدیث متفق علیه
این ست که تنفیل می کرد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بعض سرایا را بتخصیص انفس شان
سوای قسمت عامه جیش ونفل بفتح فا وتنفیل بتشدید مقابله در قتال ست واین نمی باشد مگر
قبل از احراز غنیمت چنانکه بگوید من قتل قتیلا فله سلبه چه این قول داعی بجانب
بسوی نکایت در اعدا ست آری اگر امام قبل از وقوع قتال گوید که هر مجاهد که چنین وچنان

کند او را غنیمت بعد از احراز و قبل از قسمت چنین و چنان باشد این در حکم تنفیل ست
چنانکه گوید هر که زمین معین بگشد او را چنان دهم و اما اینکه امام بعد از احراز غنیمت بعض
مجاهدین را بر بعض بگزیند و هیچ فائده و عائده در آن نباشد پس این کار دور از عدل
مامور بهست و از انصاف نیست زیرا که غنیمت حق همگنانست ایثار بعض دون بعض
در آن یعنی چه اللهم الا ان یکون النائیر بنصیبه او ببعضه بعده ابن عمر گفت
که در مغازی عسل و عنب می رسیدیم و می خوردیم و بر نمی داشتیم و این نزد بخاری ست
و ابوداود زیاده کرده که گرفته نشد از آن جنس خمس و صححه ابن حبان و لفظ عبد الله بن
ابی اوفی نزد ابوداود این ست رسیدیم بطعامی روز خیبر پس مردی می آمد و بمقدار
کفایت از آن طعام گرفته باز می گشت ابن جارود و حاکم گفته این حدیث صحیح ست
و رویفع بن ثابت گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود هر که ایمان دارد بخدا و
روز آخرت وی بر دابه که از فیئ مسلمانان باشد سوار نشود تا آنکه لاغرش کرده باز پس
دهد و نه جامه را از مال غنیمت شان بپوشد تا آنکه کهنه ساخته باز گرداند اخرجه احمد
و ابوداود والدارمی و رجاله لا باس بهم و ابو عبیده بن الجراح شنید که رسول خدا
صلی الله علیه و آله و سلم می فرماید امان می دهد بر مسلمانان بعض ایشان این نزد ابن ابی شیبه
و احمد ست و لکن در سندش ضعف باشد و طیالسی از حدیث عمرو بن العاص باین لفظ روایت
کرده که امان می دهد بر مسلمانان ادنای ایشان و در صحیحین از علی مرتضی باین حرف ست
که ذمه مسلمین یکی ست سعی می کند بدان کمترین ایشان یعنی در قدر و رتبه و ابن ماجه
از وجه دیگر لفظ و یجیر علیهم اقصاهم زیاده کرده یعنی امان می دهد دورترین ایشان و
حاصل جمله الفاظ یکی ست و در صحیحین از حدیث ام هانی آمده که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
فرمود قد اجرنا من اجرت یعنی هر که را تو امان دادی ما هم او را امان دادیم پس تامین
زن هم صحیح باشد و ابن منذر گفته که امان زن مجمع علیه ست و جمهور امان عبد نیز جائز داشته اند

شما ان حسب مضمون و آن عمر از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم شنیده که می فرمود بیرون
خواهم کرد یهود و نصاری را از جزیره عرب تا آنکه جز مسلم دیگرے را نگذارم و خلاف در تعیین
جزیره عرب در اینست ارجح آنست که این جزیره عبارتست از حجاز و آنچه متصل باوست
و ذکر حجاز در بعض اخبار از باب تنصیص بر بعض افراد عام ست نه از وادی تخصیص زیرا که
در اصول متقرر شده که عمل بمفاهیم القاب جائز نیست اجماعاً مگر نزد دقاق لهذا جائز دانست
برآنکه غیر آن از مواضع جزیره مخالف اوست بمفهوم لقب هذا هو الصواب الذی ینبغی
التعویل علیه و در اصول شرح شده که هر چه مفهوم لقبیست صالح تخصیص نباشد
بلکه ذکرش از باب تنصیص بر بعض افراد عام بود فلیکن ذلک علی ذکر منک و حکم دیگر
مشرکین درین باب حکم اهل کتاب ست مثل مجوس و جز آن چه حدیث لا یجتمع دینان
فی ارض العرب مقتضی ست باخراج هر مشرک و کافر از تمام جزیره عرب چه یمن چه
جز آن و از ابن عمر گفته اموال بنی نضیر از چیزے بود که خدا بر رسول خود فیئ آن کرده نه
مسلمانان بخیل و رکاب بران ندویده و این خاص بآنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بود
از ان نفقه یک سال بر اهل خود صرف می کرد و آنچه باقی می ماند در کراع و سلاح صرف
می ساخت و ساز و برگ راه خدا عزوجل می نمود متفق علیه مراد بسلاح آلات جنگ
و بکراع دواب از اسپ و شتر و جز آن معاذ بن جبل گفته خیبر را با رسول خدا صلی الله علیه
وآله وسلم غزا کردیم و گوسفندان یافتیم آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم پارهٔ از ان غنم در میان
ما تقسیم کرد و باقی را در مغنم گذاشت و این نزد ابوداود ست و رجال سندش لا باس بهم هستند
و از ابو رافع آمده که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود من نمی شکنم عهد قاصدان را
حبس نمی کنم اخرجه ابوداود والنسائی و صححه ابن حبان و در حدیث ابی هریرة
مرفوعاً هر قریه که شما آنجا آمدید و اقامت کردید در ان سهم شماست و هر قریه که عصیان خدا و
رسول صلی الله علیه وآله وسلم کرد خمس آنجا اول از برای خدا و رسول ست و باز شما راست

رواه مسلم و این حدیث دلیل ست بر عدم وجوب خمس در فیئ ابن منذر گفته لا نعلم احدا قبل الشافعی قال بالخمس فی الفیئ

باب در بیان جزیه و هدنه

عبد الرحمن بن عوف گفت جزیه گرفت آنحضرت صلعم از مجوس ہجر و این نزد بخاریست و او را طریقے دیگرست در موطا که دران انقطاع باشد و عاصم بن عمر بن خطاب و انس بن مالک و عثمان بن ابی سلیمان وغیرہم گفته اند که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم خالد بن ولید را بسوی اکیدر دومه فرستاد ایشان او را گرفته نزد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم آوردند خون او را حقن کرد و نگاه داشت و نریخت و بر جزیه مصالحه کرد رواه ابوداود و در حدیث معاذ بن جبل ست که فرستاد مرا رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم بسوی یمن و امر کرد که از ہر حالم یک دینار یا برابر آن معافری بستانم اخرجه ابوداود والنسائی و ترمذی گفته حسن ست و صححه ابن حبان والحاکم و عائذ بن عمرو مزنی از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم روایت کرده که فرمود اسلام بالا می شود نه بالا کرده شده اخرجه الدارقطنی و در حدیث مرفوع از ابی ہریره آمده که ابتدا نکنید یهود و نصاری را بسلام و چون یکے را از ایشان در راه بینید مضطر بسوی اضیق طریق کنید رواه مسلم و مسور بن مخرمه گفته برآمد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم در سال حدیبیه و ذکر کرد حدیث را بطوله و دران این ست که هذا ما صالح علیه محمد بن عبد الله سهیل بن عمرو علی وضع الحرب عشر سنین یأمن فیه الناس ویکف بعضهم عن بعض اخرجه ابوداود و اصلش در بخاریست و بعض این حدیث را مسلم از حدیث انس آورده و دران این ست که ہر که از نزد شما پیش ما بیاید او را باز نگردانیم و ہر که از ما نزد شما رود او را نزد ما برگردانید گفتند آیا چنین بنویسیم اے رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم فرمود ہر که از ما بسوی آنان رفت او را خدای تعالے دور کرد و ہر که از آنان نزد ما آمد نزدیک ست که او تعالی از برای وے فرجے و مخرجے گرداند

و ابن عمر رضی الله عنهما از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که هر که معاهدی را کشت وے بوی بهشت نشنود با آنکه بویش از راه چهل ساله یافته می شود و این نزد بخاری ست و درین ادله او ضح دلالت ست بر جواز عهد و صیانت آن و بر جواز صلح با کفار و جواز مصالحه بمال رجاع کسے که مسلمان شده آید مختص بحالت ضعف مسلمین و غلبهٔ کفار بر اهل اسلام ست نه در عکس این حالت و مثل آن است معاهده بر مالی که مسلمانان بمشرکان دهند چنانکه امروز رؤسائے مسلمین هند خرج گشنجنت بحکام برطانیه مثلاً مؤدی می سازند و نیست دلالت درین احادیث بر آنکه صلح بر زیاده از ده سال روا نیست بلکه مرجع در تقدیر مدت بسوی رائے امام و دیگر مسلمانان ست که همراه امام باشند قلیل بود یا کثیر و صلح نبوی در حدیبیه بر ده سال از اتفاقات مسامحت دران هنگام در همین قدر صلح بود و کیف که قرآن و حدیث مصرح اند بجواز صلح علی الاطلاق پس تقییدش بمدت معینه محتاج دلیل باشد و مجرد فعل در واقعه از وقائع صالح انتهاض بر مدعا نیست و چون سفک دماء و هتک حرم و نهب اموال مترتب بر نقض عهد ست پس ضرور ست که سببے از اسباب از هر فرد واقع شود و این سبب نه تنها مباشرت نقض ست بلکه منجمله اسبابش یکے رضا بنقض ناقض و عدم انکار بر وے و برادت از فعل او ست حاصل آنکه لابد ست از سببے که قائم مقام مباشرت باشد در نقض خواه رضائے محقق باشد خواه آنچه افادهٔ مفاد رضا کند.

باب در بیان قسمت اموال مشترکه

قسمت اموال مجتمعه مسلمین از خمس و خراج و مسالمه و جزیه و صلح و جز آن مفوض برائے امام عادل ست که ناصح رعیت و باذل جهد باشد در مصالح مسلمین و امام آنرا در میان رعایا بقدر کفایت هر یکے تقسیم نماید و قدرے که بکار دفع دشمن از مسلمانان آید بنابر حوادث ذخیره سازد و درین باب سلوک طریق معین که سلف صالح سالک آن بوده اند لازم حال امام نیست بنابر آنکه احوال مختلف باشد باختلاف ازمنه و امکنه و اشخاص پس اگر بیند که صلاح در تقسیم

اموال مجتمعه بیت المال در هر سال ست هر سال قسمت کند و اگر بیند که مصلحت در تقسیم هر ماه
یا هر هفته یا هر یک روز ست همچنان نماید و آنچه بعد ازین فائض ماند آنرا در مناجزه کفره وفتح
دیار کفره وتکثیر جهات مسلمین وتکثیر جیوش وخیل و رکاب وکراع وسلاح بکار برد چه اصل
اصیل در دفع مفاسد وجلب مصالح همین تقویت جیوش اسلام وتکثیر افواج ایمان ست وعدل
در رعایا وعدم جور بر برایا وقبول ما از محسن وتجاوز از مسئی یکی از اعظم موجبات تکثیر بیت المال
وتوسیع وافره خزینة الاشتمال ست واین معنی باستقرای احوال جمیع دول اسلام وکفر معلوم باشد
هیچ پادشاه عدل در رعیت نکرد مگر آنکه باضعاف مضاعف آنچه جائر بجور خود بدان نرسید
رسیده با سلامتی که در عدل از انتقام رب عز وجل درین دار و در دار آخرت ست و عادت
الهی بمحق نظام ظلم وخراب بنیان جور و هدم اساس ستم جاریست تا آنکه دول ظلمه از اعظم
عبر از برای معتبرین و اجل زواجر از برای منزجرین ست ولا بدست که بظالمان وستمگاران
نکال وسخط خدا نازل می گردد و هر که فطنت و اعتبار و تفکر در عقول این بلایا را می شناسد
و هر که نظر در کتب تواریخ دوخته ازین ابواب آنچه قاضی عجب ست بسیار دیده حاصل
آنکه ظالم مجمله کسانی ست که در خسران دنیا و آخرت افتاده اند خسران آخرت ازین شریعت
حقه بضرورت واضح ومعلوم وخسران دنیا این ست که اگر نصیبه تزر از دولت دست بهم داد
هر دم از رعیت بر حالت کدر وتخوف وبغض وتخیل و وحشت باشد ولایزال متوقع زوال ملک
در هر وقت بنا بر جوریکه با رعایا کرده است می ماند و برایا منطوی بر بغض او و وی منطوی
بر بغض رعایا ست وتناقص اموال وخراب بلاد وهلاک رعایا وفقر اغنیای ایشان منضم
باین حال پر ملال ست غرضکه در هر سال و ماه گرفتار این اندیشه و پابند این نقص و زوال
باشد با جریان عادت الهی از قصم و هلاک ظلمه در ایسر مدت واقل ملوک در مدت اشد ایشان
در بطش واکثر ایشان در ظلم باشد غالب همین ست وخلافش نادر و این ظلمه دین و دنیا را
بالملوک عادلین با رعیت وسلاطین محبوبین نزد بریت که متمتع بلذت عدل بالذات عیش صافی

از کفر زنادقی که ظاهر در هر روم از نجوش بر خود ترسان و از سوط انتقامش بر جان و مال خویش
لرزان بوده اند کدام مناسبت است ولو لم یکن من ذالک الا الامن من عقابه
و اسعامه بل الرجاء فی ثوابه وجزیل افضاله مما وعد به العادلین فی الاخرة
مما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر آمیم پس اگر موضع عطاء
آبه و نشده و دراهم و دنانیر و جواهر و قماش و امتعهٔ نفیسه درین محل مبارک بعینه نیست که از کفار نزد
است که در حق شان گفته یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم و جنوبهم
و ظهورهم حاصل آمده شده و نزد ما هر که این اموال را گرفته در مصالح مسلمین صرف کند و
مفاسد و حوادث را از اهل اسلام دفع سازد بروی باکی نیست و آنچه وال باشد بر مسجد
ابند صرف نماید و چنانکه علامه شوکانی بسط کلام درین مقام در شرح منتقی و در رد الاکهر
شرح درر فرموده اند اما اموال مساجد پس اگر از جنس اوقافی است که مقصود بدان حصول
غلات و جز آن از برای درستی عمارت و خدمت نماز گزاران و رندگان آن بنماز و تلاوت
تدریس علوم است شک نیست که از اعظم قرب باشد و تسبیح مسلمانان را گرفتن این مال نیست
و اگر از جنس اموریست که از برای محض زخرفت مهیا کرده اند پس شک نیست که از مالهایست
و اگر از برای مباهات و مکاثرت است اضاعت مال بیش نیست و وضع آن در مستحق
خداست اخذ آن و صرفش در مصالح مسلمین از باب قیام بر واجب باشد یکی نهی
منکر دوم توقی اضاعت مال که بدلیل صحیح از آن نهی آمده و اما اموال موقوفه بر مشاهد
پس حکم آن نیز حکم مال مساجد است و وضع آن در تخت ملت است امام را باید که قبور را
زخرفت چنین امور باز دارد و جدارات مشرفه را با خاک برابر سازد و دیگر آنکه بلوای عام
اندیشد دست تغییرش بدست نباشد که درین حالت بضرورت اغماض نظر کند و این
شریعت مطهر و معلوم است چنانکه ثابت شده که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم عائشه
را ارشاد کرد لولا ان قومک حدیثو عهد بکفر لاسست البیت علی قواعد ابراهیم

وچنانکه در حدیث دیگر آمده لا یتحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابه وچنانکه صنیع نبوی
صلی الله علیه وآله وسلم در بارهٔ تالیف مؤلفین وسکوت از فرطات کثیرهٔ منافقین معلوم ست
حاصل آنکه هرکه این شریعت مطهره را چنانکه باید وشاید بشناسد می داند که بنای این
ملت حقه بر جلب مصالح ودفع مفاسد ست وقد کان هذا دیدن رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم وهجیراه فی جمیع شئونه لا ینکر ذلک الا من لم یحظ من شریعته
بطائل عالم عامل وسلطان عادل وقاضی فاضل را لائق ست که تشیید این اصل را اعظم
مطمح نظر خود گرداند واما عقوبت بمال پس ادله مقتضیه جوازش آمده لکن مخالف ادله کتاب و
سنت ست که قاضی بحرمت مال آدمی وعصمت اوست ولائق در هیچ مقام آنست که وجه
بر مورد کند ودر هر جه دلیل وارد شده آنجا تادیب بمال جائز دارد ودر جائی که دلیل نیامده آنجا
دست بگرفتن مال کسی دراز نکند زیرا که ورود این جواز بر خلاف قیاس این شریعت غراست
وشرع شریف بصحیح ست بعقوبت هر گناه از ذنوب چه در دنیا وچه در آخرت پس هر که اراده
تحری بدین خود دارد او را لائق ست که موضعی را که دران عقوبت بمال واقع شده واز قول یا
فعل شارع ثابت گردیده آنها را فراهم آورده نزد خود واقف گردد ودر شرح منتقی زیر کلام
بر حدیث لحن آخذ وها وشطر ماله بجمع این مواضع پرداخته وحضرت والد ماجد
دام عزه در رسالهٔ قضاء جزآن بیانش ساخته

باب در بیان سبق ورمی

ابن عمر رضی الله عنهما گفته مسابقت کرد رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم در میان اسپان لاغر
یعنی دوانید آنها را وبود نهایت آن ثنیة الوداع ومسابقت کرد میان اسپان غیر لاغر از ثنیه
تا مسجد بنی زریق وبود ابن عمر منجمله کسانی که اسپ دوانیدند متفق علیه بخاری زیاده کرده
که سفیان گوید از حفیا تا ثنیة الوداع پنج یا شش میل ست واز ثنیه تا مسجد مذکور یک میل و
حدیث دلیل ست بر جواز مسابقت وبر آنکه این حرکت نه از باب عبث ست بلکه از وادی

ریاضت محموده بنا بر تقریب بر مقاصد غزو ست و این دانسته در بیان استحباب آنست
و هم از ابن عمر رضی الله عنهما آمده که مسابقت کرد رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم در خیل و فضیلت
داد قرح را در غایت و قرح جمع قارح ست مراد اسپ کامل السن ست و این را ابو داود و
احمد اخراج کرده و ابن حبان صحیح گفته و در حدیث ابی هریره است مرفوعا نیست سبق مگر در
خف یا نصل یا حافر یعنی در شتر و تیر اندازی و اسپ دوانی و این را احمد و ثلثه روایت و
ابن حبان تصحیح نموده اند و هم ابو هریره از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم آورده که هر که داخل
کرد اسپی را میان دو اسپ و مامون نیست از آنکه مسبوق گردد لا باس بهست و اگر مامون است
قمار باشد رواه احمد و ابو داود و اسنادش ضعیف ست و عقبه بن عامر آنحضرت صلی الله
علیه و آله و سلم را شنید که بر منبر می فرمود آگاه باشید که قوت در رمی است و اعدوا لهم ما استطعتم
من قوة رمی ست این حرف بار فرمود رواه مسلم

کتاب الاطعمه

اصل در هر طعام و شراب حل ست مادام که نصی بتحریم آن وارد نشده چنانکه ادله کتاب و
سنت بران دال ست ابو هریره رضی الله عنهما از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم آورده که
اکل هر ذی ناب از سباع حرام ست رواه مسلم و هم مسلم معنی این حدیث را از حدیث ابن عباس
رضی الله عنهما بلفظ نهی آورده و هر ذی مخلب را از طیر زیاده نموده و جابر گفته نهی کرد رسول خدا
صلی الله علیه و آله و سلم روز خیبر از لحوم حمر اهلیه و اذن داد در لحوم خیل و این متفق علیه ست و لفظ
بخاری ترخص ست و احادیث در تحریم حمر اهلیه بحد تواتر رسیده بصحت پیوسته و حدیث علتش
ضعیف ست و ابن ابی اوفی گفته غزا کردیم همراه آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم هفت غزوه
می خوردیم ملخ را و این نیز متفق علیه ست و از انس در قصه خرگوش آمده که ذبح کردیم او را و فرستادیم
سرین آن نزد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم پس قبول فرمود اخرجه الشیخان متفقا و
این دلیل ست بر حلت اکل خرگوش و درین باب حدیثها ست و دعوی کراهت اکلش

معتقر دلیل ست زیراکه حکم شرعی ست و عدم اکل آنحضرت ازوی صالح دلالت نیست چه
عدم اکل گاہے بنا برامری جبلی می باشد و امور جبلیہ از برائے است شرع نبود چنانکه در اصول
تقرر شده و طبائع بشر مختلف ست بسیارست که یکے نوع را از انواع لحوم می خورد و نوع دیگر
رانمی پسندد و بعض مطلق لحوم رانمی خورند همچنین حال سائر طعامات و ادامات ست که یکی را
پسند و مطبوع ست و دیگرے را ناپسند و مکروه و از برای حلت کدام شئے اکل آنحضرت صلی الله
علیه و آله وسلم شرط نیست بلاخلاف پس قول بکراهت اکل ارنب بلادلیل ست و ابن عباس
گفته نهی فرمود از کشتن چار دابه مگس شهد و هدهد و مورچه وصرد رواه احمد و ابو داؤد
وصححه ابن حبان و نهی از قتل دلیل ست بر حرمت اکل اینها ولیکن درین استدلال
بحث ست و ظاهر تحریم اکل نمل ست اجماعاً و ابن ابی عمار گفته جابر را گفتم گفتار یعنی بجو
صید ست گفت آری پرسیدم که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم گفته ست گفت نعم
رواه احمد واهل السنن وصححه البخاری و ابن حبان و حدیث او یاکل الضبع
احد ضعیف ست معارض این حدیث صحیح نمے تواند شد و کفتار را دندان نباشد و اگر
ثابت شود مخصص حدیث ذی ناب باشد و چون ابن عمر رضی الله عنهما را از قنفذ یعنی خارپشت
که بهندیش ساهی خوانند پرسیدند گفت قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الآیه پیرے نزد
ابن عمر نشسته بود وی گفت ذکر کرده شد قنفذ نزد رسول خدا صلے الله علیه و آله وسلم فرمود پلیدی
از پلیدهاست اخرجه احمد و ابو داود و اسنادش ضعیف ست بنا بر جهالت این
شیخ و شاید ارجح خبث اوست و هر خبیث حرام ست لقوله عزوجل ویحرم علیهم الخبائث
مگر آنکه ضعف این حدیث بحسب زعم خطابی بر وجهی ثابت شود که ساقط از درجه اعتبار گردد
و از ابن عمر آمده که نهی کرد رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم از جلاله یعنی دابه نجاست خوار و از
شیرا و اخرجه اهل السنن الا النسائی وحسنه الترمذی و جلاله عام است از شتر و
گاو و گوسفند و ماکیان و در روایتے نهی از رکوب جلاله آمده و اختلاف ست در طهارت لبن جلاله

تصریح به طهارت اند بنا بر آنکه آنها اصل طهارت است و اولی در تقریر طهارت آنها آنست که حسین را
گویند عینی که شارع حکم بنجاستش کرده بود آنهم صفتش باقی نماند پس طاهر باشد چه حکم
بنجاست عذره مقید بعذره بودن اوست تا آنکه چون رماد گشت عذره نماند و همچنین اگر
کسے دعوی کند که نجاست با وجود ذهاب اسم و صفت باقی ست وے دلیل بیارد و در
قصه حمار وحشی از ابی قتاده در حدیث متفق علیه آمده که خوردن آن رسول خدا صلی الله علیه
و آله وسلم حاصل آنکه خر خانگی حرام ست و خر وحشی حلال و این راجح علیه و خلاف آنرا
شاذ گفته اند و اسماء بنت ابی بکر گفته ذبح کردیم اسپے را بر عهد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم
و خوردیم آنرا متفق علیه پس اکل لحم اسپ حلال باشد و عدم ذکر حل اکل فرس در آیة
مستلزم عدم حل نیست و همچنین ذکر بعض منافع در خیل نافی بعض دیگر نباشد و حدیث خالد
درین باب که نزد ابی داود و ابن ماجه ست قوت معارضه حدیث صحیحین ندارد با آنکه جماعه
از حفاظ که شماره آنها یکے بخاری و احمد و موسی بن هارون و دارقطنی و خطابی و عبد الحق
و ابن عبد البر و غیرهم بوده اند تضعیفش کرده پس ترجیحش ضیق عطن میش نیست و حدیث باب
موافق اصل ست و هو الحل و ابن عباس رضی الله عنه گفته خورده شد ضب یعنی سوسمار
بر مائده آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم و این متفق علیه ست و در روایات دیگر نهی از
اکلش آمده کما اخرجه ابو داود و در صحیح مسلم ست که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم
ارشاد کرد ان الله غضب علی سبط من بنی اسرائیل فمسخهم دواب ولا ادری
لعل هذا منها و نهی حقیقة در تحریم ست مگر آنکه در صحیحین از جماعه از صحابه اذن بسوے
اکل ضب ثابت شده و فرموده کلوه فانه حلال ولکن لیس من طعامی پس این
حدیث صارف نهی از حقیقت بسوی مجاز باشد و حمل الکراهة و حدیث تردد آنحضرت صلی الله
علیه و آله وسلم مؤید اوست و اما الطحال پس حدیث احل لکم میتتان و دمان مصرح بحلت
اوست . و در کراهتش از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم حدیثے ثابت نشده و اما اکل ثعالب

پس منع ازان وجهے نباشد ولکن چون از اسباب علل خبیثه است و ازان انحلال نیسم متاثر می گردد و او تعالی از قتل نفس نهی فرموده لهذا ازان منع می کنند عبدالرحمن بن عثمان گفته طبیبی از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرسید که ضفدع یعنی غوک را که بهندیش مینڈک نامند در دوا بیامیزم پس از قتلش نهی کرد اخرجه احمد وصححه الحاکم و در خوردن با مجذوم باعتبار آنکه اکل طعام که دران صحیح و مجذوم مشترک اند مکروه است درین حال اگرچه فی نفسه مکروه نیست اوله متعارض آمده بعض مقتضی تنفیر باوان اکل است و بعض مقتضی جواز مواکلت و عدم کراهت و احسن آنچه در جمع گفته اند آنست که این اکل مختلف باختلاف اشخاص است هر کرا بر جان خود وثوق بعدم تشویش خاطر تعبدوی باشد او را مکروه نیست و هر که چنین نبود او را اجتناب اولی است و حدیث اکرموا الخبز نزد حفاظ موضوع است کلمات نبویه بر هیچو قالب ریخته نمی شود و غالب وجود این قسم احادیث در کتب قصاص باشد که صحیح را از باطل نشناسند **فصل** شک نیست که شرب خمر از کبائر عظیمه است و احادیث وارده بر کبیره بودن خمر بسیار است هیچو حدیث لا یدخل الجنة مدمن خمر و نحو آن و چون هر محرم نجس نیست حکم بنجاست خمر بنابر حرمت بی دلیل باشد و لاسیما نزد می نوشان جاهلیت و در صدر اسلام مستطاب غیر مستخبث بود بلکه آنرا از اطیب طیبات و احسن مستلذات می شمردند و میان رجسیت شئی و اخباثش ملازمتے نیست تا مساغی از برای استخباث باده بدست آید بلکه مستخبث از رجس بعض رجس است هیچو غائط و نحو آن نه خمر و میسر و ازلام و انصاب که در آیه مذکور است با آنکه بر همه حکم برجس فرموده و سخن بر مسکرات بیشتر درین کتاب گذشته ـ

باب در بیان صید و ذبائح

ابوهریره گفته رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود هر که سگ گرفت جز سگ ماشیه و سگ شکار و سگ کشت کم شود از اجر وی هر روز بمقدار یک قیراط متفق علیه و عدی بن حاتم گفته رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایه چون بفرستے سگ خود را ذکر کن نام خدا بر وی اگر نگاه داشت بر تو

ودریافتی تیر را پس نیک کن آن را واگر یافتی که گشته است وازان نخورده پس بخور آن را واگر
یافتی همراه سگ خود سگ دیگر را وحال آنکه کشته است آن را پس مخور چه تو نمیدانی که کدام یک
آن را کشته است وچون تیر خود بیفگنی نام خدا یاد کن واگر غائب شد شکار از تو یک روز دو روز
وران مگر اثر تیر خود پس بخور آن را اگر خواهی واگر یافتی که در آب غرق شده است پس مخور
متفق علیه ولفظ از مسلم است ودارمی از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم سؤال از معراض
کرد فرمود چون برسد بحد آن بخور واگر بعرض رسیده است وکشته پس وقیذ است مخور رواه
البخاری ومسلم متفق ودر حدیث ابی ثعلبه خشنی آمده چون تیر انداختی وغائب شد از تو
دریافتی آن را پس بخور مادام که بد بو نشده رواه مسلم ونزد ترمذی آمده که نهی کرد رسول خدا
صلی الله علیه وآله وسلم از اکل صید مجوسی ولکن دلیلی بر عدم حل صید کلب مرسل کافر قائم
نیست وتکلیب بمعنی تعلیم است پس صید جمله جوارح مکلبه حلال باشد وتخصیص بعض
جوارح ببعض دیگر بلا وجه است ودر حدیث عدی آمده آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم را
از صید بازی پرسیدم فرمود آنچه بر تو نگاه دارد بخور وهرچه در بحر مرده یافته شود بهر سببی که
باشد حلال است مادام که طافی نبود واعتبار بودن موت بسبب از عناد یا بسبب جزر یا
بالقای بحر بلا وجه است وحدیث ما القی البحر او جزر عنه فکله دال بر انحصار حل
بهر دو امر نیست ولهذا در حدیث دیگر بقایا ایش وما وجدته طافیا فلا تاکله آمده حاصل
آنکه حرام از صید بحر جز طافی نیست با آنکه حدیث القاء بحر را اکابر حفاظ مثل احمد وبخاری
وغیرهما ضعیف گفته اند وصید بحر جنس غیر صید بر است ولهذا تحلیل میته یکی نه دیگر اختلافست
صید یکی از این بر ودر حرم را حلال است وصید آن دیگر حرام وحق آنست که هر حیوان بحری
حلال است بهر صورت که باشد احل لکم صید البحر وهو الطهور ماؤه والحل
میتته نص است درین باب ومن جاء بالدلیل الصالح لتخصیص هذا العموم قبلنا
با آنکه رضی الله عنها گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم را گفتند که قومی ما را گوشتها می آ

نبید آنہم کہ بران نام خدا ذکر کردہ اند یا نہ فرمود شما نام خدا بروی بر بید و بخورید و این نزد بخاریست
و این نص ست بر حلت ذبیحۂ کافر و عدم اشتراط اسلام در ذابح خواہ ذمی باشد یا غیر او مگر
اگر پرسی است از ذکر نام خدا بران و عدم اہلالش از برای غیر او تعالی ہمچو ذبح از برای اوثان
و نحو آن چنانکہ مشرک نشان کلمہ گو از برائے اولیاء و صلحاء اہلال و ذبح می کنند و ہم آن گفت
کہ کافر بر ذبیحہ نام خدا نمی برد و در قرآن آمدہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ
و فرمودہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ و آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم گفت ما انہر الدم و ذکر اسم اللہ علیہ زیرا کہ این حجت وقتی تمام می گردد کہ علم بعدم
ذکر کافر نام خدا بر ذبیحہ حاصل باشد و در حدیث متقدم عائشہ دلیل بر عدم اشتراط تسمیہ
مطلقا نیست بلکہ بر عدم اشتراطش نزد ذبح ست و حدیث ذبیحۃ المسلم حلال ذکر
اسم اللہ او لم یذکر مرسل یا موقوف ست پس بر ہر دو صورت منتہض از برائے
معارضۂ کتاب عزیز نشود و نیز خاص بمسلم ست و نزاع در کافر ست و حدیث
ان قوما حدیثو عہد بجاھلیۃ یاتوننا باللحمان خاص بمسلم ست
استدلال بدان بر عدم اشتراط تسمیہ مطلقا تمام نیست و حدیث ابن عباس و ابوہریرہ مرفوعا
نزد ابو داود بلفظ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عن شریطۃ الشیطان
دلیل ست بر وجوب فری اوداج نزد تذکیہ و تفسیر شریطہ بلفظ وھی التی تذبح فتقطع ولا
تفری الاوداج مدرج ست از قول حسن بن عیسی کہ یکے از رواۃ حدیث مذکور ست
چنانکہ ابو داود در سنن بدان صراحت نمودہ ولکن در سند این حدیث عمرو بن عبد اللہ صنعانی
متکلم فیہ ست غیر واحد دران تکلم کردہ اند پس چنانکہ باید بحجت نمی ارزد و در ہیچ حدیث آنچہ
دال باشد بر استحباب استقبال قبلہ نیامدہ و قولہ فلما وجھھما مراد بدان نہ روی بسوی
قبلہ گردانیدن ست بلکہ مراد توجیہ از برای ذبح ست و متقرر شدہ کہ حذف متعلق مشعر
بعموم باشد و در وجہت وجھی نیز دلالت برین مدعا نیست تا آنکہ شوکانی گفتہ ولا

محمد بن یزید بن سنان صدوق ضعیف الحفظ است و عبد الرزاق باسناد صحیح موقوفا بر ابن عباس روایت کرده و در مراسیل ابوداود آنرا شاهدی است باین لفظ است ذبیحة المسلم حلال ذکر اسم الله علیه او لم یذکر و رجالش ثقات اند ولیکن مقاوم احادیث دالہ بر وجوب تسمیہ نیست مطلقا رسول علیه السلام گفته الا انما نفت فی عضد من ظن وجاب التسمیة مطلقا وجعل ترك اکل ما لم یسم علیه من باب الورع وحق آنست که تسمیہ نزد اکل کافی ست اگر نزد ذبح معلوم نباشد

باب در بیان اضاحی

انس بن مالك گفته رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم قربانی دو کبش املح اقرن می کرد و بسم الله می گفت و تکبیر می برآورد و پای بر پہلوی یا روی او می نهاد و در لفظی آمده که ذبح کرد آنها را بدست خود و در لفظی آمده که آن دو کبش فربه بود و لفظ صحیح ابی عوانه ثمین ست بمثلثه بجای سمین بسین مهمله یعنی قیمتی و در لفظی نزد مسلم از روایت انس آمده می گفت بسم الله والله اکبر و لفظ عائشه رضی الله عنها نزد مسلم این ست که امر کرد با وردن قچقار شاخدار که پی سپری کند زمین را در سیاهی و می خسپد در سیاهی و می نگرد در سیاهی تا قربانی آن کند فرمود تیز کن کارد را باز کارد گرفته و آنرا بر پہلو انداخته ذبح کرد و فرمود بسم الله اللهم تقبل من محمد وآل محمد وامة محمد و این دلیل ست بر کافی بودن اضحیه از طرف اینکس و اهل او و از طرف غیر و صحت نیابت مکلف از غیر خود در فعل طاعات اگرچه از طرف امر یا وصیت نباشد و فرمود هر کرا گنجایش باشد و قربانی نکند مصلای ما را نزدیک نشود رواه احمد وابن ماجة عن ابی هریرة وصححه الحاکم ولیکن راجح نزد ائمه وقف این حدیث ست پس اصل در اضحیه وجوب بر واجد و عدم وجوب بر معدم باشد و مثل ذلك قوله صلی الله علیه وآله وسلم فان کان عنده غیرها فضح بها و احادیث ناصه بوجوب مطلقا نیز آمده مثل حدیث علی کل

اهل بیت اضحیة فی کل عام و آنچه دال بر عدم وجوب مطلقا باشد نیز وارد شده مثل
حدیث اذا اراد احدکم ان یضحی فلیمسک عن شعره و اظفاره اخرجه
اهل السنن و مسلم و جمهور لا یتمش بر عدم وجوب تفویض باراده است و جندب
بن سفیان گفته حاضر شدم با رسول خدا روز نحر چون نماز با مردم گذارد گوسفندی ذبح
دید فرمود هر که ذبح پیش از نماز کرده باشد وی بجای آن گوسفندی دیگر ذبح کند و هر که
ذبح نکرده وی بر نام خدا ذبح نماید متفق علیه معلوم شد که قربانی قبل از نماز
عید مجزی نیست و هذا هو الحق الذی لا شبهة فیه و کیف که توقیت ذبح بعد از
نماز امام بعد از صلوٰة آنحضرت در احادیث صحیحه آمده و مراد بنماز صلوٰة معهوده است
که بجماعت کبری همراه امام در روز عید باشد اگر آنجا امام است و اگر امام نباشد معتبر نماز
جماعت مسلمین در بلد است و اگر تنها یک کس است پس اعتبار بنماز اوست و بالجمله ذبح
قربانی پیش از نماز نباید و اگر کرده در حکم مطلق لحم است و مجزی از اضحیه نیست و خطابات
عدم اجزاء چنین اضحیه شامل حائض و غیر اوست و براء بن عازب گفته استاد رسول خدا
صلی الله علیه و آله وسلم در میان ما و فرمود چهار نوع است که در ضحایا روا نیست نخستین
یک چشم که کوری او پیدا است دیگر بیمار که مرض او هویدا است سوم لنگ که عرج او نمایان است
چهارم پیر که مغز در استخوان ندارد رواه احمد و الاربعة و صححه الترمذی و ابن
حبان و جابر گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود ذبح نکنید مگر دو ساله مگر آنکه بر شما
دشوار آید پس جذعه از ضان ذبح کنید یعنی یک ساله رواه مسلم و این حدیث
متضمن منع از ذبح جذعه است با وجود مسنه و ظاهرش عدم اجزا نزد یافتن مسنه است
و اگر حدیث نعمت الاضحیة الجذع من الضان معارض منع نبودی انتهاییت
منع بود حق همان عدم اجزاء جذع می بود و لکن حق آنست که افضل اضحیه کبش اقرن
است چنانکه در حدیث عبادة بن صامت نزد ابی داود و ابن ماجه و حاکم و بیهقی

مرفوعاً آمده خیر الاضحیة الکبش الاقرن و این نزد ابن ماجه وغیره از حدیث ابی امامه نیز آمده ولیکن در سندش عفیر بن معدان ضعیف ست بز آن تضحیه بغیر من بدنه ست
ولهذا افضل در ہدی بدنه باشد وگفته اند که بدنه افضل از شاة ست اگر مضحی یکی باشد نه آنکه هفت یا ده کس ضحی باشند وکبش افضل از بدنه است اگر مضحی یکیست چه یک
شاة از برای یک کس بهتر از عشر یا سبع بدنه باشد ودر فضل خصی بر فحل دلیلی نیامده وتضحیه نبوے بخصی مستلزم افضلیتش از غیر خصی نیست غایتش اجزاء خصی ست وبس وحدیث
کبش اقرن نص ست در محل نزاع پس اگر خاص باشد بفحل پس ظاهر ست واگر شامل فحل وخصی هر دو ست پس افضلیت مختص بخصی نشد حاصل آنکه از آنحضرت صلی الله
علیه وآله وسلم بودن اضحیه بر اهل بیت ثابت شده وخیر الاضحیة الکبش الاقرن هم ثابت گشته ونعمت الاضحیة الجذع هم آمده واین زعم که شاة جز از یک کس
یا یک کس فقط مجزی نیست یا غیر شاة افضل ست محتاج دلیل ست واحادیث وارده در ہدی مفید این زعم نمی تواند شد که آن باب دیگر ست **فصل** علی رضی الله عنه
گفته امر کرد ما را رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم آنکه نیک نگریم چشم وگوش ضحیه را و قربانی نکنیم بیک چشم ونه بیشے که گوش او از بالا یا پائین بریده شده یا در گوش شگاف ست از پ
یا دراز وار را اخرجه احمد والاربعة وصححه الترمذی وابن حبان والحاکم ونیز امر کرد ما را آنکه بایستیم بر شتران وقسمت کنیم لحوم وجلود وجلال آنها را بر مساکین و
جزار را از آن نه دهیم متفق علیه وجابر بن عبد الله گفته نحر کردیم همراه رسول خدا در حدیبیه بدنه را از طرف هفت کس وگاو را از طرف هفت کس واین در ہدی ست ودر روایتے
نوآن در اضحیه هم آمده ودران دلالت ست بر جواز شرکت هفت کس در یک قربانی
ودیا شتر وهمه ایام تشریق محل ذبح ست ودرین مسئله پنج مذهب ست اینکه ذکر کردیم
ارجح آنها ست

باب در بیان عقیقه

در حدیث ابن عباس آمده که عقیقه کرد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم از حسن و
حسین یک یک گوسفند رواه ابو داود وصححه ابن حبان وابن الجارود وعبد
الحق لیکن ابوحاتم ترجیح ارسالش کرده وابن حبان نحو آن از حدیث انس
آورده و عائشه رضی الله عنها گفت امر فرمود صحابه را که عقیقه کرده شود از غلام
دو گوسفند برابر و از جاریه یک گوسفند رواه الترمذی وصححه واحمد واهل سنن
نحو آن از حدیث ام کرز کعبیه روایت نموده واول فعل بوده واین قول ست وقول
اقوی وارجح ست از فعل پس این فعل معارض قول خاص امت نشود کما تقرر
فی الاصول ودر حدیث سمره بن جندب از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آمده
که هر غلام مرتهن بعقیقه خود ست روز هفتم از وی ذبح کرده شود وسترده شود سرش
ونام نهاده شود رواه احمد والاربعة وصححه الترمذی ودر معنی ارتهان
غلام اقوال ست اولی آنکه چون عقیقه لازم حال غلام ست باعتبار لزومش بمولود
مانا برهن آمده یا آنکه حلق وتسمیه بعد از ذبح باشد یا آنکه چون در طفلی بی عقیقه میرد
شفاعت ابوین نکند ووجوب عقیقه که ازین حدیث مستفاد می شود حدیث دیگر
من احب منکم ان ینسک صارف او از وجوب ست چه اگر واجب می بود
تفویض بارادة نمی فرمود وبر عدم کسر عظام ضحیه عقیقه وعدم فصل مفاصل وجمیع و
دفن عظام ونتف شعر از منحر شاة وتعلیق آن در عنق صبی وجز آن از خرافات و
واهیات که عوام بلکه بعض خواص می کنند دلیلی از عقل ایم نیامده تا بدلیل از کتاب
وسنت چه رسد بلکه این امور خیالات شبیه بانفعالات ست فاعل آنرا هیچ سود
دینی ودنیاوی نمی بخشد وعاید بفاعل و مفید بفائده نمی گردد آری تصدق زر یا نقره
بوزن شعر ثابت شده وفاعل عقیقه مانند مستن بسنت ست که از طرف ذکر دو برابر

جانب استثنائے یک بر ذبح کند چہ زیادت غیر منافیہ مقبول ست کما تقرر فی الاصول **فصل** ہر کہ ختان را واجب گفتہ بر ستش کدام حجت صحیحہ نیست کما اوضحہ الشوکانی فی شرح المنتقی وحق آنست کہ سنت ست چنانکہ در حدیث عشر من سنن المرسلین آمدہ وبر مدعی وجوب برہان آوردن ست وبرہان موجود نیست وحدیثے کہ آنرا برہان فہمیدہ اند ضعیف ست حجت بدان قائم نیست واستدلال بختان ابراہیم علیہ السلام ناتمام ست مگر بعد از تسلیم وجوب ختان بروے علیہ السلام وتسلیم این معنے کہ شرع شریفش لازم ماست والکل ممنوع ولیکن چون این ختان یکے از شعائر اسلام وممیزات مسلمین از غیر مسلمین ست وترک آن درین است مرحومہ از احدی چہ سلف وچہ خلف بگوش نرسیدہ لاجرم احتمال مدان از اکد سنن باشد ونزد ما قول بوجوبش ہم بعید نیست

کتاب الایمان

ابن عمر گفتہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عمر را در رکب دریافت ووی سوگند بپدر می خورد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایشان را نداکرد وفرمود آگاہ باشید کہ او تعالی نہی می کند شمارا از انکہ سوگند بپدران یاد کنید ہر کہ حالف باشد حلف بخدا کند یا خاموش شود متفق علیہ ودر روایت ابو داود ونسائی از ابی ہریرہ باین لفظ آمدہ سوگند نخورید بپدران ومادران خود ونہ بانداد یعنے بکسانی کہ آنہارا ہمچو خدا می دانید ہمچو بتان و اولیا وپیران وسوگند مخورید بخدا مگر آنکہ شما راستگو باشید وہم در حدیث ابو ہریرہ مرفوعًا وارد شدہ کہ سوگند تو بر چیزیست کہ صاحب تو تصدیقش بکند ودر روایتے باین لفظ کہ سوگند بر نیت مستحلف ست اخرجہما مسلم وعبد الرحمن بن سمرہ گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود چون حلف کردے بر یمین وغیر آن را بہتر از ان دیدے

پس یمین ما کفاره بوده و آنچه خیر است همان را بیارد و این متفق علیه است و لفظ ابی داود
این است پس کفاره بده از یمین خود و باز بیار آنرا که بهتر است و اسناد وی درست و صحیح باشد
و ابن عمر از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم آورده که هر که حلف کرد بر یمینی و ان شاء الله
گفت بر وی حنث نیست رواه احمد و اهل السنن و صححه ابن حبان و هم
ابن عمر گفته سوگند نبی صلی الله علیه و آله وسلم چنین بود لا و مقلب القلوب اخرجه
البخاری و این دلیل است بر جواز سوگند بصفت خدا و هر صفت دران داخل باشد
چه حکم همه صفات باریتعالی یکی است و ابن عمرو بن العاص گفته یکی بادیه نشینی آمد
گفت ای رسول خدا کبائر چیست و درین حدیث ذکر یمین غموس فرموده وی پرسید
یمین غموس چیست فرمود آنکه بدان مال مرد مسلمان بریده شود و دران دروغگو باشد
و بخاری از عائشه در تفسیر قول تعالی لا یؤاخذکم الله باللغو فی ایمانکم آورده
که لغو قول مرد است لا والله و بلی والله و ابو داود روایتش مرفوعا نموده و لغو در اصل
لغت بمعنی باطل است و لکن صحیح نیست که مراد بلغو درینجا یمین باطل باشد زیرا که غموس
هم باطل است بلکه اولی آنست که لغو در کتاب الله بمقابله معقوده واقع شده چنانکه از
و لکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان معلوم می شود و تعقید یمین قصد آنست
و مراد بدان عقد قلب است چنانکه صاحب کشاف بدان تصریح کرده پس لغو همان است
که معقوده نباشد چنانکه اکثر مردم در محاورهٔ خود سوگند بلفظ والله بالله مثلا بی قصد
اراده یمین بر زبان می گذرانند خواه این گفتن در حال یمین باشد یا نه و غموس حلف است
بر چیزی که بطلان او می داند نه بر آنچه گمان صدقش می دارد و حلف بر ظن روا است
و او تعالی از اتباع ظن و از عمل بظن نهی عام مخصص بامور که از حلف نیست فرموده
و نزد ایشان جواز حلف بر ظن مطالب بدلیل صالح تخصیص او است و آن اعتقاد بر ظن صادق
نیست بلکه اعتقاد خاص از ظن است و حالف بر چیزی که داخل در امکان نیست

وتقدیرتش بران نمی رسد حالف بیمین غموس ست و غموس یمینے ست کہ چون صاحبش بلاقی خدا گردد حق تعالی بر وی خشمناک باشد کما صح الحدیث بذلک وھی الیمین التی قال اللہ تعالی فیھا ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم ثمنا قلیلا اولٰئک لاخلاق لھم فی الآخرۃ ولا یکلمھم اللہ ولا ینظر الیھم یوم القیامۃ ولا یزکیھم وابوہریرہ گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود خدا را نود و نہ نام ست ہرکہ احصایش کند بہ بہشت درآید متفق علیہ وترمذی وابن حبان سوق این اسمار کردہ ولکن حافظ گفتہ تحقیق آنست کہ سرد اسمار ادراج ست از بعض رواۃ وتحقیق کتابی در اسمار وصفات نوشتہ وبذکر معانیش آویختہ لیکن راہ تاویل رفتہ باآنکہ مذہب سلف تفویض ست وھذا زلۃ عظیمۃ منہ عفا اللہ عنا وعنہ وچون اسمار الٰہی واسمار رسالت پناہی موقوف بر بیان شارع ست احاد دران جائز نباشد وتوقیف خواہان آنست کہ ذکر خدا با اسمار السنہ دیگر مثل فارسے وترکی وانگریزی وہندی و ہر زبان کہ جز عربی ست روا نباشد اگرچہ در نفس الامر نزد اہل آن لسان از باب اعلام بود زیرا کہ شرع بدان وارد نگشتہ ولیکن تعامل خلق حتی تعامل اہل اسلام بران آمدہ کہ اطلاق نامہای السنہ غیر عربیہ بر وی سبحانہ می کنند بنا بر آنکہ معنے وصفی دارد یا علم باریتعالی ست در زبان فرس وجز آن وکذلک متکلمین مذاہب فقہا الفاظ بر وی سبحانہ اطلاق کردہ اند کہ شارع آنرا اطلاق نکردہ مثل واجب الوجود ونحو آن پس ہرکہ شیح بدین خود وحریص بر تقوی باشد او را قصر بر مورد احوط ست ودران نجات مسلم ست از تعلق بمحدثات وتلوث بمبدعات واللہ اعلم آسامہ بن زید گوید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود ہرکہ نیکی کردہ شود وی فاعل را جزاک اللہ خیرا گفت مبالغہ کرد در ثنا اخرجہ الترمذی وصححہ ابن حبان

کتاب النذور

ابن عمر گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نهی کرد از نذر و فرمود بسبب خیر نمی آرد و جز
این نیست که چیزی از مال بخیل بدین نذر بیرون آورده می شود متفق علیه واصل در
نهی تحریم ست تا آنکه صارفی از حقیقت بیاید ونذر عام ست از آنکه مباح باشد یا غیر
آن و مسلم از عقبه بن عامر از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آورده که کفاره نذر همان
کفاره یمین ست و ترمذی افزوده که این کفاره وقتی ست که نذر را نام نبرده یعنی مطلق
نذر کرده وصححه ولفظ ابو داود ونسائی از حدیث ابن عباس مرفوعا این ست که هر که
نذر کرد و نام نبرد کفاره اش کفاره یمین ست و هر که نذر کرد که طاقتش ندارد کفاره آن نیز
همان کفاره سوگند ست واسنادش صحیح ست لکن حفاظ ترجیح وقفش کرده اند و بخاری
از حدیث عائشه باین لفظ روایت کرده که هر که نذر عصیان خدا کرده وی عصیان خدا
نکند و نزد مسلم از حدیث ابن عمر ست که نیست وفاء نذر در معصیت و عقبه بن عامر
گفته نذر کرد خواهر من که پا پیاده رود تا خانه خدا آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
فرمود باید که پیاده رود و سوار شود متفق علیه واللفظ لمسلم ولفظ احمد واهل سنن اینست
که او تعالی را بمشقت خواهر تو حاجتی نیست بگو او را که خمار پوشد و سوار شود و سه روز
روزه گیرد یعنی بنابر نذر بعدم اختمار زیرا که این نذر معصیت ست و از ابن عباس رض آمده
که استفتا کرد سعد بن عباده از رسول خدا در نذری که بر مادر او بود و قبل از بجا آوردنش
مرد فرمود تو از وی بجا آر متفق علیه و ثابت ابن ضحاک گفته نذر کرد مردی بر عهد رسول خدا
صلعم که ذبح کند شتری را در موضع بوانه نام وپرسید از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود
آنجا کدام وثن معبود بود گفت نه فرمود عیدی از اعیاد اهل جاهلیت باشد گفت نه
فرمود وفا کن نذر را زیرا که نیست وفا از برای نذری که در معصیت خداست و نه در بریدن
رحم و نه در آنچه ابن آدم مالکش نیست رواه ابو داود والطبرانی واللفظ له و
سندش صحیح ست وشاهدی دارد از حدیث کردم نزد احمد و جابر گفته مردی روز فتح آمد

گفت ای رسول خدا نذر کرده ام که اگر او تعالی مکه را بر تو فتح کند نماز در بیت المقدس بگذارم فرمود همین جا بگذار یعنی در مسجد حرام که افضل از انجاست باز پرسید فرمود شانك اذن یعنی تو دانی و کار تو اخرجه احمد و ابوداود وصححه الحاکم و در حدیث متفق علیه که لفظش از بخاریست از حدیث ابی سعید خدری از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم آمده که بسته نشود پالانها مگر بسوی سه مسجد مسجد حرام و مسجد اقصی و مسجد من و سخن بر منطوق این خبر و رازی میخواهد حاصلش منع سفر از برای قربت بسوی غیر این مساجد ست و دران چنانکه سفر از برای زیارت موتی غیر داخل ست همچنان نهی از سفر بغرض طلب علم و تجارت و جز آن از حوائج نیست و در جهه منع از سفر زیارت خواه قبور انبیا باشد یا غیر ایشان آنست که دلیلی بر جواز آن از کتاب و سنت یا اجماع یا قیاس قائم نیست و از سلف ثابت نشده با آنکه مجرد فعل بلکه قول سلف حجت نمی ارزد خصوصًا در چنین احکام لاسیما نزد کسیکه حجت پیش او منحصر در کتاب و سنت ست و پس عمر گفته ای رسول خدا صلعم نذر کردم در جاهلیت که معتکف شوم در مسجد حرام فرمود اوف بنذرك و این متفق علیه ست و زیاده کرد بخاری فاعتکف لیلة حاصل آنکه تا امکان نذر نکند اما بعد از انکه کرد ایفای آن واجب گردد و در عدم ایفا کفاره لازم شود و بر نذر مباح مسمای نذر صادق ست پس داخل باشد زیر عمومات که متضمن امر بوفاست چنانکه زنی نذر کرده بود که چون آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم از غزوه سالم برگردد بر سرش دف بزنم آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم او را امر بوفای نذر او کرد و این نزد ابوداود ست و ضرب دف اگر مباح نباشد باری مکروه یا باشد از مکروه خواهد بود و هرگز قربتی از قرب نیست پس چون مباح باشد دلیل بود بر وجوب وفای مباح و اگر مکروه باشد اذن بوفایش دال بر وفا بمباح بالاولی ست و همچنین ایجاب کفاره در نذر معصیت چنانکه ادله بدان صحیح گشته دال ست بر وجوب کفاره در مباح بالاولی و همچنین ایجاب در نذر مسمی دلالت دارد بر وجوب کفاره بالاولی در مباح و بالجمله نذر مباح خارج از دو قسم نیست یکی وجوب وفا

بدان دیگر وجوب کفاره با عدم وفا از نجا است که ان حضرت مرد را امر بصوم سه یوم فرمود و در روایتی آمده که امر با هدی کرد و مثل اوست حدیث شیخ که در مشی کرده بود و آنحضرت صلعم فرمود ان الله لغنی عن تعذیب هذا نفسه و این غیر معارض است با تقدم بدو وجه یکی آنکه عدم تصریح بوجوب کفاره منافی احادیثی که دران تصریح بوجوب اوست نیست دوم آنکه پیر مذکور را ناتوان از وفا یافت چنانکه در روایت دیگر آمده و اله رآی یتهادی بین ابنیه ولهذا فرمود که خدا از تعذیب این کس جان خود را بی نیاز است محل تنازع نذر مباحی است که در تعذیب نفس مقدور بشر وارد و تعذیب نفس اگر از قبیل معصیت پس ثابت شده که نذر معصیت کفاره است و اگر ملحق بغیر مقدور است پس ثابت گشته که نذر غیر مملوک کفاره یمین باشد و هرچه مقدور انسان نیست آن داخل است زیرا لا یملکه و دران همان کفاره یمین است الحاصل نذر اگر بطاعت مقدور است وفای آن واجب باشد خواه این طاعت واجب بود یا مندوب و اگر بغیر طاعت است یا مباح باشد یا حرام یا مکروه اگر مباح است حکمش گذشته و اگر حرام است وجوب کفاره دران با منع از وفایش ثابت و اگر مکروه است پس بالاحق بحرام است یا بمباح اگر اول است کفاره واجب و وفا بدان ناجائز و اگر ثانی است حکمش گذشته هذا خلاصة الکلام علی انواع النذر ولا دلیل بید من لم یوجب الوفاء ولا الکفارة فی المندوب والمباح و کفاره کفر ذنبی است که اقتراف کرده و تقدیرش در قرآن کریم اطعام عشره مساکین است و معنای حقیقیش آنست که طعامی ساز دیکبار و ده کس آنرا بخورند بدون تقدیر بمقدار معین و اتسان بصفت معین از اجتماع همگنان یا بودن در وقت مخصوص بلکه هرچه بران معنای اطعام عشره لغة صادق آید کفاره صحیحه است و شک نیست که هرگاه ده کس را در شب یا در روز فراهم کرده یا متفرق طعام خورانید در عرف اطعام این قدر مساکین است و نیز آنست که صدق معنای طعام بر دفع قیمت ده نفر باعتبار حقیقت صحیح نیست و مجاز اوست

چه تسبب اکل طعام از قیمت باشد و از انحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بصحت رسید که او این
را تمر داد و امر باتفاق آن فرمود با آنکه مجرد دفع تمر بحسب تفقراء اطعام لغوی نیست
پس استدلال از برای جواز دفع قیمت باین حدیث بجامع عدم وجود مسمای طعام
حقیقی درین هر دو ممکن است و هر که تقیید مطلق را با اختلاف سبب روا داشته وی در
همه کفارات ایمان رقبه را شرط ساخته و هر که آنرا ناجائز داشته عتق رقبه کافره
را هم در غیر آنچه دران تقیید بایمان واقع شد جائز گفت

کتاب القضاء

اهل سنن اربعه از حدیث بریده روایت کرده اند که رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم فرموده
قاضیان سه قسم اند دو در دوزخ و یکی در بهشت مردی که حق را شناخت و بدان حکم کرد
وی در جنت است و مردی که حق را شناخت و بدان قضا نکرد و حکم نداد وی در نار است و
مردی که حق را نشناخت و حکم از برای مردم بر جهل کرد وی در دوزخ است و این
حدیث دلیل است بر اعتبار اجتهاد در قاضی و بر آنکه حکم قاضی غیر مجتهد صحیح نیست در وجه
دلالت آنست که نمی شناسد حق را مگر کسیکه مجتهد است و مقلد حکم بقول امام خود می کند و نمیداند
که این قول حق است یا باطل پس قاضی باشد از برای مردم بجهل و این چنین جاهل یکی از
دو قضاة نار است هذا هو الحق الذی لا شك فیه و لا شبهة چه امری که او تعالی
امر بحکم آن در کریمه فاحکم بین الناس بالحق کرده و عدلی که بسوی آن در آیه و اذا
حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ارشاد فرموده مقلد مسکین را راهی بسوی
معرفتش نیست و کذلك راهی بمعرفت ما انزل الله تعالی کما قال الله تعالی
وان احکم بینهم بما انزل الله و عارف ما انزل الله همان است که مجتهد باشد و مقلد
بیچاره که نظر بر اقوال ائمه در کتب فروع دوخته و غایت جد و جهدش شناخت رای [illegible]

از ضعیف ست و فراهم آوردن قیل و قال سنن و توجیه قول امام خود که تشبیه شیء بنا حیث
چیزی دیگر است ولیکن شناسد و آگهی بسوی است لال بیان حق را هم نه
آگهی داده بر وجهی می داند که اساتذه مامس مذهب او سلوک آن مسلک کرده اند بنا بر
اصول مقرره و قواعد تاشه نموده نه بر وجهی که صنیع اهل اجتهاد و تقوی و شیوهٔ اهل
دین از سلف صالحین و ائمهٔ محدثین ست و صحابه و تابعین و نقلهٔ اخبار سید المرسلین
در روایات سنن خاتم المرسلین بیان گذشت و همچنین عبارت ما اراه الله همان ست که نصیص
بر وی هست کما قال تعالی انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس
بما اراک الله و حکم مقلد شرع بما اراه الله نیست بلکه بما اراه من یقلده وهم
المجتهدین ست و دلیلی ست که چون رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم معاذ را پرسید
بچه چیز حکم کنی چه گفت که حکم بکتاب خدا کنم الحدیث و درین حدیث تامل باید کرد که
چه قسم در آن تقسیم بر حق و قضا بدان با علم بحقیت آن و عدم علم بحقیت آن فرموده و
حق را نمی داند مگر هر که مجتهد باشد بلا ریب و بحقیت نمی در آید مگر همان قاضی که حق را
دانسته بدان حکم کرده و مقلد مذهب آگهی دارد همین قدر می داند که امام او درین مسئله
چنین حکم کرده و نمی داند که این حکم او حق ست یا باطل چنانکه هر مقلد معترف باین حرفست
و اگر معترف نشود مکابر باشد و فتاوی و رسائل مؤلفهٔ او مکذب وی باشد و درین
باب و در حدیث اذا اجتهد الحاکم فاصاب الحدیث تفکر باید کرد که مراد باجتهاد
اتعاب نفس ست در تطلب حق تا آنکه بران حقیقةً یا ظناً واقف گردد و مقلد از حجج
بر اهل دورست حاصل آنکه مقلد عقل حجج الهی ندارد تا بمعرفت حق از باطل و صواب
از خطا پی رسد و راجح را از مرجوح و قوی را از ضعیف کجا می تواند شناخت بلکه خود
اقسام مقلد بسوی علم مطلقاً لائق نیست و لهذا ائمهٔ الدین نقل اجماع کرده است
بر آنکه مقلد را عالم نمی نامند و اما جواز قضاء مقلد بنا بر قلت مجتهدین در ازمنهٔ اخیره

و آنکه اگر متولی قضا جز مجتهد نگردد بسیاری از احکام معطل شود پس این قول در غایت سقوط ست زیرا که مجتهدین بحمده تعالی در اکثر قطر موجود اند ولکن مقلدین بنابر ضیق اعطان وحقارت عرفان وتبلد اذہان وجمود قرائح وخمود افکار خویش حسابی از ان مجتهد برنمی گیرند بلکه اجتهاد او را منکر باشند ولا یعرف الفضل لاہل الفضل الا اہله مشائخ ما که از ایشان علم گرفته ایم اکثری را از ایشان می شناسیم که برتبهٔ اجتهاد رسیده اند وہمچنین عصابهٔ کبری از تلامذهٔ ایشان عارج این معراج گردیده تا آنکه علامهٔ شوکانی از تلامذهٔ خویش سی کس را بالغ بمبلغ اجتهاد نشان داده و در وبل الغمام گفته که نزد تحریر این احرف در مدینهٔ صنعاء مجتهدین بوده اند که بسبب آنان در جمیع اقطار یمن بسیار قضاء مقلدین بی نیازی حاصل ست با آنکه تسلیم اجتهاد ایشان ہمان کس می کند که مثل یا مقارب ایشان ست و اما اسراء تقلید پس ہیہات که احدی از ایشان از برای احدی اذعان باجتهاد کند با آنکه علوم معتبره در اجتهاد نزد این مقلدین ہمین علوم بیگانه بیش نیست و این علوم بنسبت محفوظات مجتهدین موجودین شئی یسیر و امر نزر ست و شک نیست که قاضی جامع میان جهل وعدم ورع اشد تر از شیطان بر عباد رحمن ست زیرا که قاضی ست میان مردم بطاغوت وایہام آن می کند که این قضای او شریعت مطهره ست واز برای اقتناص اموال مردم واکل آن بباطل حبائل حیل می گستراند واموال یتامی ونسا را که آترا گویا میراث پدر خویش می داند ای کاش اگر قاصر در علم بود بارے در ورع بتقصیری از خود راضی نمی گشت اللهم اصلح عبادك وتدارکهم من کل ما لا یرضیك انتهی حاصله ابو ہریرہ گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود ہر که متولی قضا شد وی بی کارد مذبوح گردید اخرجه احمد واہل السنن وصححه ابن خزیمة وابن حبان واین عام ست از آنکه خود ش قاضی گشت یا سلطان او را از طرف خود قاضی ساخت ولکن چون سلطان عادل که اطاعتش بنصوص احادیث

مجتهد را واجب ست یعنی سؤال از اهل علم عمل بفتوای کردن فرماید امتثال امر شرع نبی کتاب
وسنت واجب باشد و درین حال نزد وی قدرت بارتکاب شئ از ما حیا نبود کلاین امر
دیگر ست و موجب سقوط امتثال نیست بلکه اسوه حسنه سلف صالح ست که امتثال اوامر
سلاطین بنی امیه می کردند و ولایت قضا از طرف ایشان می داشتند حالانکه مرتبه ایشان
در علم و عمل غیر مجهول ست و در سلاطین آن زمانه کسی بود که مستحل دماء بغیر حق و اخذ اموال
بدون حل ست آری در قضا ترغیب و ترهیب هر دو وارد شده بلکه در امارت که اخص از
قضا ست آنچه مشعر تجنب ازو ست آمده و جمع میان این قسم احادیث راجع بسوی اختلاف اشخاص
هر که از نفس خود در قیام بحق و صدع بصدق و عدم ضعف در امر و قوت صلابت در قضا
بحقیقت الاموال مردم و تسویه میان قوی و ضعیف بداند ولیت ناسد اورا در آمدن در قضا
اولی ست گو واجب مباش بشرطیکه در علم حقیقت متقدم باشد یعنی بدرجه اجتهاد
رسیده بود و هر که ازین امور ضعیف ست برای او ترک قضا اولی ست بلکه گاه باشد که
این ترک بر وی واجب گردد و قول آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بابی ذر انی اراک
ضعیفا بازماند بعدم دخول در امارت چنانکه در حدیث مشهور ست ارشاد همین معنی می فرماید
ابو هریره گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود نزدیک ست که شما حرص بر امارت کنید
و قریب ست که امارت ندامت باشد روز قیامت شیر دهنده خوب ست و باز دارنده
از شیر بد ست رواه البخاری و عمرو بن العاص با نزد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم شنید
می فرمود حاکم چون حکم کرد و اجتهاد نمود و مصیب شد او را دو اجر ست و چون حکم کرد و اجتهاد
نمود و مخطی شد او را یک اجر ست و این حدیث متفق علیه ست و دران دلالت ست بر آنکه
مجتهد مصیب و مخطی باشد و این قسمت دال ست بر آنکه هر مجتهد مصیب نیست بلکه مصیب میان
مجتهدین یک کس ست و دیگر مخطی ست و مخطی را یک اجر ست نه بر خطا ست بلکه بر جهد
کرد وی اصابت حق تا نزد وی بظهور آمده و تعیین اصابت و اخطاء در عرض اجتهادات بر کتاب

وسنت باشد چنانکه روش سلف شده ولهم بالخیر بود و در خلف عکس القضیه اتفاق افتاد که هر آیه و حدیث را که موافق روایت مذهب یافتند گرفتند و هر چه را خلاف آن دیدند باب تاویل در وکشودند و بمعارضه احادیث صحیحه بروایات ضعیفه پرداختند و سر رشته انصاف از دست داده بانتصار مذهب اسلاف خود برخاستند و این یکی از علامات قرب ساعت کبری بلکه حضور امارت قیامت عظمی ست **فصل** ابوبکره گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود حکم نکند هیچ یکی میان دو کس در حالیکه خشمناک ست متفق علیه و نهی مقتضی حرمت حکم در حالت غضب ست وهو الحق زیراکه انسان درین حال مشوش الخاطر و مکدر البال می شود و زائل از صواب می گردد و این معارض حکم نبوی در حال خشم نیست چه وی صلی الله علیه وآله وسلم بابی هو و امی معصوم ست از خطا در حال غضب و رضا پس استدلال بقضای او علیه السلام بحالت غضب صالح احتجاج نیست بلکه ممنوع ست و اما آنکه چون حاکم حکمی درین حال صادر گرداند آن حکم صحیح ست یا نه پس این محل نظر ست ببینند که اگر حکمش بر طریق صواب افتاده معتبر باشد و مجرد صدورش بحالت خشم موجب بطلانش نگردد بلکه صواب باشد و اگر ببینند که واقع بر غیر صوب صواب ست باطل باشد و نزد التباس که خطا و صوابش معلوم نمی شود چنانکه در بسیاری از مسائل خلاف اشتباه در وی دهد اعتبار بصواب انگاشتن حاکم ست زیراکه وی متعبد باجتهاد خود ست اگر این حکم را که در حالت غضب نافذ کرده بود بعد از سکون خشم صحیح یابد و موافق اعتقاد حق بیند صحیح و لازم حال محکوم علیه شود اگر چه بنا بر ایقاعش در حال غضب آثم ست زیراکه میان اثم و بطلان حکم تلازم نیست و اگر بیند که خطا ست حکم را برگرداند و آنچه حق صحیح ست مطابق آن امر فرماید و آن امر لازم محکوم علیه گردد زیراکه بروی طاعت حاکم واجب ست و عصیان او حرام علی رضی الله عنه گوید آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود چون دو کس پیش تو قضیه آرند پس حکم مکن از برای

اول تا آنکه سخن دیگر نشنوی و نزدیک ست که دریابی تو که چگونه حکم کنی علی گفت فما زلت
قاضیا بعد رواه احمد وابو داود والترمذی وحسنه وقواه ابن المدینی
وصححه ابن حبان وله شاهد عند الحاکم من حدیث ابن عباس . این حدیث
اصل عظیم ست در باره قضا میان دو کس و در اصابت حق باین صورت و احضار
حضور علما را در مجلس حاکم نزد حکم مستحب گفته اند و شک نیست که درین حضور مصلحت
بس عظیم ست و جز کسیکه بیمارست تمنا کرده و ذوائقه فکر انی چشیده ست این مصلحت
سامی ست نا سد و ضرور ست که چون نزد قاضی اهل علم حاضر باشند قاضی مزید تحفظ
بکار برد و در اجرای امور بر طریقه نماید که احدی از حاضرین علما بر آن انکار نتواند
کرد و چون نوبت بامر مشکل آید بر علماء حاضرین عرض کند چه اگر او را وازعی از ورع
نباشد اقل احوال آنست که از اعتراض اهل علم در آن امر مبرم بر خود بیندیشد بخلاف
آنکه خالی از صحبت علماء باشد که درین حین اگر متورع نیست لابد تساهل ورزد زیراکه
از معارضه و انتقاد در امن ست ولکن ضرور ست که این علماء که در حضور وے باشند
فضلای یونان نباشند بلکه علمای راسخین عارفین ادله کتاب و سنت و سالک
مسالک علوم اجتهاد باشند و اگر این اهل علم مقلدین مذاهب اند پس در حضور ایشان
جز مفاسد فائده دیگر نباشد و اقل احوالش آنست که خاطر وے از مخالفت حاکم بانچه
تقلید آنرا معتقد ست مکدر گردد و بنا بر این حتی بر حاکم تشنیع نماید و گاه باشد که حاکم
کثیر المراقبه بود و این امر حائل او بر میل از دلیل بنا بر مخافت قال و قیل گردد پس
در حضور مقلدین جز زین فائده منفعت دیگر غیر از خسران دنیا و آخرت متصور نیست ام سلمه
گفت رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم گفت نیستم من مگر بشر و شما خصومت میکنید
بسوی من و شاید که بعض شما الحن می باشند بحجت خود از دیگر پس حکم می کنم او را چنانکه
از وی می شنوم پس هر که بریدم از برای او چیزی از حق برادرش نبریدم او را مگر پاره

از آتش دوزخ متفق علیه و درین حدیث دلالتست برانکه حکم حاکم در ظاهر جاریست فقط
نه در باطن و نیز دالست بر جواز حکم حاکم بعلم خود و هذا هو الحق و هر که ازان منع کرده
حجت واضح نیاورده و در ادله مقتضیه وجوب دو شاهد یا یمین یا آنچه بجای یکی ازین
هر دوست دلیلی دال بر انحصار سنت حکم درینها نیست و شک نیست که حاصل از مثل
شهادت عدلین یا یمین از ثقه یا نکول یا اقرار همین مجرد ظن حاکم ست فقط چه جائز ست
که گواهان دروغ گویند و حالف در سوگند فجور کند و مقر در اقرار خود کاذب باشد و
علم جز بشاهده یا آنچه قائم مقام اوست حاصل نمی شود و این اولی از ظن ست بلا نزاع
و در اصول متقرر شده که فحوای خطاب نزد جمیع محققین معمول بہ ست و حکم بعلم حاکم از
همین جنس خطاب ست زیرا که علم اولی از ظن ست عقلاً و شرعاً و وجداناً و ادله آن هم
شامل اوست و تخصیص حدود بقول حضرت عمر رضی الله عنه پسندیدهٔ انصاف نیست
چه مقام از مجالات اجتهاد ست و اجتهاد وی رضی الله عنه حجت بر غیر او نیست و دعوی
اجماع از دعاوی لاطائل تحتها ست و تحقیق این بحث در شرح منتقی بر وجهی ست که در غیر
آن یافته نشود و ابن حبان از جابر آورده که گفت شنیدم رسول خدا صلی الله
علیه و آله و سلم را میفرمود چه قسم پاک شود امتی که مر اخذ کرده نشود از شدیدش برای
ضعیفش و این را شاهدیست از حدیث ابی بریده نزد بزار و شاهد دیگر نزد ابن ماجه
از حدیث ابی سعید و هم ابن حبان و عقیلی از عائشه روایت کرده اند که وی از آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم شنید خوانده شود قاضی عادل روز قیامت پس بیند از شدت
حساب آنچه تمنا کند که در عمر خود میان دو کس حکم نکردی و بیهقی بجای عمر لفظ تمره آورده
و ابو بکره از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم روایت کرده که رستگار نشود قومی که زن
را والی کار خود کردند رواه البخاری و این دلیل ست بر عدم صحت امامت کبری از برای
زنان بلکه امام باید که مرد باشد و امامت زن از برای دیگر زنان دران داخل نیست

بر تقدیم قبول ادلۀ دیگر تخصیص کرده اند و بنای عام بر خاص واجب است باتفاق
علمای اصول و ابو داود و ترمذی از حدیث ابو مریم ازدی از آنحضرت صلی الله علیه
وآله وسلم آورده که هر کرا الله تعالی والی چیزی از امر مسلمانان کرد و وی از حاجت و درویشی اند
حاجت و فقر ایشان پرده کند خدا فرو حاجت او را این دلیل ست بر وجوب تسهیل
حجاب بر رفع حاجت طالبان و ابو هریره گفته لعنت کرد رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم
راشی و مرتشی را در حکم و این نزد اهل سنت حسنه الترمذی و صححه ابن
حبان و این را شاهد است از حدیث ابن عمرو نزد اربعه و آن نص است بر رشوت و دلیل تحریم
و کبیره بودن اوست و هدیه از برای قاضی نوعی از رشوت است زیرا که سر فرق را اثر
اقرار آن اسیر وجود خویش کمرافعه بسوی قاضی آجلا یا عاجلا ممکن باشد و حسان ع نازع حبت
در دلها ست و لهذا احادیث حق فرموده جبلت القلوب علی حب من احسن
الیها و تحریم رشوت بنا بر این میل ست و نیست فرق میان رشوت و هدیه در این امر
زیرا که هر یک نوعی از احسان بسوی قاضی ست و مشروع در دین تحری نفس از قضاء
از قبول هدیه آنی باشد بدون فرق در میان هدیه قبل از ولایت و غیب آن
خطره رضای پیش از ولایت اخف باشد زیرا که وی این کار اگر پیش از مهر ولایت
نکرده باشد یا بی علت و ران میل متأثر از احسان است و بسیار باشد که هدیه فرستند
پیش از ولایت از برای آن بنا بر مظنه ولایت کرد و چه می دانند که قاضی شدنی ست
یا از خاندانی ست که در خور این شان اند و لهذا آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم از طلب
هدیه بقائمقام عمل و اقتضای حاجت نهی کرده کمافی سنن ابی داود و نیز هدایا و حوائج
مردم متعلق از لقاء قاضی پس این هدیه ثمن دین او باشد و نیست دلیل بر حرمت مال
بفعل محرمی از محرمات چه رشوت و چه جز آن از زنا و شرب خمر و غیره بلکه واجب بر وی توبه
صحیحه ماحیه ذنوب ست و کفی بها و اما اخذ رزق بر قضا پس جائز ست زیرا که وی عامل خدا

از بیت المال از برای مصالح مسلمین ست و همین جهت خزانه اسلام را بیت المال
مسلمین گویند. و از اعظم مصالح دین و دنیای مسلمانان قاضی عادل در احکام و قضایای
که تابع شریعت مطهره در هر حل و ابرام محتاج الیه مسلمین باشد بلکه باین مصالح هیچ
مصلحت همعنان نمی تواند شد. زیرا که این چنین قاضی مرشد اهل اسلام بسوی مناهج
شرع و فاصل خصومات باحکام کتاب و سنت است و گویا محل احیای دین و نشر احکام
شرع مبین از برای مسلمین ست پس رزقش از بیت المال از اهم امور باشد ولا سیما
دریکه مستغرق اوقات در فصل خصومات بود و آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم و خلفاء
راشدین و من بعدهم از سلف صالحین اموال خدا را در مسلمانان قسمت می کردند و علماء
و عملاء را نصیب موفر و حصه کافی و بهره وافی ارزانی می داشتند پس قاضی اسلام چون
متورع از اموال حرام و قائم بمصالح حاضر و بادی ایشان باشد لا محاله مستحق مقدار
کفایت از بیت المال ست بچند وجه یکی آنکه مسلم ست دوم آنکه عالم بحق ست سوم
آنکه قاضی ست و آنچه جاعل از قضاة معتاد اخذ اجرت از خصوم بر رقوم ست پس
هر قاضی این اجرت مر کسی را که از بیت المال بقدر کفایت می یابد حلال نیست زیرا که وی
اجرت خویش از بیت المال می ستاند پس این اخذ یعنی چه اگرچه دهنده اجرت اظهار
طیبت نفس چرا کند زیرا که موجب این طیبت قاضی بودنش و جریان اعراف بمثل این امورست
ورنه وی هرگز مسامحت بمال خود نمی کرد و هذا امر لا شک فیه ولا شبهة و اگر غیر مکفی
از بیت المال ست پس شرط اصل آنست که بقدر اجرت طیبت نفس دهند و بستاند
نه زیاده و همچو اجیر باشد و لمحکمه لکن ته غیره و اجر من بیت مال المسلمین
عبد الله بن زبیر گفته حکم کرد رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم بآنکه هر دو خصم روبروی
حاکم بنشینند رواه ابو داود و صححه الحاکم و گویا این هیئت مشروع لذاتها ست
نه از برای مجرد تسویه میان هر دو ست و حکم حاکم مقلد بحث نمیت مصیب باشد یا مخطی

از شان تشفی کنند یا ظنی زیرا که مقلد رعیت حاکم نیست بلکه محکوم به امام خود است
حاکم باید که مجتهد باشد و وی را اجتهاد خود واجب است خواه مصیب شود یا مخطی و وجوب
امتثال حکم وی و عدم جواز مخالفتش مشروط است بآنکه امر وی موافق کتاب و
سنت بود و چون بر خلاف این هر دو نیست نیز عدول بسوی رای محض که آثاری
از علم بران نیست کرد چنانکه بسیاری از متعبدین اهل رای است که باعتبار ماست خود تعبیر
علم کتاب و سنت کمان اجتهاد و تجدید خود و از ما اتفاق است اقتدا پس نقض حکمش جائز
باشد و استعمالش بر خصم واجب نیست اگر رای بسوی حاکمی عارف علم کتاب و سنت
و قاضی بقرآن و حدیث نبی یا بد و به حاکم دیگر حرجی در نقض حکم حاکم اول نیست زیرا که امر
الهی ما را چنان است که حکم بعدل و حق و بما اراک الله کنیم و این قسم حکم جز در کتاب خدا و
سنت رسول وی صلی الله علیه و آله وسلم نباشد و اگر کسی مسئله چنان باشد که حکم حاکم مجتهد
در آن در کتاب و سنت نیست و وی باجتهاد و رای خود کار کرده پس حکمش حجت است و
مخالفتش روا نیست و هیچ حاکم را نقض آن حکم نرسد زیرا که شارع مجتهد را در اجتهاد
رای در آنچه حکمش در کتاب و سنت موجود نیست مطلق کرده چنانکه در حدیث معاذ ست
فان لم تجد فی کتاب الله ولا فی سنة رسول الله قال اجتهد رأیی و بعض رای
اولی از بعض نیست ورنه لازم آید که هیچ شئ از احکام مستقر نباشد چه آرا مختلف است
چنانکه معلوم است و حاکم همان کرده که بدان مامور بود یعنی اجتهاد و رای نمود و بر ذمه
وی جز این اجتهاد چیزی دیگر باقی نیست ولکن شرط آنست که در بحث و تفحص تقصیری
از خود راضی نباشد زیرا که اجتهاد و رای دلیل است بر آن و اجتهاد بذل جهد در حادثه
باشد و بیع و شرای حاکم مطلقاً ممنوع نیست زیرا که وی محتاج این چیزها است بلکه خود
قیام معاش جز بخرید و فروخت راست نمی آید و هر فرد بشر چه قاضی و والی و حاکم و چه
جز آن هر چند بعض اشیای حاجت نزد خود داشته باشد لابد محتاج بعض دیگر بنا بر کثرت

امور از طعام و شراب و ملبوس و فراموشش و مرکوب خواهد بود آری تجارت حاکم با رعایا بروجهی که مال دیگران بنا جائز بگیرد یا آنان را بر خریدن مال خود بنرخ خاطر خواه مجبور سازد یا تا فروخت شدن مال خود مال تجار را از فروختن باز دارد ممنوع ست و همچنین اگر معلوم کند که مردم در اثمان اشیا نزد بیع و شرا با وی مراعات می کنند و کمتر از نرخ بازار می ستانند از آنکه حاکم دوست ایشان گردد درین صورت امیر متورع و قاضی متدین و مفتی متشرع را اجتناب از تولی خرید و فروخت بنفس نفیس خود اولی ست بلکه درین حال استعانت بکسی کند که این گمان بوی نباشد چه این محابات یا حاکم یا بنا بر رهبت از جور ست یا بسبب رغبت در عدل وی و اول حرام ست و ثانی رشوت یا حیل بر واجب و غالب فعل بسیاری از سلاطین با رعایا از وادی همین اجتلاب اموال مردم بانواع حیل ست و عمل بر خط فاضی صحیح ست و خطی که تغییر و تبدیل و اشتباه را در آن راه نباشد معمول به ست در هر شئ بدون فرق میان حدود و جز آن و آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم کتابت بسوی اقطار بسفیر مزوران ارسال و دما و عصمت الانفس مرتب می شد تا آنچه دون این امور ست چه رسد و هر که بخلاف خط متعلقان واندار و مستمسکش جز تجویز اشتباه و زیادت و نقصان متمسکی نیست و محل نزاع از ان خارج ست و ادله صحت عمل بخطوط و کتابت بسیار اند و اگر دلیلی سوی بود مگر همین امر قرآنی بکتابت کافی می شد و چون کتابت معمول بها نباشد در امر بکتابت هیچ فائده متصور نیست علامه شوکانی را درین مسئله رساله مستقله است که در آن تخلیص ادله این مسئله کرده و اطلاع ارباب الکمال علی ما فی رسالة الجلال فی الهلال من الاختلال نامش نهاده والله اعلم

باب در بیان شهادات

مسلم از زید بن خالد جهنی مرفوعا روایت کرده که آیا خبر ندهم شما را به بهترین گواهان آنکه گواهی می آرد پیش از آنکه از وی پرسند و عمران بن حصین گفته آنحضرت صلی الله علیه

و آله وسلم فرمود بهترین شما قرن من ست باز کسانیکه متصل ایشانند پستر آنانکه نزدیک
بایشان باز قومی باشند که گواهی دهند بی طلب و خیانت ورزند و امانت نکنند و نذر نمایند و
وفا نسازند و ظاهر شود در ایشان فربهی متفق علیه و در حدیث ابن عمر رضی الله عنه است
که فرمود آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم جائز نیست شهادت خائن و نه خائنه و نه
صاحب کینه بر برادرش و نه گواهی قانع مر آب و نان از برای اهل بیت رواه احمد
و ابو داود و در روایت ابی هریره باین لفظ ست نزد ابن ماجه و ابو داود که شنیدم
رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم را که فرمود جائز نیست شهادت بدوی بر صاحب قریه
و عمر بن خطاب خطبه خواند و گفت مردم گرفتار می شدند در عهد رسول خدا صلی الله علیه
و آله وسلم بوحی و اکنون وحی منقطع شد و ما مواخذه شما بر اعمالی کنیم که بر ما ظاهر گردد رواه
البخاری و ابو بکره گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم شهادت زور را در اکبر کبائر شمرده
و این متفق علیه ست و مردی را فرمود که آفتاب می بینی گفت آری فرمود بر اینچنین آفتاب
گواهی ده یا بگذار و این را ابن عدی از حدیث ابن عباس بسند ضعیف آورده و حاکم در
تصحیحش خطا کرده و مجرد قرابت مانع شهادت قریب از برای قریب نیست خواه این
قریب نزدیک باشد یا دور و آنچه مانع ست تهمت ست پس اگر قریب از آن با قرابت
که هست جانب تعصبش فرا گرفته و دیانتش را بیع او از عصبیت نیست و نه حیا مانع اوست پس
شهادت وی مقبول نباشد و اگر قضیه بالعکس ست گواهیش جائز و پذیرا باشد پدر بود
یا پسر یا غیر ایشان و اصل در منع از قبول شهادت تهمت ست پس بر حدیث لا تقبل شهادة ذی
الظنة و الحنة مراد بظنه تهمت ست و بحنه عداوت و دلیل که دال باشد بر منع شهادت
قریب از برای قریب وارد نگشته و مجرد تو همین موهم مانع ست گو فی الحال در حین ملابست
بعصبیت باشد و دعوی فرق میان بعض مسائل وراثت یا اعتبار آن و بعض دیگر تحکم محض ست
و همچنین رد شهادت شطرنج بازان مستند ست زیرا که مجرد بازی نمودن وجود شطرنج نمودن

حدیثی از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بصحت نرسیده و احادیثی که دلیل بر این باب روایت کرده همه باطل و دروغ است سبب و مستند براد در باره شطرنج اکالیم و اختلاف ست بنابر آنکه در ایام ایشان ظاهر گشته و شک نیست که از جنس لهویست که از طاعت خدا برکران ست ولاسیما مستکثرش متساهل در نماز و موخر آن از اوقات صلوات می گردد و بسیارست که میان اهل او مرار و مخاصمه برپا می شود و بعداوت و حسد و رنج صدور می گراید و این معلوم و مشاهدست و علی کل حال نه از اعمال خیرست و نه از اشغال اهل صلاح و اما آنکه حرام ست ممنوع باشد تا آنکه دلیلی دال بران قائم گردد و لهو علی العموم حرام نیست زیراکه بر هر آنچه انسان بدان تلهی می کند صادق ست کائنا ما کان ورنه تحریم بسیاری از مباحات لازم گردد آری درینکه مقصود از شطرنج مقامره باشد حرام خواهد بود بنابر قمار نه بنا بر لهو و همچنین شعر و شاعری مانع قبول شهادت نباشد چه شعر بمنزله کلام ست حسن او همچو کلام حسن و قبیح او همچو کلام قبیح باشد و در حدیث آمده که بعض شعر حکمت ست و شک نیست که بعض شعر مشتمل بر مکارم اخلاق باشد و طبع را بدان انفعال تام دست بهم می دهد و حفظ همچو اشعار قائد بسوی مکارم اخلاق و محاسن حکم باشد مثل اشعار متضمن مدح کرم و شجاعت و عفت و ذم دنیا و حمد آخرت و بیان نصائح دلپسند بالفاظ ارجمند و نحو آن از غرائر خیر و محتوی بر ذم اضداد این امور و همچنین ابیاتی که مشتمل بر حکم و مصالح دین و دنیا و محرک بذکر آلهی و نعت رسالت پناهی باشد یا ضرب امثال که طبع بسرعت تام منقادش می گردد و یا تصویر صور که اسماع و آذان شیفته اوست چنانکه در تحقیر دنیا و تقلیل کسی که آنرا غایت مرام خود ساخته و تقبیح تکلب بر تحصیل عاجله و ارشاد بسوی حفظ مروت و حفظ دین بسیاری از نظم وجود باشد که بیت واحد از ان بر چنین مثال و منوال قائم مقام کراریس از غیر اشعار می گردد و شک نیست که حفظ این نوع انفع مطلوبات فطن ست آری اشعاری که مشتمل بر امداح محرمات

بهجو ممنوع و دلیل او باشد آنست که مخفی بر دانا نیست زیرا که لابد حب وی بسوی
هجو باشد اگرچه بعد از وجود ربود و بنابر خاصیتی که در جوهر شعر و جید نظم نهاده اند ذهن سست
مراد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بر بیت (لان یمتلی جوف احدکم قیحا الخ
و قبیح آن شعریست که دران تذکیر محسنات مؤمنین و تزئین اعراض مسلمین باشد
و بدتر ازین آنست که دران استهانت بامر دین و ترغیب در خروج از شرع مبین بود
چنانکه در بسیاری از شعرای زنادقه اتفاق می افتد و بدتر ازین همه اشعار بیان حسن
و امثال او از شعرای اهل دین ست و اما اشعاری که مشتمل بر ذکر جمال و تعداد محاسن
و تغزلات فائقه و شکوی بلوی و فراق ست پس ترک اشتغال بدان اولی ست اگرچه
خالی از ترقیق طبع و تقویم ذهن و تصفیهٔ فهم و تحقیق درک و تلیین فواد نیست و احسن
نظم آنست که در نصرت سنت و رد بدعت باشد چنانکه مولانا آزاد الآبادی ره در امثال
او در دواوین خویش بدان اشتغال کرده و آبروی تازه بشعرای اسلام و ناظمان کلام
بخشیده انتهی اما بیم بر آنکه ابن عباس گفته رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم حکم کرده است
بیمین و یک شاهد رواه ابن مسلم و ابوداود و نسائی ست و گفته که سندش جید ست
مثل آن ابوداود و ترمذی از حدیث ابی هریره در آورده و ابن حبان تصحیحش گفته
وهو الحق پس حکم بیک شاهد عدل و یمین واجب باشد بیت

قاضی شهر عاشقان باید که بیک شاهد اقتصار کند

و ثبوت این حکم در سنت صحیحه بر وجهی ست که انکارش جز از کسی که سنت نمی شناسد
نمی آید و جملهٔ رواة او از صحابه زیاده بر بست کس اند و بعض را ازین احادیث
جوابها ست که همه خارج از دائرهٔ انصاف ست و اشد متمسک بعد ایشان آنست که
حق تعالی امر باشهاد دو رجل کرده و آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم شاهداک او یمینه
فرموده و لکن غیر مخفی ست که درین متمسک آنچه منصب حجت باشد نیست نهایت آنکه مفهوم

وال بر عدم قبول شاهد واحد با یمین ست داین مفهوم را با وجود منطوق که قضا بیک شاهد و یمین
باشد حکم نبود با آنکه این مفهوم مفهوم لقب ست و بخاری صاحب اصول و علمای فحول بدان عمل
نمی کنند چنانکه معروف ست و اما شهادت اهل ذمه پس مختص بسفر ست زیرا که مظنهٔ اعواز
حال و فقد عدول مسلمین ست و حدیث لا تقبل شهادة ملة علی ملة غیر متصل از برای
احتجاج باشد و اگر صحیح گردد مخصص شود بآیهٔ ان انتم ضربتم فی الارض و اما تحلیف
شهود نزد ریب پس ظاهر آنست که منجملهٔ تثبت مامور به ست و لاسیما نزد فساد زمان و تواثب
اکثر مردم بر شهادت زور و بسیار ست که بعض متساهلین در شهادت تحرج از یمین فاجره
می کنند و بعض بعکس این امر میروند و آنچه دال باشد بر منع از تحلیف شهود نیامده و در انطباق
استدلال بقوله تعالی فیقسمان بالله بر محل نزاع خلاف ست و اعظم چیزیکه بدان
استعانت بر فرق میان صدق و کذب شهادت نماید تفریق شهود ست و لاسیما
چون حاکم از بعض احوال که تواطو بران جائز نیست بپرسد شوکانی گفته و لقد انتفعت
بتفریق الشهود و تنویع سؤالهم و قل ما نصح شهادة بعد ذلك و حاکم را تساهل
جائز نباشد بلکه بروی اکمال بحث از هر آنچه وسیلهٔ کشف حقیقت باشد واجب ست و تفریق
شهود از همین وادی ست و خبر دو زن اقوی از خبر یک زن ست و چندانکه عدد بیفزاید
قوت خبر افزون گردد و اقتصار بر عدد واحده در آنچه مردان را بران اطلاع نباشد
بی دلیل ست و در کتاب و سنت آنچه دال باشد بر جواز شهادت بر شهادت که در اصطلاح
فقها شهادت ارعاء گویند نیامده مگر بعض متاخرین بر جواز آن استدلال بجواز روایت
احادیث وغیرها از راوی آنها کرده اند و از آنحضرت صلعم بدان اذن واقع شده چنانکه
در حدیث فرب مبلغ اوعی له من سامع و رب حامل فقه الی من هو افقه منه
است و اهل اسلام در جمیع اعصار بران اجماع کرده اند و حکم شهادت و روایت یکیست
و هر که زعم فرق کند بروی دلیل باشد و مقتضای این استدلال صحت ارعاء در اموال

وعدد دو شناس در عدم اشتراط شهادت دو کس بر شهادت یک کس بیت ایسین کرد
شهادت را بحکم روایت و اشتداد وی را از التزام این معنی تنبیه نیست و مساوایا
هر دو را ملتفت گردانیده و وی قبول ارجاعت در بال می کن و نه در تحریرآن و اگر این التزام
کند دلیلی دال بر جواز ارجاع اولا و بر فرق بیان احوال و جرآن ثانیا بیار د و می توان
گفت که شهادت بر شهادت داخل در زیر عموم و لا ذوالید شرعیت مطلق شهادت است
زیراکه این شهادت است بر آنکه فلانے نزد او بکذا و کذا گواہے داده و در بین و در
شهادت بر آنکه وے نزد وی اقرار بکذا یا حکم بکذا کرده فرقی نیست پس چنانکه شاهد را
شهادت باین امر که فلانی نزد او اقرار بکذا و کذا کرده جائز است همچنان او را شهادت
باین معنے که فلانی نزد او شهادت بکذا و کذا داده جائز باشد و مقتضای بیش کفایت احد
در ارجاعت و لائق حال حاکم نیست آنست که احاله احکام اقاریر بر اعراف در
قرائن احوال کند بدون فرق بیان تعریف و تنکیر زیراکه این ساحر افراد است از
اهل علم می شناسند و شان نیست که اساس مقدم بر تاکید است آری اگر مقر را
المامی بعلم لغت باشد حمل کلامش بر قوانین لغت باید کرد و در نه حملش بر عرف لغت
اهل بلد کافی است تر با بجا اعتبار تعریف و تنکیر محمول بر فاهم اسرار لغت عربیت است
که معانی تراکیب الفاظ می داند بخلاف عامه کما شبه با فاجم الخ

باب در بیان دعاوی و بیّنات

در حدیث متفق علیه از ابن عباس آمده که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود اگر داده شود
مردم بمجرد دعوی خود مردم دعوی دماء رجال و اموال ایشان بکنند ولکن بر مدعی علیه
سوگند است و نزد بیهقی باسناد صحیح باین لفظ است که بینه بر مدعی است و یمین بر کسیکه انکار
کرد و ابو هریره گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بر قومی یمین عرض کرد آنان شتابی کردند

در سوگند خوردن پس امر کرد که میان ایشان قرعه اندازند تا کدام یک از ایشان سوگند خورد یعنی هر که قرعه بنامش برآید شیء مدعا را وی بستاند رواه البخاری و وجه قرعه آنست که چون هر دو خصم مساوی اند پس ترجیح احدهما علی الآخر بدون مرجح جائز نباشد و آن مرجح قرعه است و این نوعی از تسویه مامور بها میان خصوم ست و فقها را در قسمت شیء متنازع فیه میان دو کس و میکه در دست یکی از آنان یا در دست غیر آنان باشد کلام طویل ست و لیکن آنچه در خور عمل ست همان قرعه ست بنا بر این حدیث صحیح و در حدیث ابو موسی آمده که دو کس خصومت کردند در دابه و هیچ یکی را بینه نبود آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم میان هر دو حکم بنصف نصف کرد اخرجه احمد و ابو داود و النسائی و هذا لفظه و قال اسناده جید و لیکن درین حدیث تقیید بودن شیء در دست هر دو نیست و آنکه در حدیث جابر آمده که دو کس دعوی دابه کردند و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم حکم از برای کسی کرد که در دست او بود پس سندش ضعیف ست و لیکن استدلال بحدیث کندی ممکن ست چه وی گفت که انها ارضی و فی یدی و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم از حضرمی فرمود الك بینة وی گفت لا فرمود فلك یمینه و این دال ست بر وجوب حکم از برای صاحب ید و بر خصم او بینه باشد اگر اقامتش کرد حکم بمجرد اقامت واجب گردد و بینه ذی ید را حکم نیست و این دلیل ست بر ترجیح بینه خارج و آنکه طبرانی از حدیث ابی هریره آورده که آنحضرت صلعم اسهام کرد میان دو خصم که هر یکی بینه آورده و حکم فرمود برای کسیکه سهم بنامش بر آمده و این حدیث نزد ابو داود از مراسیل ابن مسیب ست پس قوی بر معارضه حدیث قسمت نیست و جمع میان این روایات ممکن ست بحمل بعض بر بودن شیء مدعا در دست احدهما و حمل بعض بر بودنش در دست هر دو یا در دست غیر این هر دو که مقر ست از برای این هر دو و لکن خالی از تکلف نیست و مقام از مواطن اشکال ست و ارجح نزد ما قسمت باشد بجمیع تقادیر چه در صورتیکه آن شیء مدعا در ید احدهما ست پس بینه که اقامتش کرده اولی ست اگرچه در اصل بران نباشد

چنانکه حدیث علی المدعی البینة وعلی المنکر الیمین دلالت دارد بران لکن میان
نبودن بینه بر آن و میان عدم اعتداد بدان ملازمت نیست زیراکه با یک حجت که بینه
بود حجت دیگر را که ثبوت ید ست منضم کرد و باین رهگذر در غایت قوت گردید و بینه
غیر ذی ید اگرچه حجت واحد ست ولکن چون مقتضی مزید اعتبار شهود و عدم استناد
ایشان بسوی مجرد ثبوت ید ست در قوت دو حجت باشد که بدست دیگر ست واگر آن
شی مدعا در دست همگنان یا در دست غیر هما ست و آن غیر مقر از برای این هر دو ست
یا هیچ یکی را ازان هر دو بران دست نیست پس ظاهر ست ابو امامه حارثی گفته
آنحضرت فرموده هرکه قطع کند حق مرد مسلمان بسوگند خود واجب گرداند او تعالی از برای
او آتش دوزخ را و حرام کند بروی جنت را مردی گفت اگرچه شی یسیر باشد ای رسول خدا
فرمود و اگرچه شاخی از اراک باشد رواه مسلم و حدیث دلیل ست بر شدت وعید بر
حلف از برای اخذ حق غیر ولکن این ایجاب نار و تحریم جنت مقید باشد بعدم توبه و
بعدم تخلص از حقی که بباطل آنرا گرفته چه مراد بیمین دینجا اگرچه مطلق وارد شده یمین فاجره
ست بقرینه حدیث اشعث ولفظ وی این ست که آنحضرت گفته هرکه حلف کرد بر یمین
و قطع کرد بدان مال مرد مسلمان و وی دران یمین فاجر ست پیش آید خدا را و خدا بروی خشمناک باشد
متفق علیه و فرموده هرکه حلف کرد بر منبر من که این ست یمین آثمه وی گرفت جای نشستن
خود از نار روایت را احمد و ابوداود و نسائی از حدیث جابر مرفوعا روایت کرده اند و ابن حبان
تصحیحش گفته و حدیث دلیل ست بر عظمت اثم حالف بر منبر نبوی بکذب و علما را در تغلیظ
حلف بمکان و زمان اختلاف ست و در حدیث دلالت بر هیچ یکی ازین دو قول نیست
و ابو هریره گفته فرمود آنحضرت سه کس اند که کلام نکند خدای تعالی با ایشان روز قیامت و نه نظر نماید بسوی
ایشان و پاک نکند و ایشانرا عذاب الیم باشد یکی مردیکه بر فضل آب در صحرا است و آن آب را
از ابن السبیل منع میکند دیگر مردیکه فروخت کالا را بدست دیگری بعد از عصر و سوگند خورد

کردی ابن سلمه را باز او کرد اگر زنده است و خریدار نفس اینش کرد حالا نکه آن کالا غیر
این قیمت ست و مردیکه بیعت کرد با امام و این بیعت نکرد مگر از برای دنیا اگر امام او را
از ان دنیا چیزی بخشید وفا به بیعت کرد و اگر نه بخشید وفا نکرد و این متفق علیه ست و
در منتقی گفته رواه الجماعة الا الترمذی و جابر گفته دو کس اختصام کردند در ناقه
و هر یکی گفت نتجت عندی آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم حکم از برای کسے
فرمود که ناقه بدست اوست و حدیث دلیل ست بر آنکه ید مرجح شهادت موافقه
خود ست و سخن برین حدیث گذشته و مخرج او شافعی و بیهقی و دارقطنی ست و سندش
ضعیف ست و ابن عمر گفته رد کرد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم یمین را بر طالب
حق و سندش نزد دارقطنی ضعیف ست ولکن از طریق دیگر هم آمده و در ان این ست
که مطلوب اولی بیمین ست اگر نکول کند طالب حلف نماید و مؤید اوست آنچه از
جماعتی از صحابه بدون انکار واقع شده و این همه صالح تخصیص قول بافاده حصر ست
همچو حدیث شاهداك او یمینه و نحو آن اگرچه نزد تحقیق مفید حصر نیست و الزام
یمین بمدعی بعد از اقامت بینهٔ کامله محتاج دلیل ست ولاسیما این یمین بر مدعی واجب
نیست بلکه واجب بر خصم اوست که مدعی علیه منکر ست و از وجوبش بر منکر یا شاهد واحد
وجوبش بر وے با دو شاهد یا زیاده لازم نمی آید زیرا که یمین مذکور با یک گواه قائم مقام
گواه دیگر ست بنا بر آنکه شاهد واحد مناط تنها حکم نیست و آنحضرت صلی الله علیه و آله
و سلم شاهداك او یمینه فرموده و شاهداك و یمینه نگفته همچنین قبول بینه بعد از
یمین محتاج دلیل ست زیرا که بر هر که یمین واجب بود یمین کرد و یمین مناط شرعی ست
پس قبول مناط دیگر که بینه باشد مفتقر بسوی برهان ست و حاکمی که ثابت و عارف بمسالک
حکم و مدارک دلیل ست او را لائق ست که از مدعی نزد طلب او برای یمین بگوید که ترا
بینه هست چنانکه آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم حضرمی را گفته اگر گواه هست امر آور دنش

کند و اما تمسک بسوی نیست مرتمل از اتیان بینه و بعد الرد یمین خصم او را سوگند دهند
بعد از آن اگر گوید که بینه دارم هرگز بینه را نیافته ام الا آنچه آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
غنت لیس بشی (داند بیان کنیم و احتجاج بآنچه از صحابه در مثل این را ظن وقع شده
نیز مفید نیست زیرا که مقام از مسائل اجتهادیست و در اجتهاد امور بداهتی حجت
نیست آری اگر ثابت شود که یمین خصم قاطع دعوی است و این التفات علام بوده مظنون
بسیر بسوی آن واجب گردد زیرا که احمد و نسائی و حاکم از حدیث ابن عباس آورده اند
که دو مرد اختصام کردند بسوی رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم در چیزی مدعی را
فرمودند اقامت کن وی اقامت نکرد دیگری را فرمود حلف کن پس سوگند خورد بنام
که جدا و خدای دیگر نیست که این شئ نزد من نیست جبرئیل علیه السلام نازل شد و گفت
وی کاذب است آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم حالف را فرمود بلی قد فعلت ولکن
الله قد غفر لك باخلاص قولك لا اله الا هو بعد از آن امر بایفای حق خصم وی
کرد و این حدیث را کلام نیست اگرچه بعض اهل حدیث زعم کرده اند که در اسنادش
و اینجا رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم الزام خصم بایفای حق بعد از حلف باخبار جبرئیل
علیه السلام کرد و این خبر مفید علم یقینی است پس چون حاکم را آنچه مفید علم بکذب یمین
باشد حاصل گردد و بران عمل کند و اگر حاصل همین ظن بکذب است فقط چنانکه شهادت
دو شاهد مفید اوست پس عمل بدان جائز نباشد زیرا که ترجیح مظنون بر مظنون بی مناط
و مناط بدون دلیل است و مفید علم بکذب یمین چند چیز است از آنجا یکی علم حاکم بجهت
چیزی است که حالف بر نقیض آن حلف کرده بمشاهده یا اقرار حالف که وی سوگند دروغ
خورده است یا بشهادت که ضرورة مفید علم باشد یا استدلالا آنچه تواتر و آنچه تقارب
اوست عائشه رضی الله عنها گفت درآمد رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم روزی بر من
شادمان می درخشید اساریر وجه او و فرمودند دیدی که مجزز مدلجی نظر بسوی زید بن حارثه کرد

گفت هذا اذا ام بعضنا بعضاً متفق علیه و حدیث دلیل ست بر اعتبار قیافه در ثبوت
نسب و همین ست مذهب مالک و شافعی و جماهیر علما، و توجیه دلالت تقریر نبویست
و تقریر یکی از اقسام سنت ست و حنفیه بآن رفته اند که عمل بر قیافه نیست و دعوی نسخ
مجرد دعوی بلا برهان ست و نیست معارضه میان این حدیث و حدیث قرعه زیرا که هر
واحد ازینها مشتمل بر طریقه شرعیه ست هرکدام که واقع شود الحاق بدان حاصل ست و اگر
هر دو متعارض باهم درآیند پس خود هیچ اشکال نزد اتفاق نیست نزد اختلاف اعتبار راجح راست

کتاب العتق

در حدیث متفق علیه از ابوهریره آمده که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم ارشاد کرد هر مرد
مسلمان که مرد مسلمان را آزاد کرد برهاند او تعالی در برابر هر عضوی از وی عضوی از
معتق از نار و لفظ ترمذی از ابی امامه که آن را صحیح گفته این ست که هرکه آزاد کرد دو زن
مسلمان را باشند این هر دو فکاک او از نار و نزد ابوداود ست از حدیث کعب بن مره
باسناد صحیح هر زن مسلمان که آزاد کرد زن مسلمان را باشد فکاک او از نار و ابوذر گفت
آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم را پرسیدم کدام عمل افضل ست فرمود ایمان بخدا و جهاد در
راه او گفتم کدام رقاب افضل ست گفت آنکه ثمن گران دارد و نزد کسان خود انفس ست
متفق علیه و در حدیث ابن عمر ست که فرمود آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم هرکه آزاد کرد
حصه خود را که در بنده بود و او را مال ست که به بهای عبد میرسد قیمت کرده شود بنده قیمت
عدل و داده شوند شرکا حصص خود و عبد بروی آزاد گردد و ورنه آزاد شد از بنده آنچه آزاد
شد یعنی در بقیه حصص عبد ماند متفق علیه و هم شیخین از ابی هریره آورده اند که ورنه قیمت کرده شود
بنده بروی و طلب سعایت نموده آید بدون مشقت بر عبد و گفته اند که سعایت مدرج ست و او
تمیز ممکن ست که مراد آن باشد که آزاد شد از بنده آنچه آزاد شد بسرایت و نیست غرم بر معتق

پادر و احسان را ابوهریره روایت گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود پاداش نمی‌دهد هیچ فرزند
پدر را مگر آنکه او را مملوک یابد پس آزاد کند روایت کرده مسلم و سمره بن جندب روایت کرده که آنحضرت
صلی الله علیه و آله وسلم فرمود هر که مالک ذی رحم محرم شد آن آزاد است روایت کرده احمد و
اهل سنن ولکن جمعی از حفاظ ترجیح وقفش کرده‌اند و جمیع اخبار وارده در عتق ذی رحم
خالی از مقال نیست ولکن مجموعش صالح از برای استدلال می‌تواند شد و در لفظی بیشتر
یعتقه نزد مسلم آمده و اعتاق در اینجا اگرچه ظاهر در انشاء بعد از شراء است ولکن مستلزم
آن نیست که شراء بنفسه سبب نباشد و عمران بن حصین گفت مردی شش مملوک خود را نزد
مردن خود آزاد ساخت و او را مالی غیر از این ممالیک نبود آنحضرت صلعم ایشان را طلبیده
جزء کرد و قرعه انداخت دو را آزاد کرد و چهار را در رق گذاشت و آن مرد را کلمه تند از
زد و بود سخن سخت گفت روایت نزد مسلم است و این حدیث دلیل است بر آنکه حکم تبرع در
مرض حکم وصیت است نافذ می‌شود از ثلث بجهت اتفاق در شبان و حدیث حجت است بر
ابوحنیفه در رد واقفه که قائل اند بعتق جمیع سفینه مولای آنحضرت از نفس خود حکایت کرد
که من مملوک ام سلمه بودم وی گفت آزادت می‌کنم باین شرط که خدمت رسول خدا صلی الله
علیه و آله وسلم کنی تا زنده باشی روایت کرده احمد و ابوداود و النسائی والحاکم و در این
حدیث دلیل است بر صحت اشتراط خدمت بر عبد معتق و صحت تعلیق عتق بشرط و وجه
دلالت آنست که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم را علم بدان حاصل شده و آن را مقرر
داشته و عائشه رضی الله عنها گفت رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم فرمود ولاء از برای کسی است
که عتق کند متفق علیه فی حدیث طویل و ابن عمر گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود
ولاء لحمه است مثل لحمه النسب نه فروخته شود و نه هبه کرده آید صححه ابن حبان والحاکم و اصله
فی الصحیحین بغیر هذا اللفظ

باب در بیان مدبر و مکاتب و ام ولد

جابر گوید مردی از انصار غلامی را از پس پشت آزاد کرد و جز وی او را مالی نبود این خبر ا
با آنحضرت صلعم رسید فرمود کہ می خرد او را از من نعیم بن عبد اللہ او را بہشت صد درہم خرید کرد
متفق علیہ و در لفظی از بخاری چنین ست کہ پس محتاج شد آن مرد و در روایتی از
نسائی آمدہ بود بران مرد دین پس بفروخت آنرا بہمان ہشت صد درہم و آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم این دراہم بوی داد و گفت دین خود را ادا کن حدیث دلیل ست بر مشروعیت
تدبیر مطلقا و بر بیع مدبر با حاجت و خبر دال بر منع از بیع اگر بصحت رسد جمع ممکن ست و لیکن
صحیح نشدہ و قائل بجواز و اقف در موقف منع ست و بر مدعی عدم جواز بیان مانع از انست
اگر گوید مانع عتق ست گوئیم ناجز ست و امالہ بودن مشروط بشرط غیر واقع پس ممنوع ست
و در حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آمدہ کہ مکاتب
عبد ست مادامیکہ بر وی از مکاتبتش درہمی باقی ست اخرجہ ابو داود باسناد
حسن و اصلہ عند احمد و الثلثۃ و ام سلمہ گفتہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
فرمایہ چون یکی را از شما ای زنان مکاتب باشد و نزد آن مکاتب مال بود کہ بدل کتابت ادا
می تواند کرد پس باید کہ از وی در پردہ شود رواہ احمد و الاربعۃ و صححہ الترمذی
حدیث دلیل ست بر دو مسئلہ یکی آنکہ مکاتب را چون مال بقدر کتابت باشد وی
در حکم احرار ست سیدہ را از ان مملوک در پردہ می باید بود گو تمام مال ہنوز تسلیم نکردہ دوم
آنکہ مملوک را نظر بمالکہ روا ست مادام کہ او را مکاتب نکردہ ست و مال کتابت را می باید ابن
عباس گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود دیت دادہ می شود مکاتب بقدر آزادگی
دیت حر و بقدر رق دیت عبد رواہ احمد و ابو داود و النسائی یعنی اگر مکاتبی کہ
نصف مال کتابت دادہ است کشتہ شود قاتلش نیمہ دیتش بحساب حر و نیمہ بحساب بندہ
بمولای او بدہد و عمرو بن حارث کہ برادر جویریہ ام المومنین ست گفتہ نگذاشت آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ و صحبہ وسلم نزد موت خود درہمی و نہ دیناری و نہ بندہ و نہ داد مگر بغلہ بیضا کہ دلدل

نام نداشت وسلاح وزریسے کہ آنرا صدقہ ساختہ بود روادالبخاری واین حدیث
دلیل است بر تنزہ جناب مقدس او از ناموس دعراض دنیا وخلو قلب وقالب از اشتغال
باین مبتغی سرا و ورحدیث ابن عباس است نزد احمد و ابن ماجہ وحاکم باسناد ضعیف
مرفوعا ہر زن کہ بزاید از سید خود وی آزاد است بعد از مرگ وے واین دلیل است بر
حریت ام ولد بعد از مرگ سید وبرین ست دال حدیث متقدم کہ نہ بندہ گذاشت نہ بزاد
واین مسئلہ طویل الذیل است ابن کثیر جزے مستقل دران جمع کردہ وجملۂ اقوال دران ہشت
قول است وشک نیست کہ حکم بعتق ام ولد مستلزم عدم جواز بیع اوست پس اگراین حادثہ
کہ قاضی بحریت اوست بولادت از سید است بصحت رسد دلیل باشد بر عدم جواز بیع او
ولکن جماعتی از حفاظ ترجیح وقف بر عمر رضی اللہ عنہ کردہ اند واحوط نزد ما اجتناب از
بیع اوست زیراکہ اقل احوالش آنست کہ از امور مشتبہ باشد ومومنین وقاف اند نزد شبہات
چنانکہ صادق مصدوق بدان اخبار فرمودہ ودر حدیث سہل بن حنیف آمدہ کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود ہر کہ اعانت کند مجاہد را در راہ خدا یا غارم یعنی قرضدار را
در عسرت وی یا مکاتب را در رقبۂ او سایہ دہد او را حق تعالی روزیکہ جز سایۂ اوش سایۂ
دیگر نباشد اخرجہ احمد وصححہ الحاکم تا اینجا ادلہ احکام از کتاب بلوغ المرام باتمام ہول
مضامین وبلی التمام حاشیۂ شفاء الاوام انصرام یافت اکنون ابواب کتاب الجامع از
بلوغ المرام بعنایتی آید وباللہ التوفیق وھو المستعان

کتاب الجامع

درین کتاب ابواب ادب وبر وصلہ وزہد وورع وترہیب از مساوے اخلاق
وترغیب در مکارم عادات ذکر کردہ ونعم ما کرد است تا خاتمۂ جملہ امور بر حسنے باشد

باب در بیان ادب

مسلم از ابوهریره روایت کرده که رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم فرمود مسلمان را بر مسلمان
شش حق ست چون ملاقاتش کنی بروی سلام کن وچون ترا بخواند یعنی از برای
طعام اجابتش کن وچون نصیحت خواهد اندرزکن وچون عطسه زند والحمد لله گوید جوابش ده
یعنی یرحمك الله بگو وچون بیمار گردد عیادتش نما وچون بمیرد همراه جنازه اش برو ودر
حدیث ابی هریره ست مرفوعاً نظر کنید بکسیکه اسفل از شماست ودر تبه و نه بینید بکسیکه
بالاتر از شماست که این نظر اجدر بآنست که ازدرا در احتقار نعمت خدا بر خود کنید متفق
علیه واللفظ لمسلم ونواس ابن سمعان گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم سؤال از بر واثم یعنی
نیکی وبدی پرسیدم فرمود بر خوش خوئیست واثم آنست که در سینهٔ تو بافد وناخوش داری
اطلاع مردم بران اخرجه مسلم واین نیز از مسلم ست از حدیث ابن مسعود مرفوعاً چون شما سه کس
باشید دو کس با یکدیگر بدون آن سوم سرگوشی نکنند تا آنکه بمردم بیامیزند زیراکه این تناجی
اندوهگین می سازد آن دیگر را وابن عمر گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود مرد مردیگر را
از مجلس او برخیزانیده خودش در انجا نشیند ولکن فسحت و وسعت کنید متفق علیه وفرمود
چون یکی از شما طعام خورد دست خود پاک نسازد تا آنکه بلیسد یا بلیساند دیگری را واین نیز
متفق علیه ست از حدیث ابن عباس وابوهریره گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود
سلام کند صغیر بر کبیر وقلیل بر کثیر ودر روایتی از مسلم وسوار بر ماشی ودر حدیث علی ست مرفوعاً
کافی ست از جماعت چون بگذرد آنکه سلام کند یکی از آنان ومجزی ست از جماعت آنکه
جواب سلام گوید یکی از آنان ومجزیست از جماعت آنکه جواب سلام گوید یکی از آنان
رواه احمد والبیهقی وفرمود ابتدا نکنید یهود ونصاری را بالسلام وچون ملاقی شوید
ایشان را در راه مضطر گردانید بسوی اضیق مکان واین نیز از مسلم ست از حدیث علی واین
سنت از عمر دراز منسی گشته تا آنکه امروز قضیه بالعکس شده واز تبعات ترک این سنت ست
که زمام حکومت بلاد اسلام درین زمان بدست اهل کتاب ست وفرمود چون عطسه زند

یکے از شما الحمد لله بگوید و برادر وی یا رفیق او را یرحمک الله گوید و وی در جوابش یهدیکم الله
و یصلح بالکم فرماید اخرجه البخاری عن علی و هم از علی ست نزد مسلم مرفوعاً نیاشامد
یکے از شما استاده و چون نعل پوشد ابتدا بپای راست کند و چون بکشد ابتدا بپای
چپ نماید و باید که یمنے اول در نعل و آخر در نزع باشد و این متفق علیه ست از حدیث
علی و هم وی رضی الله عنه گفته که رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم فرمود نرود یکے از
شما در یک نعل یا هر دو بپوشد یا هر دو را خلع کند متفق علیه و در حدیث ابن عمر است مرفوعاً
نمی بیند خدا بسوی کسیکه می کشد جامه خود را بناز و فرمود چون بخورد یکے از شما و بنوشد
بدست راست بخورد و بنوشد زیرا که شیطان بدست چپ می خورد و می نوشد اول
متفق علیه ست و ثانی نزد مسلم و عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده آورده که آنحضرت صلی الله
علیه و آله وسلم فرمود بخور و بیاشام و بپوش در غیر سرف و مخیلا اخرجه احمد و ابو داود
و علقه البخاری

باب در بیان بر و صله

ابوهریره گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود هر که دوست دارد که فراخی کرده شود
در رزق وی و تاخیر کرده شود در اثر یعنے اجل وے باید که صله رحم کند اخرجه البخاری
و فرمود نمی درآید بجنت قاطع رحم متفق علیه من حدیث جبیر بن مطعم و فرمود
حرام کرده است خدا بر شما عقوق امهات و زنده در گور کردن دختران و منع و هات یعنی
بخل و گدائی کردن و مکروه داشته است قال و قیل و کثرت سؤال و اضاعت مال در
این متفق علیه ست از حدیث مغیرة بن شعبه و کراهت در لسان شارع مطلق می شود بر تحریم
پس نمی تواند غیر احترام باشد و عمرو بن العاص از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم آورده که رضای
خدا در رضای والدین ست و سخط یعنے ناخوشنودے خدا در سخط مادر و پدر ست اخرجه الترمذی
و صححه ابن حبان و الحاکم و انس گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود سوگند بکسیکه

جان من بدست اوست ایمان نمی آرد بنده تا آنکه دوست دارد آنچه برای همسایه یا برادر خود آنچه دوست می دارد از برای جان خود و این متفق علیه ست و در حدیث ابن مسعود آمده که پرسیدم رسول خدا صلعم را کدام گناه اعظم ست فرمود آنکه بند مقرر کنی برای خدا با آنکه وی ترا آفرید گفتم باز کدام گناه بزرگتر ست فرمود آنکه فرزندت را بکشی از ترس آنکه با تو بخورد گفتم باز کدام گناه فرمود آنکه زنا کنی با زن همسایه اخرجه الشیخان متفقاً و هم در حدیث متفق علیه ست از ابن عمرو بن العاص مرفوعاً که از کبائر ست دشنام دادن مرد بما در و پدر خود گفته شد رجل والدین را سب می کند فرمود آری دشنام می دهد پدر کسی را پس وی پدر او را دشنام می دهد و سب می کند مادر او را پس وی سب مادر این کس می نماید بیت

دهن خویش بدشنام میالا صائب کین زر قلب بهر کس که دهی باز دهد

و در حدیث متفق علیه از ابی ایوب انصاری ست مرفوعاً حلال نیست مسلمان را که ترک دهد برادر خود را زیاده بر سه شب ملاقی می شوند هر دو و اعراض می کند این و آن یعنی از یکدیگر و بهتر هر دو کسی ست که ابتدا بسلام کند و جابر گفته رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم فرمود هر معروف صدقه است اخرجه البخاری و لفظ ابی ذر این ست حقیر مدار از معروف هیچ شئ اگرچه ملاقی شوی برادر خود را بروی کشاده و فرمود چون بپزی شوربا بسیار کن آب آنرا و باز پرس همسایگان را اخرجهما مسلم و در حدیث ابو هریره ست مرفوعاً هر که دور کند از مسلمان کربتی را از کرب دور کند خدا از وی کربتی را از کرب روز قیامت مراد بکربت سختی ست و هر که آسانی کند بر تنگدست آسان سازد خدا بر وی در دنیا و آخرت و هر که پرده پوشد مسلمانی را در دنیا بپوشد خدا پرده او در دنیا و آخرت و خدا در مدد بنده ست مادام که بنده در مدد برادر خود باشد اخرجه مسلم و فرمود هر که دلالت کرد بر خیر او را مثل اجر فاعل باشد اخرجه مسلم عن ابن مسعود و ابن عمر مرفوعاً گفته هر که پناه خواهد شما را بخدا

او اینها دو ہیا و ہر کہ سؤال کند شما را بدہید او را چیزی بدہید و ہر کہ نکوئی کند با شما جزای احسان کنید واگر نیابید دعایش دہید احرجہ البیہقی وتحقیقت دراو امر وجوب ست

باب در بیان زہد و ورع

نعمان بن بشیر گفتہ آنحضرت را شنیدم می فرمود حلال ہویداست و حرام ہویدا و میان این ہر دو مشتبہات ست کہ بسیاری از مردم آن را نمی دانند ہر کہ از آن شبہات پرہیز کرد وی دین وآبروی خود نگاہ داشت و ہر کہ دران افتاد در حرام افتاد ہمچو چراننده کہ گرد چراگاہ می چراند نزدیک ست کہ دران سیفتد آگاہ باشید کہ ہر پادشاہ را حمی ست وحمای خدا محارم او سبحانہ ست و در تن آدمی پارہ گوشت ست چون نیک شود ہمہ تن صالح گردد چون تباہ گردد ہمہ تن تباہ گردد آگاہ باشید کہ آن پارۂ گوشت دل ست متفق علیہ واین حدیث اصل عظیم و قاعدۂ کبیرہ است و در ین حلالہ ستوکافی شرح مستقل نوشتہ و بغایت افادہ پرداختہ و نعمان نزد روایت این حدیث ہر دو انگشت خود بگوش نازل ساختہ مقصود تاکید شنیدنش از آنحضرت صلعم ست بیت

حرف از زبان دوست شنیدن چہ خوش بود یا از زبان آنکہ شنید از زبان دوست

و در حدیث ابوہریرہ ست نزد بخاری مرفوعا ہلاک شد بندۂ دینار و درہم و جامہ اگر دادہ شد خوشنود گشت واگر نداده شد خوشنود نشد ع

گفت چشم تنگ دنیا دار را یا قناعت پر کند یا خاک گور

وظاہر ست کہ آخر دینار نارست وآخر درہم ہم ہم چون این ہر دو باخست جامہ جمع شد ہلاک نقد وقت آمد خنک کسی ست کہ در ہمہ حال خوشنود ست کما قیل ع

نہ شادی داد سامانی نہ غم آورد نقصانی بہ پیش ہمت ما ہر چہ آمد بود مہمانی

ابن عمر گفتہ گرفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر دو دوش من و فرمود باش در دنیا گویا تو غریبی یا راہگذری چہ ہر کہ مسکن ومسکن تو وطن ندارد یا بر سر راہ ست وے دل

بچیزی نمی بندد ابن عمر می گفت چون شام کنی منتظر بامداد مباش و چون صبح کنی نگران
شام مباش ۵

بر هستی خود نه اعتماد ست بکن … نی بهر کسی قصد فسادی ست کن
چندی اگرت زمانه اینجا دارد … خاکی شو و انتظار بادی می کن

وگفت بگیر از صحت خود برای سقم خویش و از حیات خویش برای موت خود اخرجه البخاری

برگ عیشی بگور خویش فرست … کس نیارد ز پس تو پیش فرست

وهم در حدیث ابن عمرست نزد ابو داود و ابن حبان صحیحش گفته که آنحضرت صلی الله علیه
وآله وسلم فرمود هر که مانا شد بقومی وی معدود دران قوم ست و این حدیث محتمل بسط
طویل ست و اصلی ست از اصول عظیمه دین کتاب اقتضاء الصراط المستقیم که تالیف شیخ الاسلام
ابن تیمیه رحمه الله تعالی ست گویا شرح همین حدیث من تشبه بقوم فهو منهم ست و
ابن عباس گفته در پس آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم بودم یک روز فرمود ای غلام نگاهدار
خدا را نگاهدارد ترا نگاهش دار یابی او سبحانه را روبروی خود و چون خواهی از خدا بخواه ۵

از خدا خواهم و از غیر نخواهم بخدا … که نیم بنده غیر و بخدای دگر ست

وچون مدد خواهی مدد بخدا خواه اخرجه الترمذی وقال حسن صحیح و نزد ابن ماجه
وغیره بسند حسن از سهل بن سعد آمده که مردی نزد آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم آمد و گفت
ای رسول خدا صلعم راه نما مرا بر کاری که چون بکنم دوست دارد مرا خدا فرمود بی رغبتی و زهد
کن در دنیا دوست گیرد ترا خدا و زهد کن در آنچه نزد مردم ست دوست دارند ترا مردم معلوم
شد که بی نیازی از دنیا از مال و سامان مردم سبب محبت الهی و دوستی مردم ست ۵

بی نیازی هستی دارد که بیان واقف اند … ما هم از دست رد خود چنبرها بخشیده ایم

وسعد بن ابی وقاص از آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم شنیده که می فرمود خدا دوست میدارد
بنده پرهیزگار آسوده حال گوشه گزین را اخرجه مسلم ۵

مرا بیگانگ از خلق با حق آشنا کرده است ؛ بلطف سخن کس کم باختن بسیار زیاد
و در حدیث مرفوع ابو هریره است نزد ترمذی بسند حسن که از حسن اسلام مرد است
ترک آنچه مالایعنی و این حدیث تنها آن چهار حدیث است که در دین و دنیا انسان را
کافی است و شرح دراز می خواهد این مختصر آن را برنمی تابد و مقدام بن معدیکرب گفت
آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود پر نکرد فرزند آدم هیچ آوند بدتر از شکم یعنی شکم
بدترین آن آوند هاست که پر کرده شود و از سیر شدن شر هاء بیهامی زاید و انس گفت
آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود هر بنی آدم بسیار خطا کار است و بهترین خطا کاران
توبه کنندگان اند اخرجه الترمذی و ابن ماجة و سندش قوی است و هم در حدیث
انس است که فرمود رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم خاموشی حکمت است و قلیل اند فاعل
آن و این نزد بیهقی است در شعب بسند ضعیف و صحیح آنست که قول لقمان حکیم است

باب در ترهیب از مساوی اخلاق

ابو هریره گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود دور دارید خود را از حسد زیرا که حسد حسنات
را چنان می خورد که آتش هیزم را و این را ابو داود اخراج کرده و ابن ماجه از حدیث انس
نحو آن آورده و هم ابو هریره گفت که رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم فرمود نیست پهلوان آنکه
مردم را بر زمین اندازد دشدید کسی است که نزد غضب مالک جان خود باشد متفق علیه
و هم در حدیث متفق علیه است مرفوعاً از ابن عمر ظلم ظلمتها است روز قیامت و لفظ مسلم از
جابر مرفوعاً چنین است که بپرهیزید ستم را که ستم تاریکیها است روز قیامت و بپرهیزید بخل را
که این بخل هلاک کرد کسے را که پیش از شما بودند و امام احمد بسند حسن از محمود بن لبید مرفوعاً تعالیٰ
نمود که مخوف ترین آنچه می ترسم بر شما شرک کوچک است یعنی ریا ؎

کلید در دوزخ است آن نماز   که در چشم مردم گزاری دراز

و در حدیث ابی هریره از آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم آمده که نشان منافق سه چیز است

چون سخن گوید دروغ گوید و چون وعده کند خلاف نماید و چون امانت نهاده شود خیانت
کند متفق علیه و نزد شیخین از حدیث ابن عمر این قدر زیاده آمده که چون مخاصمت
کند فجور نماید و هم در حدیث متفق علیه است از ابن مسعود مرفوعاً که دشنام کردن مسلمان
فسوق است و کشتن او کفر و از ابوهریره از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم آورده که دور
دارید خود را از گمان بد زیرا که گمان اکذب حدیث ست متفق علیه و در صحیحین ست
متفقاً از معقل بن یسار گفت شنیدم رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم را می فرمود
نیست هیچ بنده که استرعا کند از وی خدا رعیتی را میرد روزیکه بمیرد و او خائن ست
مگر آنکه حرام کند خدا بر وی جنت را و مسلم از عائشه روایت کرده که آنحضرت صلی الله علیه و آله
و سلم فرمود ای خدا هر که والی چیزی شد از امت من و شاق آمد بر ایشان دشواری
کن بر وی و فرمود چون قتال کند یکی از شما باید که بپرهیزد از روی متفق علیه من حدیث
ابی هریرة یعنی بر روی نزند و هم در حدیث وی رضی الله عنه است که مردی گفت
ای رسول خدا صلعم وصیت کن مرا فرمود خشم مگیر آن مرد مکرر همین سوال کرد هر بار لا تغضب
فرمود دراین نزد بخاری ست و از روایت خولة انصاریه نزد بخاری مرفوعاً آمده که مردم
خوض می کنند در مال خدا بغیر حق ایشان را نار باشد روز قیامت و در مسلم ست از ابی ذر
از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در آنچه روایتش از پروردگار خویش می فرماید که ای
بندگان من حرام کرده ام من ظلم را بر جان خود و حرام ساختم ستم را میان شما پس
ظلم مکنید بر یکدیگر و ابوهریره گفت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم گفت می دانید که غیبت
چیست گفتند خدا و رسول او دانا تر اند فرمود ذکر کردن تو برادرت را بآنچه ناخوش می دارد
گفتند اگر باشد در برادر من آنچه می گویم فرمود اگر هست در وی آنچه می گوئی غیبت کردی
او را و اگر نیست بهتان بستی بر وی اخرجه مسلم و هم در حدیث ابی هریره ست مرفوعاً حسد
مکنید و نه تناجش و نه دشمنی کنید و نه غیبت کنید در پس پشت و نه بیع کند بعض شما بر بیع بعض

واشید بندگان خدا برادر یکدیگر مسلم برادر مسلم ست ستم نمی کند او را و فرو نمی گذارد و حقیر
نمی نماید او را و حقیر نمی شمرد او را تقوی اینجاست واشاره کرد بسوی سینهٔ مبارک بس ست
آدمی را از شر آنکه حقیر پندارد برادر مسلمان را تمام مسلم بر مسلم حرام ست خون وی و مال
وی و آبروی او و این نیز نزد مسلم ست، و ترمذی از حدیث قطبه بن مالک روایت کرده
و حاکم صحیحش گفته که بود رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم می گفت اللهم جنبنی منکرات
الاخلاق والاعمال والاهواء والادواء بار خدایا یکسو دار مرا از ناشناخته
خلقها و کردارها و خواهشها و بیماریها و ابن عباس گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله و
سلم فرمود جدال مکن یعنی خصومت مکن برادر خود را و مزاح مکن او را و پیمان مکن با وی که خلاف
کنی و این را ترمذی بسندی آورده که در آن ضعف ست و هم نزد ترمذی ست از
حدیث ابی سعید خدری مرفوعا دو خصلت ست که جمع نمی شود در مومن یکی بخل و دیگر
خلق بد و سندش ضعیف ست و مسلم راست از حدیث ابو هریره مرفوعا دو دشنام
دهنده هرچه گویند گناهش بر بادی ست تا آنجا که مظلوم تجاوز نکرده و ابو صرمه گفته رسول خدا
صلی الله علیه و آله و سلم فرمود هر که گزند رساند گزند رساند او را خدا و هر که دشمنی کرد مسلمان را
دشمنی کند بر وی خدا تعالی اخرجه ابو داود والترمذی و حسنه و گفت
ابو الدرداء فرمود رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم او تعالی دشمن می دارد فاحش بیهوده گو
را و این را ترمذی تصحیح کرده و نزد او ست از حدیث ابن مسعود مرفوعا که مومن طعن کننده
نباشد و نه لعنت کننده و نه فحش گوینده و نه بد زبان و این را تحسین کرده و حاکم تصحیحش
پرداخته لیکن راجح نزد دارقطنی وقف اوست و در حدیث عائشه مرفوعا آمده دشنام
مدهید مردگان را که رسیدند بانچه پیش فرستادند اخرجه البخاری و فرمود داخل جنت
نمی شود سخن چین و این متفق علیه ست و انس گفته آنحضرت فرمود هر که باز داشت خشم خود
باز دارد خدا از وی عذاب خود و این را طبرانی در اوسط اخراج کرده و آنرا شاهدیست

از حدیث ابن عمر نزد ابن ابی الدنیا و ابو بکر صدیق رضی الله عنه گفت آنحضرت صلی الله
علیه و آله و سلم فرمود نمی درآید بهشت مرد فریبنده و نه بخیل و نه بد خلق و این حدیث
را ترمذی در حدیث ساخته اخراج کرده و در سندش ضعف ست و فرمود کسیکه بشنود
سخن قومی و حال آنکه قوم ناخوشش دارند ریخته شود در هر دو گوش او آنک روز قیامت
اخرجه البخاری عن ابن عباس و در حدیث انس ست مرفوعاً خوشی باد کسی را که
باز داشت عیب او از عیبهای مردم و سندش نزد بزار حسن ست و ابن عمر گوید آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم فرمود هر که بزرگ شد در نفس خود یعنی خود را معظم گرفت ملاقی شود خدا
را عز و جل سبحانه بروی خشمناک باشد اخرجه الحاکم و رجال سندش ثقات اند و نزد
ترمذی است و گفته که حسن ست از سهل بن سعد مرفوعاً شتابی در کارها از طرف شیطان است
و فرمود نحوست بد خلقی ست و این نزد احمد ست از عائشه رضی و در سندش ضعفی ست و ابو الدرداء
گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرماید لعنت کنندگان نه شفیع باشند روز قیامت
و نه شهید اخرجه مسلم و لعنت در این است شیوه طائفه رفض ست اعاذنا الله
منها و در حدیث معاذ بن جبل ست مرفوعاً هر که عار دهد برادر خود را بگناهی نمیرد تا آنکه
خودش بکند ترمذی این را حسن گفته لیکن سندش منقطع ست و بهز بن حکیم عن ابیه عن
جده روایت کرده که رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم فرمود وای ست کسی را که سخن
گوید و دروغ گوید تا قوم را بدان سخن بخنداند وای ست او را باز وای ست او را اخرجه
اهل السنن و اسنادش قوی ست مراد مسخرگی پیشگان اند و در حدیث انس مرفوعاً
آمد که کفاره کسی که غیبتش کرده آنست که برایش آمرزش خواهد رواه الحارث بن
اسامة باسناد ضعیف و فرمود دشمن ترین مردمان نزد خدا الد الخصم یعنی مرد سخت
خصومت است اخرجه مسلم

باب در ترغیب بمکارم اخلاق

فرمود رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم بر شماست راست گفتاری زیرا که صدق راه
می نماید به نیکوکاری و نیکوکاری راه می نماید بسوی بهشت و همیشه آدمی راست
می گوید و تحری صدق می کند تا آنکه نزد خدا صدیق نوشته می شود یعنی بسیار راست گو
و دور دارید خود را از دروغ زیرا که کذب راه می نماید بسوی فجور و فجور هادی ست
بسوی نار و لایزال آدمی دروغ می گوید و تحری قصد کذب می نماید تا آنکه نوشته می شود
نزد خدا کذاب متفق علیه من حدیث ابن مسعود و هم در صحیحین است متفقا از
ابی هریره مرفوعا دور دارید خود را از ظن زیرا که ظن اکذب حدیث و دروغ ترین سخنهاست
و فرمود بپرهیزید خود را از نشستن در راهها گفتند ای رسول خدا صلعم چاره نیست ما را
از نشستن گاهها که سخن کنیم آنجا فرمود چون با زنی مانید بارے حق راه بجا آرید گفتند حق
چیست فرمود چشم پوشیدن و باز ماندن از ایذا رسانی و جواب سلام دادن و امر بمعروف
و نهی از منکر کردن متفق علیه و لنعم ما قیل ؎

به پیر میکده گفتم که چیست راه نجات ‌‌ ‌ بخواست جام می و گفت عیب پوشیدن

معاویه گفت آنحضرت فرمود هر که خدا با وی اراده خیر می فرماید او را در دین فقیه می گرداند متفق
علیه مراد بفقه درین حدیث و دیگر احادیث که در معنی این حدیث است باتفاق اهل علم
و فقه فهم کتاب و سنت و درک ادله و تیقن ملت است نه فقه مصطلح علمای فروع و مسائل
رای و در سلف مرو زاهد در دنیا و راغب در آخرت را که عامل بر کتاب و حدیث و عالم
بقرآن و سنت می بود فقیه می گفتند و امروز فقیه عبارت از کسی ست که متشدق ثرثاره
متفیهق مهذار باشد و فتاواهای بسیار از اقوال و آرای اهل روزگار نزد وی مهیا
موجود بود و مردم را بدان قضا و افتا کند فانا لله و انا الیه راجعون ابو الدرداء گفت
فرمود رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم هیچ شئ در ترازو گران تر از حسن خلق نیست و این
نزد ابو داود است و ترمذی تصحیح کرده و در حدیث ابن عمر است مرفوعا که حیا شعبه از ایمان است

متفق علیه وفرمود از آنچه مردم از کلام نبوت اولی دریافته اند این سخن ست که چون
شرم نکردے هرچه خواهے بکن اخرجه البخاری و در حدیث ابو هریره است نزد مسلم
مرفوعًا مومن قوی بهتر و احب ست بسوی خدا از مومن ضعیف و در هر مسلمان خیر ست
حرص کن بر آنچه ترا سود دهد و مدد از خدا جو و عاجز مشو و چون مصیبتے رسد بتو مگو اگر چنین
می کردم چنان می بود ولکن بگو که قدر الله و ما شاء فعل یعنی خدا همچنین مقدر کرد و
آنچه خواست نمود زیرا که حرف لو بمعنے کاش عمل شیطان می کشاید و عیاض بن حمار گفته
آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود او تعالی وحی فرستاده است بسوی من که فروتنے
کنید شما تا آنکه یعنی نکند احدی بر احدی و نازش نماید هیچ یکی بر هیچ یکی اخرجه مسلم
و در حدیث ابی الدرداء ست مرفوعًا هر که باز دارد آزار روی برادر خود در پس پشت او
برگرداند خدا از روی او آتش دوزخ را روز قیامت اخرجه الترمذی و حسنه و نزد
احمد از حدیث اسماء بنت یزید نحو آن آمده و گفت ابو هریره که فرمود رسول خدا صلی الله
علیه وآله وسلم نکرد هیچ صدقه از مال چیزے را نقص و خدا بنده را بعفو یعنی از جرم و
تقصیر دیگری مگر عزت و لا تواضع نکرد احدے از برای خدا مگر بلند کرد او را خدای تعالی
اخرجه مسلم و عبد الله بن سلام گفته آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود ای مردم
فاش کنید سلام و بخورانید طعام و پیوند سازید ارحام و نماز گزارید بشب و مردم در خواب اند
در آئید بجنت بسلام ترمذی گفته این حدیث صحیح ست و تمیم داری گوید رسول خدا صلی الله
علیه وآله وسلم فرمود دین نصیحت ست سه بار گفت این را گفتیم از برای کیست اے
رسول خدا صلعم فرمود خدا را و کتاب او را و رسول را و ائمه مسلمین و عامه ایشان را اخرجه
مسلم و فرمود اکثر چیزی که در بهشت در آرد تقوے الله و حسن خلق ست اخرجه
الترمذی و صححه الحاکم عن ابی هریرة و هم در حدیث مرفوع اوست نزد ابو یعلے
شما نمی توانید گنجید مردم را با اموال خود ولکن باید که بگنجد آنان را از شما بسط وجه و حسن خلق

حاکم گفته این حدیث صحیح ست و گفته ابو داؤد باسناد حسن از ابوهریره مرفوعا این ست مومن آئینه برادر مومن خود ست یعنی با و از عیب او آگاه می سازد و ازنا ابن عمر آمده که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود مومنی که با مردم می آمیزد و بر اذای شان صبر می کند بهتر از کسی ست که مخالط مردم و صابر بر اذای شان نیست و این را ابن ماجه باسناد حسن اخراج کرده و این حدیث نزد ترمذی نیز هست لیکن نام صحابی نبرده و احمد از ابن مسعود آورده که گفت رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم اللهم احسنت خلقی فحسن خلقی و در مشکوة این حدیث را از عائشه رضی الله عنها روایت نموده و ابن حبان گفته صحیح ست

باب در بیان ذکر و دعا

گفت ابوهریره گفت رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم حق تعالی می فرماید من با بنده خویشم تا ذکر من می کند و بهر دو لبش بیاد من جنبند و این نزد ابن ماجه ست و ابن حبان تصحیحش کرده و بخاری تعلیقا آورده و در حدیث معاذ بن جبل ست مرفوعا نکرد ابن آدم هیچ عملی که نجات دهنده تر باشد او را از عذاب خدا از ذکر خدا اخرجه ابن ابی شیبة والطبرانی و اسنادش حسن ست و مسلم از ابوهریره مرفوعا روایت نموده که نشست قومی در مجلسی که ذکر خدا می کنند در ان مگر گرد آگرد فتند آن قوم را ملائکه و پوشید آنان را رحمت و لسلم از ابوهریره نزد ترمذی این ست نشست قومی بمقعدے که ذکر خدا اندران نکردند و درود نه فرستادند بر نبی مگر باشد حسرت بر ایشان روز قیامت و این حدیث حسن ست و در حدیث ابوایوب ست نزد شیخین متفقا مرفوعا هر که گفت لا اله الا الله وحده لا شریک له ده بار وی همچو کسی ست که چهار نفس را از اولاد اسمعیل آزاد کرد و از ابوهریره گفت فرمود آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم هر که سبحان الله وبحمده صد بار گفت افگنده شد خطایای او اگرچه باشد همچو کف دریا یعنی در کثرت و این متفق علیه ست و مسلم از حدیث جویریه آورده گفت

آنحضرتﷺ مرا گفتم بعد از تو چہار کلمہ اگر وزن کردہ شوند با آنچہ گفتی تو از این روز برابر آیند بدان سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ وابو سعید خدری مرفوعاً آوردہ کہ باقیات صالحات این ست لا الہ الا اللہ و سبحان اللہ واللہ اکبر والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اخرجہ النسائی وصححہ ابن حبان والحاکم واحادیث در فضائل این کلمات جمعاً وفرادیٰ بسیار آمدہ ودر حدیث سمرۃ بن جندب ست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود دوست ترین سخنہا نزد خدا چہار سخن ست زیان نمی کند ترا بہر چہ از ان آغاز کنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر این نزد مسلم ست ودر حدیث متفق علیہ مرفوع بروایت ابی موسیٰ اشعری ست کہ گفت مرا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے عبد اللہ بن قیس راہ نمایم ترا بگنجی از گنجہای بہشت لا حول ولا قوۃ الا باللہ ونسائی ولا ملجأ من اللہ الا الیہ ہم زیادہ کردہ ودر حدیث نعمان بن بشیر آمدہ مرفوعاً کہ دعا عبادت است اخرجہ الاربعۃ وصححہ الترمذی ولہ من حدیث انس رضی الدعا مخ العبادۃ ست ونزدش از حدیث ابی ہریرہ باین لفظ مرفوعاً آمدہ نیست چیزی اکرم بر خدا از دعا واین را ابن حبان وحاکم صحیح گفتہ اند واز ینجا ثابت شد کہ دعاے غیر اللہ از انبیاء واصنام وصلحاء وشیاطین وکواکب عبادت غیر اللہ ست پس شرک باشد زیرا کہ معبود بحق جز حق سبحانہ دیگری نیست وانس گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماید رد کردہ نمی شود دعا میان اذان واقامت اخرجہ النسائی وغیرہ وصححہ ابن حبان وغیرہ ومواضع اجابت دعا در حصن حصین یکجا ذکر کردہ این یکے از انہاست ودر حدیث سلمان ست کہ گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب شما شرمناک وکریم ست شرم دارد از بندہ خود چون ہر دو دست بر دارد از انکہ تہی بر گرداند اخرجہ الاربعۃ الا النسائی وصححہ الحاکم وعمر گفتہ بود آنحضرتﷺ چون دراز میکرد ہر دو دست خود در دعا بر نمی گردانید آنہا را

تا آنکه مسح ردی جو رو آن بر و می فرمود اخرجه الترمذی و حدیث را شاہد است
از احادیث ابن عباس نزد ابو داؤد و مجموعش متقضی آنست که حسن باشد
بر داشتن و نشاندن و سوختن بدرستیکه از آداب و عادت و فرمود اولی مردم بمن
روز قیامت اکثر ایشان در درود بر من است اخرجه الترمذی و صححه ابن حبان
در این حدیث بشارت عظیم است ارباب کسانیکه اکثر الصلوة اند بر رسول خدا صلی الله
علیه و آله وسلم و در این است ابن مسعود در مرو ایل علم مختص باہل حدیث است وقتیم
اولی الناس به صلاة بآن عن و امی ست

در دیر ماں و مونس جان ست نام یار ... یک دم ستے روو که کرر نے ستود
و شداد بن اوس گفته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود سید الاستغفار این است
که بگوید اللهم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی و انا عبدک و انا علی عهدک
و وعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی
و ابوء بذنبی فاغفر لی فانه لا یغفر الذنوب الا انت اخرجه البخاری
و در حدیث ابن عمر ست که بود رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم که ترک فرماید این کلمات
را وقتیکه شام کند و صبح کند اللهم انی اسألك العافية فی دینی و دنیای
و اهلی و مالی اللهم استر عوراتی و آمن روعاتی اللهم احفظنی من
بین یدی و من خلفی و عن یمینی و عن شمالی و من فوقی و اعوذ بعظمتك
من ان اغتال من تحتی اخرجه النسائی و ابن ماجة و صححه الحاکم و سلم
از حدیث ابن عمر آورده که گفت رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم اللهم انی اعوذ بك
من زوال نعمتك و تحول عافیتك و فجاءة نقمتك و جمیع سخطك و هم در حدیث
ابن عمر ست روایت نسائی و صححه الحاکم که فرمود آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم اللهم انی
اعوذ بك من غلبة الدین و غلبة العدو و شماتة الاعداء و در روایت دیگر شنید

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردی را می گفت اللهم انی اسألك بانی اشهد
أنك انت الله لا اله الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له
کفوا احد فرمود تحقیق خواست خدا را بنامی که چون سؤال کرده شود بدان بدهد و را
وچون خوانده شود بدان بپذیرد اخرجه الاربعة وصححه ابن حبان وهم نزد
اربعہ ست از ابوہریرہ کہ چون صبح می کرد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می گفت اللهم
بك اصبحنا وبك امسينا وبك نحيى وبك نموت واليك النشور وچون شام
می کرد ہمچنین می گفت مگر آنکہ بجاے اليك النشور ہنگام شب اليك المصير می گفت
وانس گفتہ اکثر دعای آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این بود ربنا آتنا فی الدنیا
حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار متفق علیہ وابوموسی اشعری
گفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این دعا میگفت اللهم اغفر خطیئتی واسرافی
فی امری وما انت اعلم به منی اللهم اغفر لی جدی وهزلی وخطائی و
عمدی وکل ذلك عندی اللهم اغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت
وما اعلنت وما انت اعلم به منی انت المقدم وانت المؤخر وانت علی کل
شیٔ قدیر متفق علیہ ومسلم از حدیث ابوہریرہ آوردہ کہ می گفت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اللهم اصلح لی دینی الذی هو عصمة امری واصلح لی دنیای
التی فیها معاشی واصلح لی آخرتی التی الیها معادی واجعل الحیاة زیادة
لی فی کل خیر واجعل الموت راحة لی من کل شر وانس گفتہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میگفت اللهم انفعنی بما علمتنی وعلمنی ما ینفعنی رواہ النسائی
والحاکم ونزد ترمذی از حدیث ابی ہریرہ نحو آن آمدہ ودر آخرش گفتہ وزدنی علما
الحمد لله علی کل حال واعوذ بالله من حال اهل النار واسنادش حسن ست و
عائشہ رضی اللہ عنہا را این دعا آموخت اللهم انی اسألك من الخیر کله عاجله

وآجله ما علمت منه وما لم اعلم واعوذ بك من الشر كله عاجله وآجله
ما علمت منه وما لم اعلم اللهم اني اسألك من خير ما سألك عبدك
ونبيك واعوذ بك من شر ما عاذ به عبدك ونبيك اللهم اني اسألك الجنة وما قرب اليها
من قول او عمل واعوذ بك من النار وما قرب اليها من قول او عمل واسألك ان تجعل كل قضاء قضيته
لي خيرا، این نزد ابن ماجه است و ابن حبان و حاکم تصحیحش نموده اند و بالجمله در
ادعیهٔ نبویه علی صاحبها الصلاة والتحیة کتب مستقله تالیف یافته از انجمله حصن حصین جزری است
و اذکار نووی و کتاب سلاح المؤمن و کتاب فرند سلاح ترجمهٔ آن و این کتب جامع غالب
ادعیه است که باسانید صحیحه و حسنه ثابت گشته و روایات ضعیفه هم دارد و این کتب را
شروح است که در آن اعتنا بتنقیح رجال سند و صحت و ضعف متن رفته از انجمله
تحفة الذاکرین شرح عدة الحصن الحصین از علامه شوکانی رحمه الله است و بعض اهل علم از آن
کتب انتخاب دعوات صحیحه و حسنه کرده اند و از انجمله است کتاب حزب اعظم و حزب مقبول
و چون الفاظ نبویه و عبارات محمدیه را تاثیری دیگر است لهذا درین مختصر درین باب
بترجمهٔ ادعیه پرداخته نشد و تتبع دواوین سنت شاهد است که هیچ خیر دنیا و آخرت
نیست مگر آنکه رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم آن را از خدای تعالی خواسته و هیچ آفت
و شر در دارین نیست مگر آنکه از آن بخدای مالک پناه جسته پس چنانکه در عبادات و معاملات
اتباع بر ما ضرور و خوب است تا زیادتی بر دین کامل و نقصانی در اتمام نعمت پدید نیاید همچنان
نزد ما داعی خیر و طالب نجات را کوتاه ساختن دعوات خویش بر ادعیهٔ ماثوره و چشم بستن
از ادعیهٔ ساخته و پرداختهٔ مشائخ و غیرهم خیلی مستحسن است وفی ذلك فلیتنافس المتنافسون
وعلیها فلیقتصر المقتصرون و در صحیحین از ابوهریره رضی الله عنه روایت کرده اند
که گفت فرمود رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم دو کلمه است که دوست باشند خدا را و گران است
در ترازو یکی سبحان الله وبحمده و دیگر سبحان الله العلی العظیم و مسلم از حدیث ابوذر

رضی اللہ عنہ آوردہ کہ وی پرسید از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ کدام کلام فاضلتر است
فرمود کلامی کہ برگزیدہ واختیار کردہ است او تعالی از برای ملائکۂ خود وآن کلام این است
سبحان اللہ وبحمدہ

خاتمۃ الطبع ریختۂ خامۂ جامع فضائل معنوی وصوری حکیم مولوی محمد احسن حاجی فوری عافاہ اللہ تعالی

یکتاے بی ہمتا را ستایش کہ دین اسلام را اصدق ملل وملت محمدیہ را احق نحل گردانید
وپیغمبر آخر الزمان را نیایش کہ مضمون حدیث العلم ثلثۃ آیۃ محکمۃ وسنۃ قائمۃ
وفریضۃ عادلۃ چنانکہ باید وشاید در درون اہل علم نشانید وآل وصحب را کورنش کہ
فرگفتہاے دین را آنچنانکہ شنیدند بی کم وکاست بما دور افتادگان رسانیدند سپس گوش
اسلامیان را مژدہ شنیدن وچشم ایمانیان را نوید دیدن باد کہ درین عہد سعادت مہد
علیا حضرت عالیہ نہمت ملکۂ ملکی صفات مالکۂ قدسیہ سمات برنامج فیوض اتم واعم تاریخ
جہان جود وکرم کشور ہند فضائل را تاج مکلل حلۂ مالوف فضائل را طراز اول جناب معلی
القاب نواب شاہجہان بیگم رئیس دلاور اعظم طبقۂ علیاے ہند کرون آف انڈیا
دام اقبالہا کہ زمانہ بوجود باجودش بر خویش نازان وزمانیان بربط بارگاہ بلند پایگاہش
بابخت سبز ہمبران این نامے نامہ وگرامی صحیفہ نامزد بطرفۃ المجادی من جنان
ہدی الہادی کہ گلہاے احکامش ہمہ از ریاض کتاب وسنت دمیدہ وگلشن بہار
مسائلش از صحبت خار وخس صحرای رای رہیدہ بحرکت ارادی کاکاسحقائق سالکات حدیقۂ
نوبہار فضل وہنر ثانی اثنین بدر والاگہر بحر سیادت وسعادت را آب آفتاب شرافت
وفضیلت را تاب یگانۂ دہر وفرزانۂ عصر سرمایۂ عزت وتفاخر جناب ابو الخیر میر
نور الحسن خان بہادر مہین پور نواب مستطاب معلی القاب عالیجاہ امیر الملک

دام مجدهم بفرمایش اورنگ زیب ایوان دین پروری کشورستان عالم حق گستری خادم سنت سنیه سهله بیضا ملازم معالم شریعت صادقه غرّا سراپا نقاوت و لب ریز نیکو منش آنکه را دین پرور نواب محمد احمد خان بهادر ولیعهد جناب عالی قباب نواب مهابت خان بهادر رئیس جوناگده حفظهما الله تعالی از مکمن لیلون بر منصه شهود جلوه گری کرده و بحسن ادای تالیف و لطافت تحقیق دلبری نموده با این همه ایجاز عبارت و قصر اشارات جامع جمیع ابواب عبادات و معاملات با زیادت احکام اخلاق و آداب آمد ... ع

یا نعمة حمتها الفاظها تستعذب لا تستقلی اجمها فیها الکتب الطیب

درین گرامی نسخه مسئله نه بینی که شاهدی عدل از کتاب و سنت همراه نداشته باشد و حکمی گوش نکنی که با شاهد نصوص حدیثیه هم دوش نبود کتاب ست و کدام کتاب که غائله اتباع در جا ر دانگ عالم افگنده و اصول قال و قیل را از بیخ بر کنده متبعان را سرمایه هزار دولت ست و محصلان را مفتاح باب دلیل و حجت زمرهٔ اتباع را دستاویزی بس سجل از برای عمل بحدیث ست و کاروان سنت را بنا بر قطع مهاوی راسه یکی سطیحه حقیقت آب بایش گوئی روح الروح اولاد صحیحه ست و غسل غسلش وانی که عصارهٔ درایت صریحه ممکن نیست که مانندش در مؤلفات فقهای زمان می توان یافت و دشوار ست که

تار و پود رای ست و فنا بر نهج آن در کارگاه آگهی می توان یافت ع

تو فتنهٔ زمانه شدی ورنه روزگار بوده است پیش ازین قدری آرمیده تر

خلقی برای منتظر جان سپردن اند ای شهسوار حسن عنان را کشیده تر

و با لجمله چون این دستگر کاشانهٔ دین و خانه برانداز تقلید مجتهدین تصحیح سراپا تنقیح معدن کرامت و سماحت منبع امین دار الطباعه محقق دلپسند مدقق ارجمند ثمرهٔ شجرهٔ نبویه شجرهٔ ثمرهٔ مصطفویه دانشمند کار آگاه مولوی سید ذو الفقار احمد سلمه الله الاحد باشرکت نظر حسن یکتا زمیدان فضائل حاوی هرگونه مزایا و فواضل عارف کامل مولانا محمد عبد الحق حفظه الله و بلغه الی منتهی مرامه آیای

توحید بیان خدا دوست و رہنمای طالبان سراپا مغز بی پوست آمد نگارش خامۂ گہر بار یگانہ
رقم طرازان دیار نبض شناس قلم و در نقش انگیزی علم محمد عبد الرحیم لکہنوی اسعدہ اللہ تعالی
فی الدارین رونق دیگرش ارزانی داشت و ادارت رفعت نشان شریعت عنوان مدیر
مطبع صدیقیہ علیہ بہوپال محمیہ مولوی محمد بدیع الزمان حسن بی اندازہ اش بخشید
و در ماہ محرم سنہ ۱۳۱۵ ہجریہ از قالب طبع مطبوع بیرون خرامید مطبوع طبع سخن سنجان پاک اعتقاد گردید

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست — آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

بر آمدن از کارخانۂ چاپ اول ہمین بود در جستن سخن سنجان از برای نظم ختم طبع و تاریخ
اتمام ہمین نخستین ناشر نثری نثار و شاعر شعری شعار ناظم پایۂ تخت ریاست و منشی
ایوان ایالت افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان متخلص بشہیر نغمۂ تازہ در طنبور
شیرین بیانی و سخن سرائی دمید و این گوہر شاہوار از بحر طبع زخار بساحل گفتار رسانید
و ثانیاً حائز شرائف خصال معدن ہر گونہ فضل و کمال جامع مزایای نشاتین حافظ حکیم
مولوی سید محمد اعظم حسین فرزند دلبند سید محمد زکی بن حکیم مرحوم خادم حسین متوطن حال
بلدۂ محمیہ بہوپال سلمہ اللہ المتعال از جای برخاست و باین تاریخ سحر آمین خاطر ناظرین
از غم غصہ و سیر پرداخت

قال الشہیر سلمہ اللہ القدیر

طالع و دانش و اقبال کمالش دائم — آنکہ از وی بگمانند کہ نور الحسن است
سرو از گلشن امید امیر الملکیت — تو گل تازہ بہار چمن پنجتن ست
اندرین عصر کہ باشد ہمہ شایستۂ او — لعبش فضل و ہنر بازی او علم و فن ست
بسکہ در نظم باین فضل بود شاگردم — مایۂ نخوت و فخر و مباہات من ست
پارسی یافتہ ہمچا و زبان شیراز — تا زلیش گر ہمہ ہم لطف لسان یمن ست
انبساطا کامدہ در طبع جہان از ذوقش — جان عالم بہوا دارے او مرتہن ست

گر بپرسند که حیثش بچه سان گه دل ماست | هر چه شش اندر سر و سر بر تن و جان در بدن است
در نور دیده و بعجلت همه اسفار علوم | اندرین سن که سزای سبق زلف رسن است
گر ببینند مرسند تحقیقاتش | همه در منصب تحقیق محقق سخن است
بوالعجب پیکر هر لفظ تراشد شیرین | قلمش تیشه اقبال کف کوهکن است
پیش هر کس که ازو دید چنین گفتار | هر تماشش سخن نرم بیابان خشن است
الغرض چونکه چنین کتابی بنوشت | طرفه هنگامه پسند سخن خویشتن است
نو سوادی که مسمی ست بعرف ابجاد | مردم دیده صاحب نظرانش وطن است
حاوی فقه قدیم آمده این تازه سواد | وضع این ساغر نو بهر شراب کهن است
هیچ با فیلست که گلهای افادت دارد | یا چه با فیلست که روشنگر هر انجمن است
هیچ کس نقشا حادیث ندیدست بخواب | آنکه امروز ازین تبصره بر هر دهن است
چه طریقی که پسندیده یزدان باشد | جز بدین راه تردد روشش اهرمن است
نتوان گفت بیانش که سحابی ست مطیر | یا توان گفت که دریای کرم موج زن است
گل زمانان خرد طره دستار قبول | در هر سطح زمین مستند هر زمن است
باغبان قلمش طرفه بهاری آراست | لفظ گل حرف بو و غنچه کتابش چمن است
سرکن آهنگ دعا تن بزن از مدح شیر | چه توان کرد که میدان تناش پهن است
این مؤلف همه با جاه سلامت باشد | از من آمین و قبولش ز تو ای ذو المنن است

قال الاعظم سلمه الله تعالی

مرا ابتطرکی خود قناعت ارزانی | سپرده با دل بیتاب دخت کاشانی
اگر کنند گل عیش هوس فرد و ریم | خسک به پیرهن دل زد امن افشانی
نهاده ایم تنگی که بیش آن دارد | قضای دیده مور اتساع میدانی
رسیده دایم زجائی که بیخبر اخبار | ستوده ایم در و دشت وا به بستانی

بهی بشارت بنگاه خاطرم آمد — نهفته بار بلنجی متاع ایمانی
چنان به پیچ و خم زلف بافتم خود را — که جمع دل نکنم فرق از پریشانی
ز دست زلف صنم داد خواه تر کسی — که بیگناه کشندش به بند زندانی
فغان ز ذوق کلامش که چون بهر دو تمام — ز من جواب نیاید جز آفرین خوانی
فغان ز یاس که گاهی بکشت ما شبنم — اگر فتاد شر دیم جوش بارانی
رسید وقت که شد چشم ما ز گریه علم — چو طبع سید عالی گهر بعمانی
بهینه سید نور الحسن که فتوی شرع — حلال کرد مرا ورا شراب روحانی
خجسته پور ولی نعمتی که بر خوانش — فلک ز بال هما میکند مگس رانی
گر از بهار بسیط زمین شود گلشن — بخلد خلق وسیعش کند خیابانی
ز نسبتش فلک پیر نقشبندی را — بدلق بست طراز قبای سلطانی
کشید محمل خود را بوادیی که خضر — بناقه رانی رهبر و کند حدی خوانی
کلیم پر و سوی ایمنش تماشائی — خلیل خواند بخوان خودش بمهمانی
اگر بدرک معانی نظر گماشت بلفظ — ز قعر چاه برآورد ماه کنعانی
گرش بهمت دراری بدان شجر ماند — که صد ثمر بزمین افکند چو جنبانی
سخن چو کوکبه آراست شد دراز و آید — بسر شکستن طرف کلاه خاقانی
اگر شمست بعزم رقم توان گفتن — که خاست باد بهاری به لاله رویانی
بفن شعر ز عمان برون کشد گوهر — بهمت علم برآرد چو احمد کانی
بهم مسائل شتی بیک کتاب آورد — بکار بر دو پی لاله زار نعمانی
کشید دام بصحرا اگر که ناگاهان — دران فتاد دو صد آهوی بیابانی
اگر به پیش چراغ از هوا فرود آورد — هزار خیل پریزاد از پری خوانی
پس از درس برآثار منزلی گوئی — بسر نهاد اساس بلند ایوانی

ازان حقائق بصد رنگ کز چمن آورد — بزم چید بهم دستهٔ‌های ریحانی
فروع را با اصول حدیث محکم کرد — بهم کشید لآلی بسلک مرجانی
بپاک شناخت بسانی که هر قدم افروخت — ثواب رهبری گمرهان خنده لانے
پی بهٔ ثیا داشت رطب بر داشت — زنخل نار حدیث رسول ربانی
بچشم مردم بینا سواد الفاظش — نظر فروز تر از سرمهٔ صفاهانی
نگار معنی روشن بپردهٔ الفاظ — ز زلف هشت نقابی بروی نورانی

سخن دراز نو مشغول ز دیگران گو باش
ز من بظاهر حلے بسال آن خوانے
۱۲۹۶

بجیع مانهٔ فضل و نشر فیض عمیم — همیشه باد به بستانی و بهار ماسے
منه مؤلف ۱۲

پس از انطباع اول هجوم تمنای طلاب واز هم ربودن اولے الالباب بجائی رسید که با همه فراوانی نسخهای کتاب در اندک فرصت گارش به نایابی کشید نظر بآرزو رواے مستفیدانی که با یک جهان اشتیاق هنوزش نیافته اند و خاطر خواه وری نظر افروزش تمہید داشارت فیض اشاعت رفت تا نقش مراد آرزومندان بار دیگر کرسے نشین گردد واب و رنگ تازه که طبع اول برروی کار نداردبر طبع ثانی افزوده آید سرخط فرمان بنهاد و شد و داد کامروائے کامجویان را داده بین که بعد آرائش و پیرایش بقالب طبع جدید ریخته شد و نقش هرگونه تصحیح و تنقیح برروی لوح و صفحه انگیخته مولوی حکیم سید اعظم حسین سنبلوی باهتمام خامه پردازے از جای بجاست و تاریخ طبع ثانی بدین نظم دلکش آراسته

قطعهٔ تاریخ طبع ثانی

زهی کتاب که کلک دو رق بهم بالد — که تا تمش به تکلیف کے ویشتاد سے
مشام پرورد اعلام عرف جاوی نام — بسیر خلد جهان را ببوی خود بارے
اگر بدیدن الفاظ آنچنان در باب — که ابهوسے بچراد بهشت سرمادی

گهی کرپی بمعانی بری همان برگیر
که تشنه بودی و ناگه بکوثر افتادی

قیاس را که بویرانه برد سرگردان
رسید خضر و نشان داد در دی آبادی

بجمع چنو فروشی که سنتش اصلاح ست
بکار رهبر دو لغت کمال نقادی

بنای کار تفقه نهاد بر تحقیق
نکرد جادهٔ تقلید سر ز آزادے

خجسته سید نور الحسن که فضلش کرد
علم بخانی و میری سر باستادی

نکرده زه بکمان و نرفته گه به کمین
شکار را آهوی معنے کند ز هر وادی

کمال وهبی او را بمشق نتوان یافت
که کیمیا نتوان ساختن ز حدادی

همین که طبع شگرفان علم ازو بالد
بطبع تازهٔ این نامه از ره شادی

نگوی نامه که ساقی بنور بادهٔ علم
چو آفتاب بیفروخت شمع در نادی

دماغ فکر معطر ز مصرع سال ست
رسیده تازه شمیمی ز گلشن جادے

۵ ۱۳ ۱

صحت نامۂ تقاریظ اول عرف ایجادی

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
١٠	١٢	حکابت	حکایت	١٢	١٥	راستیج	ارستیج
٥	١٦	خامہ آس	خامہ آس را	١٣	٤	صدات	صداقت
″	١٩	دریت	ونہمت				

صحت نامۂ کتاب

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
٢	١٠	دروارده	دارده در	٢٨	٥	مردیہ	مرویہ
٦	٧	عبار	عماد	″	٢	باجزای	باجرای
١١	٤	مایوس	پاپوش	٢٩	٩	ار	از
١٢	٨	کریۂ	کریمہ	″	١٠	ابتداد	استداد
١٣	٥	اخطاء	اخطأ	″	١٢	بور	بود
١٦	١	کرده	کردواد	٣٠	١٥	دور	ودر
١٨	٨	فنار	مهار	″	١٦	حل اب	حل اسے
٢٠	١٦	تعفت	تکلف	٣٢	٧	بروتم	برینوتم
٢١	٤	هزاد	هزار	٣٨	٤	ایام	امام
٢٥	١٣	ان	ب	″	١٠	دوایتی	روایتی
٢٦	″	ذالليل	ذوالليل	٣٩	٤	مختلہ	مختلہ
٢٧	١٢	برآرد	بردارد	″	٧	باعت	باعث

صفحه	سطر	خطا	صواب
۴۰	۱	ارجود	ارزد
〃	۱۷	بگذرا	بگزار
۴۳	۱۱	لشده	نشده
〃	۱۳	عزبمت	عزیمت
۴۴	۷	اعنناء	اعتناء
〃	۱۶	پس باہمراہیان یک رکعت بگذارد وخود پس ایستاده ماند	×
۴۷	۱۷	راعبین	راغبین
۴۸	۱۱	الا	إلّا
۴۹	۱۳	رخنز	خز
۵۰	۲	نرد	نزد
〃	۶	حل	حلّ
〃	۲۱	دیگر	دیگری
۵۳	۲	تقریطا	تفریطا
〃	۲۰	تقار	نوشر
〃	۲۱	لفس	نفس
۵۵	۴	نغی	نفی
〃	۹	مشترک	مشرک
〃	۱۰	نبوت	ثبوت
۵۵	۲۱	عاقه	عافه
۵۶	۱۲	برسراغ	باسراغ
۵۹	۱۱	اکار	بکار
〃	۱۲	عمن	عین
۶۰	۱۵	علم	علم او
۶۱	۱۷	بردی	بروئی
۶۲	۴	اہل	ابل
〃	۸	محاص	مخاض
〃	۱۴	گرفته	کوفته
〃	۱۵	حسته	حقه
۶۳	۱۰	اہل	ابل
۷۵	۱	مسلمانی	مسلمانی برہنه
۷۷	۴	بمومات	بعمومات
〃	۱۹	روت	رویت
۷۹	۱۵	گفاره	کفاره
۸۰	۱	بی	ابی
〃	۷	بطیفونه	یطیفونه
۸۲	۴	یتی	یثی
〃	۲۰	فتاوه	قتاده
۸۵	۸	الك	انك

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۹۵	۱۶	نقصد	بقصد
۹۶	۱	تر	بتر
"	۸	مرقوما	مرقوسا
۹۷	۴	حل	حلل
۹۱	۷	آثم	اتم
"	۸	بیاید	بیاید
"	۱۴	انخلیفه	الخلیفه
۹۳	۱۳	شنبهٔ	تمیهٔ
۹۶	۱۹	درتورت عسرت حیث	درتیوت عسرت حیث
"	۲۰	دوار	دوام
"	۴	ح مید	ح نیند
۹۷	۲	ادباب	ادہاب
"	۸	اثباث	اثبات
"	۱۰	امید	امیدور
"	۱۲	آ	آما
۱	۳	داوسم	وموسم
"	۱۵	نسک	دسلت
۱۰۳	۴	نیر	نیز
"	۱۰	مادول	ماذول
۷	۱۵	اس	بایں
۱۰۳	۱۱	ہی	نہی
"	۱۴	مستطیع جیه	مستطیع شود
۱۰۵	۸	انینن	اثنین
۱۰۷	۷	انسطار	انتظار
۱۰۹	۳	انتاع	استماع
۴	"	کون	الکون
"	۱۸	لامص	لامس
"	۲۱	محروم	محارم
۱۱	۶	ارادة	اراده
"	۱۵	تردد	تردد
"	۲۱	وجیه	وعید
۱۱۱	۱	ے	سے
"	۲	مجراقات	مجراوات
"	۳	اجوات	احوات
"	۱۱	الحعام العل	الحمام العلی
"	۱۳	مسح	شح
"	۱۸	مبال	ابدال
"	۵	جلیه	ملمه
"	۱۹	اسماع	اجماع
"	۲۰	ہم	اہم

صفحه	سطر	خطا	صواب
۱۱۲	۲	غبلان	غیلان
۱۱۴	۱	بدن	بزن
〃	۷	یکی	یکی
〃	۱۳	بوست	پوست
〃	۱۶	ینخنا	ینهنا
۱۱۵	۷	آوردد	آورده
۱۱۶	۱۲	روج	زوج
۱۱۹	۱۶	بنظلیقه	بنظلیقة
〃	۲۱	ین	بن
۱۲۰	۱۲	مدی	هدی
۱۲۱	۱۵	یاین	باین
۱۲۲	۷	موجونست	موجوست
۱۲۶	۱	به بینید	به ببنید
۱۲۶	۱۴	دیر	دہر
۱۲۹	۱۳	بصحبت	بصحت
〃	۱۷	تقرق	تفرق
〃	۱۸	تجریم	بتحریم
۱۳۰	۱۰	ترد	نزد
۱۳۲	۷	قونه	قی ته
۱۳۳	۴	۱۵	ذا ۱۱

صفحه	سطر	خطا	صواب
۱۳۵	۱۰	سیر	پیمر
〃	۱۱	عقبه	عتبه
〃	۱۵	مود	نمود
〃	۱۸	براد	برادر
۱۳۶	۹	وایم	ایم
〃	۱	بستر	پستر
۱۳۷	۱۱	جاه افتاده	جاه افتاده بود
۱۳۸	۱۲	محل	نحل
〃	۱۵	اذکس	آوکس
۱۳۹	نہ	رکیان	رکیان
〃	۷	حطبه	خطبه
۱۴۲	۷	انکه در	آنکه بر
۱۴۳	۱۴	التسیة	النسیة
۱۴۶	۲	فرش	قرش
〃	۱۸	فضنه	قصه
۱۴۷	۳	یتاب	نباب
۱۴۸	۱۰	درو	درد
۱۵۰	۲۰	راامر	امر
۱۵۲	۱۷	جزاف نیست	جزاف ست
۱۵۴	۱۰	مکر	بکر

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۵۵	۱۲	نزاغ	نزاع
۱۶۰	۶	بیست	نیست
۱۶۵	۳	او	و
۱۶۸	۱	مزارعت	مزارعت
۱۷۲	۳	آدرع	اذرع
۱۷۳	۴	الذکر	للذکر
۱۷۶	۸	ظاہر	ظاہرش
۱۸۰	۱۶	دلیل	ودلیل
〃	〃	وحدیث	حدیث
۱۸۶	۴	الد	لد
۱۸۸	۲۱	میان سرش	سرش میان
۱۹۰	۱۰	بسلیج	کبسلیج
۱۹۶	۱۴	منتفی	منتقی
〃	۱۸	مرویت	مرویت
〃	۲۱	اسلما	ام سلمه
۱۹۷	۱۱	لغی	بغی
۲۰۱	۱۳	معول	مغول
۲۰۳	۱۰	بروزن	برزان
۲۰۶	۱۲	سیبا	سیما
۲۰۸	۲	ایلاستی	ایلامستی

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲۰۹	۱	القتل	بقتل
۲۱۰	۶	ظاہر	ظاہرش
۲۱۲	۱	دشمن	بدشمن
〃	۱۵	ہیرمد	ہیرمید
۲۱۴	۱۲	نیند	نبید
۲۱۵	۸	بسرقة	بسرقه
〃	۱۷	اکثر	کثیر
۲۱۶	۹	تقیری	نقیری
〃	۲۰	کالزبية	کالزبیه
۲۱۹	حاشیہ	ابی	ابن
〃	حاشیہ	مستا	میشا
〃	حاشیہ	الحسام	الخصام
〃	حاشیہ	برارر	برادر
۲۲۳	۱۰	ومہ	ذمہ
۲۳۳	〃	لاغر	لاعراز حفیاد
۲۳۴	۴	کرده	کرده اند
۲۳۸	۱	بخورد	نخورد
〃	۱۳	ضماند	صائد
۲۳۹	۲۰	خ ف	حذف
۲۴۳	۱۶	زکرة	دکوة

صفحه	سطر	خطا	صواب
۲۴۰	۲۱	تیمیه	تسمیه
۲۴۵	۴	برهان	بربان
۲۵۱	۱۹	تعالی	تعالی ندارد
۲۵۴	〃	مصیب بلکه	مصیب نیست بلکه
۲۵۵	۵	حصور	حضور
〃	۸	الدهن	الذهن
۲۵۶	۵	از	اند
۲۵۸	۲۰	ازوی	ازدی
۲۵۹	۱۷	یطبت	بطیبت
۲۶۱	۱	قراموش	فراش
〃	۲	بگرد	بگیرد
〃	۱۶	مستقا	مستقله
۲۶۳	۷	ممنوع	لیس ممنوع
〃	۱۵	غزائر	غزائز
۲۶۴	۸	شکری	شکره
〃	۱۰	مالعین	[illegible]
〃	〃	ابرین	ازین
〃	۲۰	زجل	رجل
۲۶۵	۱۷	قنهاء	قنهار
[illegible]	۹	دوورا	دورا

صفحه	سطر	خطا	صواب
۲۷۵	۹	واهم زاد	واهم نزد
۲۷۶	۱۹	عمرو	عبدالله بن عمرو
۲۸۱	۳	مجبور	فجور
〃	۱۷	ابوهریره گفت	ابوهریره گوید
۲۸۳	۱۰	ضعفی ست	ضعفی هست
〃	۲۰	مسلم	مسلم عن عائشة
۲۹۶	۱۹	دورق	دورق